بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہم القرآن

جلد چہارم

فہم القرآن

جلد چہارم

فہم القرآن کو پڑھنے کا موثر طریقہ

اس فہم قرآن کو سمجھنے کیلئے آپ پہلے عربی کا پیرا پڑھیں۔ اگر آپ کو عربی آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بھی اَدا کریں۔ اگر عربی نہیں آتی تو عربی میں پیرا ضرور پڑھیں خواہ سمجھ آئے یا نہ آئے اور اس پیرا کو تسلسل سے ایک ہی وقت میں پڑھ کر ختم کریں۔

پھر آپ ترجمے کو تسلسل سے پڑھیں۔ اس طرح آپ کو اس پیراگراف کا مطلب ان شاءاللہ تعالیٰ پوری طرح سمجھ آ جائے گا۔

اگر ایک آیت پڑھیں اور پھر اسکا ترجمہ پڑھیں۔ پھر دوسری آیت پڑھیں اور اس کا ترجمہ پڑھیں تو اس سے آپ کو اس پیراگراف کا مفہوم سمجھ نہیں آئے گا۔

تسلسل سے پڑھنے سے بعض دفعہ ایک بات ہوتی ہے اور بعض دفعہ ایک سے زیادہ باتیں ہوتی ہیں اور بریکٹ میں ہم نے جہاں کوئی عربی میں وقفہ آتا ہے، وہ واضح کر دیا ہے۔ اس طرح آپ ان شاءاللہ تعالیٰ فہم قرآن کے مفہوم کو آسانی سے سمجھ جائیں گے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

[الاحزاب ۳۳، آیت ۵۶]

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر رحمت بھیجتا ہے
(اور اسکے) فرشتے اللہ تعالیٰ سے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کیلئے
رحمت کی دُعا مانگتے رہتے ہیں
اے ایمان والو! تم بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر
رحمت بھیجنے کی درخواست کرتے رہا کرو اور سلامتی کی بھی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(العنکبوت ۲۹، آیت ۶۹)

جو لوگ ہمارے راستے میں سخت محنت و مشقت کرتے ہیں
ہم ان کیلئے ہدایت کے راستے کھول دیتے ہیں
اور یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ اچھے کام (نیک کام) کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے

فہم القرآن

جلد چہارم

پارہ ۱۹ — پارہ ۲۴

مولفین

- حافظ محمد ناصر رشید
- ڈاکٹر عبدالحمید سلیمان

جملہ حقوق بحق مصنّفین محفوظ ہیں

بارِاوّل 1000

تاریخ طباعت ..... اگست 2018ء

ناشر .....

مطبع ..... ایڈمن سٹوڈیو، ڈیزائنز اینڈ پرنٹر

10-B شمع پلازہ، 72-فیروز پور روڈ، لاہور

کمپوزنگ وڈیزائننگ.....حافظ محمد ناصر رشید

ملنے کا پتہ

ہاؤس نمبر 15-A، سٹریٹ نمبر 15، کیولری گراؤنڈ، لاہور کینٹ

042-36662099-0300-9422295

فہرست

دیباچہ	.....	1
۲۵-اَلْفُرْقَانِ	.....	5
۲۶-اَلشُّعَرَآءِ	.....	26
۲۷-اَلنَّمْلِ	.....	67
۲۸-اَلْقَصَصِ	.....	105
۲۹-اَلْعَنْكَبُوْتِ	.....	151
۳۰-اَلرُّوْمِ	.....	186
۳۱-لُقْمٰنَ	.....	209
۳۲-اَلسَّجْدَةِ	.....	223
۳۳-اَلْاَحْزَابِ	.....	235
۳۴-سَبَاٍ	.....	272
۳۵-فَاطِرٍ	.....	300
۳۶-يٰسٓ	.....	321
۳۷-صَآفَّاتِ	.....	345
۳۸-صٓ	.....	378
۳۹-اَلزُّمَرِ	.....	399
۴۰-اَلْمُؤْمِنِ	.....	430
۴۱-حٰمٓ السَّجْدَةِ	.....	461

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

''تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن حکیم سیکھے اور سکھائے''۔

(تفہیم البخاری، جلد ہفتم، حدیث ۴۷۰۵)

دیباچہ

Superamesy of Law of ALLAH

نظامِ کائنات

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا، کار ساز
اَثر کرے نہ کرے، سن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ**''۔ (آلِ عمران ۳، آیت ۱۱۰) ترجمہ ''تم ایک بہترین اُمت ہو جو کہ بنائی گئی ہے لوگوں کیلئے تاکہ تم اچھی باتوں کا حکم کرو اور بُری باتوں سے لوگوں کو منع کرو اور تم اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان رَکھتے ہو''۔ (ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی فرمانبرداری کی جائے اور کروائی جائے)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمانا یہ ہے کہ میں نے تمہیں لوحِ محفوظ میں بہترین اُمت کا خطاب دیا ہوا ہے۔ بہترین اُمت کی تین صفتیں ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ پر غیر متزلزل ایمان رَکھتی ہے۔
(۲) نیکی کو اپنی جدوجہد سے نافذ کرتی ہے اور پھیلاتی ہے۔
(۳) بُرائی کو ہر مصیبت جھیل کر ختم کرنے کی کوشش میں مسلسل لگی رہتی ہے۔

یہ انتہائی مشکل کام ہے جس میں کامیاب ہونے کیلئے اَنتھک محنت کی ضرورت ہے۔ لوگوں کی اذیت ناک باتیں، تدبیریں اور منصوبے یہاں تک کہ جلاوطنی کے ڈَراوے، قتل کر دینے کی چالیں کمزور انسان کے ایمان کو متزلزل کر سکتے

ہیں۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک جسکا ایمان انتہائی بلندی پر ہوگا، وہ ایک اکیلا دَس کافروں کے مقابلے میں غالب رہے گا۔جسکا ایمان کمزور ہوگا، وہ پھر بھی ایک اکیلا دو کافروں کے مقابلے میں غلبہ حاصل کرلے گا۔(دیکھیں سورۃ الانفال ۸، آیات ۶۵-۶۶) اگر کوئی شخص یا کوئی قوم اپنے سے دگنی تعداد پر بھی غالب نہیں آتی تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اس قوم کی اکثریت کمزور ترین ایمان پر ہے یا اسکی اکثریت منافقین پر مشتمل ہے۔

ہم ذرا غور کرتے ہیں اور اندازہ لگاتے ہیں کہ ہماری قوم کی اکثریت کا معیار اسلام کے لحاظ سے کیا بنتا ہے۔آیا وہ مضبوط مومنین ہیں یا کمزور مومنین ہیں یا اکثریت منافقین ہیں۔

غور آپ نے خود کرنا ہے اور ایک نتیجے پر پہنچنا ہے۔اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ اپنے آپ کو بھی مضبوط مومنین میں شامل کرلیں گے اور کمزور مومنین اور منافقین کے گروہ سے باہر نکل آئیں گے۔

اب آپ ذرا آگے چلیں اور مندرجہ ذیل آیت مبارکہ پر غور کریں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''**اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ○**''۔(العلق ۹۶، آیات ۱-۵) ترجمہ ''(اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم!) پڑھ اپنے رَبِّ کریم کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا فرمایا۔اس نے انسان کو مخلوط (یعنی عورت اور مرد کے) پانی سے پیدا فرمایا۔پڑھ (اپنے رَبِّ کریم کے نام سے) اور تیرا رَبّ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جس نے قلم کے ذریعے علم دیا انسان کو۔وہ علم دیا جو وہ نہیں جانتا تھا''۔

علم سے ہی انسان ایمان کی طرف آتا ہے اور علم سے ہی اپنے ایمان کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا جاتا ہے۔اسی لیے مومن بننے کے لیے علم کا حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔جو لوگ قیاس آرائیوں پر اور ظن پر اپنے فیصلے کرتے ہیں، وہ

ہمیشہ ہی نقصان اُٹھاتے ہیں۔ایک علم روزگار کمانے کا ہے جس کو ہنر کہتے ہیں اور ایک علم جنت کمانے کا ہے جس کو علم الٰہی کہتے ہیں یا علم دِین اسلام یا علم دِین اللہ کہا جاتا ہے۔علم دِین سے اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے انسان بُرائیوں سے رُکتا ہے اور نیکیوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاطر ۳۵، آیت ۲۸ میں فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جو علم رَکھنے والے ہیں، وہ ہی اللہ تعالیٰ سے ڈَرتے ہیں''۔پھر اللہ تعالیٰ سورۃ الرحمٰن ۵۵، آیت ۴۶ میں فرماتا ہے کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے سے ڈَرا، اس کے لیے دو جنتیں ہیں''۔

یاد رَکھنا چاہیے کہ علم کے ساتھ عمل ضروری ہے۔عمل کے بغیر علم مفید نہیں ہے اور علم کے بغیر عمل مفید نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ ۲، آیت ۱۰۱ میں فرمایا کہ ''اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اس طرح پس پشت ڈال دیا گویا کہ انہیں اس کا کوئی علم ہی نہیں ہے''۔یاد رَکھیں کہ ہمارے ملک میں جو قرآن کریم کو بغیر سمجھ کے پڑھا جاتا ہے، اس کا مطلب یہی ہے جو یہ آیت مبارکہ کہہ رہی ہے لہٰذا قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھیں گے تو علم حاصل ہوگا۔قرآن کریم کو رَٹ لیں گے تو علم حاصل نہیں ہوگا۔اس سے ظاہر ہوا کہ بے سمجھ قرآن کریم پڑھنے والا عالم کے گروہ سے خارج ہے کیونکہ جب اس کو علم ہی نہیں کہ قرآن کریم کیا بتا رہا ہے تو وہ عمل کیسے کرے گا گویا کہ وہ عمل کر ہی نہیں سکتا۔

آپ خود غور کریں کہ کیا ہم بحیثیت ایک قوم کے ایمان لانے کا حق اَدا کر رہے ہیں۔

عدل اور اَمن

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ

یَّنْصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالْغَیْبِ ط اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○''۔(الحدید ۵۷، آیت ۲۵) ترجمہ''ہم نے اپنے پیغمبروں کو واضح نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) نازل کیے تا کہ لوگ عدل وانصاف پر قائم رہیں اور لوہا پیدا فرمایا۔اس میں (اسلحہ جنگ کے لحاظ سے) قوت بھی شدید ہے اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں اور اس لیے بھی کہ کون بن دیکھے خدا اور اسکے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انکو معلوم کرلے۔بے شک اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے''۔اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے تین نصیحتیں کی ہیں۔

(۱) میرے نازل کردہ حکموں کے مطابق لوگوں کے درمیان عدل قائم کرو۔

(۲) ہم نے لوہا پیدا کیا تا کہ تم اپنے دِین اور ملک کی حفاظت کرسکو۔

(۳) اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولوں کی مدد کرو۔ مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر خود بھی عمل کرو اور رسولوں کے طریقہ کے مطابق عمل کرو کیونکہ میرے احکامات کو عملی طور پر سمجھنے میں سب سے زیادہ ذہین ہیں اور سب انبیاء بہت ہمت والے لوگ ہیں۔میرے احکامات پر عمل کرنے اور لوگوں سے کروانے میں ذرا غفلت نہیں برتتے۔وہ لوگوں سے ڈَرنے کی بجائے وہ مجھ سے ڈَرتے ہیں۔اسلئے وہ میرے حکموں پر ثابت قدم رہتے ہیں اور انکے ساتھ بھی۔انبیاء نے اور انکے ساتھیوں نے اپنی جانیں قربان کردیں لیکن میرے احکامات کو نہیں چھوڑا۔

ہمارے لیے نصیحت یہ ہے کہ اگر ہم ان تین شعبوں پر خلوص سے، دیانتداری سے، لوگوں سے بے خوف ہوکر اور اللہ تعالیٰ کا دِل میں خوف لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو اپناتے ہوئے عمل کریں تو ان شاء اللہ ہم یہاں بھی بہترین زندگی گزار سکتے ہیں اور آخرت میں بھی بہترین ٹھکانہ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ

ترجمہ◄ (آیات ۲۱ سے ۳۴) جو لوگ ہماری ملاقات کا (آخرت میں) یقین نہیں رکھتے، وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہ ہمارے پاس فرشتے بھیجے جائیں (نبی کی جگہ) یا ہمارے رَبّ تعالیٰ کا دیدار کرایا جائے۔ یہ انکے دِل کی بڑے تکبر کی باتیں ہیں اور وہ اپنی سرکشی میں حد سے گزر گئے ہیں۔[۲۱]

جس روز فرشتوں کو دیکھیں گے تو وہ دِن مجرم پیشہ لوگوں کے لیے خوشی کا دِن نہیں ہوگا۔ وہ تو پکار اُٹھیں گے کہ پناہ ہے! پناہ ہے! (اس عذاب سے جو فرشتے لے کر آئے ہیں قیامت کے روز)[۲۲]

اور جو اپنے (بُرے) اعمال انہوں نے آگے بھیجے تھے، انکو ہم غبار کی طرح اُڑا دینگے۔ (یعنی بُرے عمل کا وزن کوئی نہیں ہوگا۔ وہ غبار کی طرح ہلکے ہوں گے)[۲۳]

(اسکے برعکس قیامت کے دِن) اہلِ جنت کا ٹھکانہ بہت بہتر ہوگا اور خواب گاہ بھی عمدہ ہوگی۔[۲۴]

اس (یعنی قیامت کے) دِن آسمان کو چیرتا ہوا ایک بادل ظاہر ہوگا اور فرشتے یقیناً اُتار دیئے جائیں گے۔[۲۵] (یہ آیت مبارکہ نمبر ۲۱ کا جواب ہے)

يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى
يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا
﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ
اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ
الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ
يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا
﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ

اس دِن حقیقی بادشاہت صرف ''الرحمٰن'' کی ہوگی اور وہ دِن کافروں کیلئے بہت بڑا سخت دِن ہوگا۔ (اور مومنوں کے لیے بہت ہی ہلکا ہوگا)[۲۶]

اس (یعنی قیامت کے) دِن ظالم لوگ (یعنی کافرین منافقین وغیرہ) اپنے ہاتھ کاٹیں گے (غصے اور بے بسی کی وجہ سے) اور انسان (یعنی کافر اور منافق انسان) کہے گا کہ کاش! رسول کے طریقے کو اختیار کیا ہوتا۔ ہائے میری کمبختی! کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ (یعنی انسانی یا جناتی شیطان کو دوست نہ بنایا ہوتا)[۲۷-۲۸]

اس نے گمراہ کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے ذِکر (یعنی قرآن کریم) سے جبکہ وہ میرے پاس آیا۔ بیشک شیطان انسان کیلئے بڑا ہی بے وفا نکلا۔[۲۹]

اور رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کہے گا کہ اے میرے رَبّ تعالیٰ! میری قوم (یعنی تمام دُنیا جس کی طرف میں نبی کر آیا تھا) نے اس قرآن حکیم کو چھوڑ رَکھا تھا۔ (یعنی اس قرآن کریم پر اکثر ایمان نہیں لائے تھے)[۳۰]

اس طرح ہم نے ہر نبی کیلئے مجرمین کو اسکا دُشمن بنا دیا اور تمہارا رَبّ تعالیٰ

الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ
جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ
وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ
بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ؕ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ
عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا
وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾ ع

تمہاری رہنمائی کرنے کیلئے اور تمہاری مدد کیلئے کافی ہے۔[۳۱]

کافروں (یعنی قرآن کریم پر ایمان نہ لانے والوں) نے کہا کہ یہ سارا قرآن کریم ایک ہی دفعہ کیوں نہ اُتار دیا گیا؟ ہاں! ایسا اسلئے کیا گیا تا کہ ہم تمہارے دِل (نبی اور مومنین کے دِل) کو مضبوط رکھیں اور ہم نے اسی لیے اسکو تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھ سنایا اور جب کبھی وہ (کافرین) تمہارے سامنے کوئی ایک سوال لائے تو ہم نے اسکا ٹھیک ٹھیک جواب حق کیساتھ تمہیں (اے نبی) دے دیا (یعنی تم پر وحی کر دی) اور بہترین طریقے سے بات کھول دی۔[۳۲-۳۳]

جو لوگ منہ کے بل جہنم کی طرف لے جائے جائینگے (قیامت کے روز)، وہ بہت ہی بُرے لوگ ہوں گے اور وہ سیدھا راستہ کھو بیٹھیں گے۔[۳۴] (کیونکہ وہ دُنیا میں اُلٹے راستے چلتے تھے [سیدھا راستہ اختیار نہیں کرتے تھے] اس لئے آخرت میں سزا کے طور پر منہ کے بل یعنی اُلٹا ہو کر چلائے جائیں گے)

تشریح: مشرکینِ مکہ کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے وہ آئے دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے نئے نئے سوال کرتے رہتے تھے مثلاً ان آیات مبارکہ میں انکے مطالبات اور سوالات یہ تھے:

(۱) انکا مطالبہ تھا کہ خود فرشتے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آئیں۔

(۲) یا ہم اللہ تعالیٰ کو خود دیکھ لیں کہ وہ ہمیں کیا پیغام دیتا ہے۔

(۳) انکا ایک مطالبہ یہ تھا کہ پورا قرآن کریم ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اُتار دیا گیا۔

اس طرح کے اَور بہت سے سوالات قرآن حکیم میں ملتے ہیں لیکن یہ سب انکی بہانہ سازی تھی کہ وہ ایمان لانا نہیں چاہتے تھے۔ ان میں تکبر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور قیامت کے دِن انکا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو کہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

وہ قرآن حکیم کو کسی صورت میں اللہ تعالیٰ کا کلام ماننے کیلئے تیار نہیں تھے، اسلئے نہ تو وہ اسکو پڑھتے تھے اور نہ سنتے تھے بلکہ جب قرآن کریم پڑھا جاتا تھا تو وہ شور مچاتے تھے

یہی حال دُنیا کی تمام قوموں کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے کئی قوموں کے بادشاہوں کو ایمان کی دعوت کے خطوط لکھے۔ ان میں قابل ذِکر اس وقت کی دو بڑی طاقتیں ایک قیصر روم اور دوسرا کسریٰ فارس۔ دونوں نے ایمان قبول نہیں کیا۔ صرف ایک شخص نے جو کہ حبشہ کے بادشاہ تھے اور جن کا نام نجاشی تھا، انہوں نے ایمان قبول کیا اور جب وہ فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تمام دُنیا کے لیے رسول بن کر آئے تھے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دُنیا کی قوموں کو تحریری دعوت دے کر اپنا حق اَدا کر دیا۔ اب قیامت کے روز ان سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔

آج ہم قرآن حکیم پر ایمان رَکھتے ہیں، رسالت پر ایمان رَکھتے ہیں کہ قرآن حکیم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجے گئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے میں ہم نے قرآن حکیم کو چھوڑ کر اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو چھوڑ کر بدعات کو اس حد تک اختیار کر لیا ہے کہ اسلامک کلچر روز بروز کم سے کم تر ہوتا جا رہا ہے۔ اس میں بہت سے مغربی رسم ورواج آہستہ آہستہ سرایت کرتے جا رہے ہیں۔

جہاں تک باقی قوموں کا تعلق ہے، وہ ابھی تک قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ آج قرآن کریم کا ہر زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ہر قوم کے کچھ لوگ اسکو پڑھتے بھی ہیں اور اس سے حکمت بھی حاصل کرتے ہیں لیکن اس کو اس طرح نہیں مانتے کہ اس پر ایمان لے آئیں اور اپنی زندگی کو قرآن کریم کے احکامات

کے مطابق گزاریں۔اس میں تین گروہوں کا قصور ہے:

(۱) عوام الناس کا (۲) علماء کا (۳) حکمرانوں کا

اس اُمت کی ذِمہ داری تھی کہ قرآن حکیم کو اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو دوسری قوموں تک پہنچائیں لیکن ہم نے اس میں سستی دکھائی اور سستی دکھاتے چلے جا رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ''**بہترین اُمت**'' کا خطاب دیا ہوا ہے۔تمام مسلم دُنیا اس بات سے بے پرواہ ہو چکی ہے کہ جس بات کے لیے اس اُمت کو بھیجا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک جدوجہد کرتا رہوں جب تک تمام لوگ ''لا الہ الا اللہ'' نہ کہہ لیں اور جب وہ ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کر لیں اور نماز اَدا کرنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو میں اپنا ہاتھ روک لوں''۔[مسلم]

ظاہر بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بشر تھے۔انہوں نے تو ساری عمر زندہ نہیں رہنا تھا۔یہ فرض منصبی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے چلے جانے کے بعد ان پر فرض ہو جاتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی میں ایمان لائے۔آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وصال کے فوراً بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس میں ایسی جدوجہد کی جیسا کہ اس کا حق تھا اور اسلام مشرق سے مغرب تک آندھی کی طرح پھیلتا گیا۔کتنا عظیم کام تھا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا کہ انہوں نے لاکھوں کروڑوں اربوں انسانوں کو جہنم کی آگ سے بچا لیا۔آج ہمارا طریقہ یہ ہے کہ ہم اس فرض منصبی سے اپنے آپ کو بالکل غافل کر کے دُنیا کے عیش وعشرت میں اتنے مصروف ہیں کہ خود مسلمانوں کی اپنی اکثریت نماز اور زکوٰۃ سے فارغ ہے۔ہر شخص کو جہاں تک ہو سکے قرآن کریم اور احادیث شریف کے علم کو آگے پھیلانا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہرگز نہ ہونا۔اللہ تعالیٰ تو سب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔یقیناً وہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم فرمانے والا ہے''۔(دیکھیں سورۃ الزمر ۳۹، آیت ۵۳)

جو شخص بھی ایمان لے آتا ہے، اسکے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔[مشکوٰۃ] ہمیں کیا معلوم کہ ہماری کوشش سے کوئی ایک شخص بھی اگر ایمان لے آئے تو وہ جہنم سے بری ہو جائے گا اور اسکا ثواب اللہ تعالیٰ آپ کو عطا کرے گا۔

؎ نہیں ہے نا اُمید اقبال اپنی کشت ویراں سے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ
هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝۳۵ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝۳۶ وَقَوْمَ نُوْحٍ
لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ
اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۳۷ وَعَادًا
وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا ۢ بَيْنَ ذٰلِكَ
كَثِيْرًا ۝۳۸ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا
تَتْبِيْرًا ۝۳۹ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ

ترجمہ◄ (آیات ۳۵ سے ۵۲) ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی تورات) دی اور اسکے بھائی (حضرت) ہارون (علیہ السلام) کو اسکا وزیر بنایا۔ دونوں سے ہم نے کہا کہ جاؤ اس قوم کے پاس جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے۔ آخر کار ان لوگوں کو ہم نے تباہ کر کے رَکھ دیا۔[۳۵-۳۶]

ہم نے قومِ نوح کو غرق کیا جبکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور آنے والے لوگوں کیلئے ان کو ایک عبرت کی نشانی بنا کر رَکھ دیا اور ظالموں کیلئے ہم نے دَردناک عذاب تیار کر رَکھا ہے۔[۳۷]

اور ہم نے بہت سی بستیوں کو تباہ کیا مثلاً قومِ عاد، قومِ ثمود، اصحاب الرأس اور انکے درمیان بہت سی قومیں تھیں اور ہر ایک کو ہم نے لوگوں کیلئے سبق آموز مثالیں بنائیں اور آخر کار ہر ایک کو ہم نے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔[۳۸-۳۹]

اس بستی کے پاس سے تو یہ گزر چکے ہیں (یعنی بستی قومِ لوط) جس پر ہم نے

مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا
يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا
هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ
لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْ لَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ
وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ
سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ
تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ
يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ
هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ

بدترین پتھروں کی بارش برسائی۔ کیا انہوں نے اسکا حال نہیں دیکھا؟ دَراصل بات یہ ہے کہ دوبارہ جی اُٹھنے پر یہ اعتقاد ہی نہیں رَکھتے۔[۴۰]

یہ لوگ (یعنی مشرکینِ مکہ) جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہارا مذاق اُڑاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کیا یہ شخص ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا۔[۴۱]

یہ تو ہمیں ہمارے معبودوں سے گمراہ کر ہی چکا تھا اگر ہم ان پر ثابت قدم نہ رہتے اور وہ وقت دُور نہیں جب یہ لوگ عذاب کو خود معلوم کرلیں گے کہ گمراہ کون تھے؟[۴۲]

کیا تو نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا خدا بنالیا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کے ذِمہ دار ہو؟[۴۳]

کیا تم نے سمجھ رَکھا ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟ (نہیں! یہ بات نہیں!) وہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔[۴۴]

الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا
الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝۴۵ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا
يَّسِيْرًا ۝۴۶ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا
وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝۴۷ وَهُوَ الَّذِيْٓ
اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۝۴۸ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا
وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ۝۴۹ وَلَقَدْ
صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا

کیا تو نے دیکھا کہ تیرا رَبّ تعالیٰ کس طرح سایہ پھیلا دیتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو اسے ہمیشہ کیلئے ساکن کر دیتا۔ ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا ہے (کہ سایہ مظہر ہے اللہ تعالیٰ کے آگے سورج کے سجدے کا)[۴۵]

پھر اس سائے کو ہم رفتہ رفتہ اپنی طرف سمیٹتے چلے جاتے ہیں۔[۴۶]

وہی تو ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) جس نے رات کو تمہارے لیے لباس بنایا اور نیند کو تمہارے لیے باعثِ سکون بنایا اور دِن کو تمہارے لیے جاگ اُٹھنے کا وقت بنایا[۴۷]

وہی تو ہے (یعنی اللہ تعالیٰ واحد) جو کہ اپنی رحمت سے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے پھر آسمان سے پاک پانی نازل کرتا ہے تا کہ مُردہ زمین کو زندگی عطا کرے اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو سیراب کرتا ہے۔ [۴۸-۴۹]

اس نظام کو انکے درمیان ہم بار بار لاتے ہیں تا کہ وہ غور و فکر کریں لیکن اکثر لوگ نافرمانی کرتے ہیں اور ناشکری کرتے ہیں۔[۵۰]

كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾

اگر ہم چاہتے تو (اب بھی دُنیا کی) ہر بستی میں ایک خبردار کرنے والا بھیج دیتے (لیکن اب تم ہی اکیلے تمام بستیوں کیلئے بھیجے گئے ہو) پس تم کافروں کی بات مت مانو اور اس قرآن کریم کیساتھ ان سے بہت بڑا جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہوتا ہے۔[۵۱-۵۲]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکینِ مکہ کو اور بعد میں آنے والی قوموں کو پہلے آئی ہوئی انسانی نسلوں میں بھیجے گئے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی قوموں کے حالات بتائے ہیں مثلاً

(۱) حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام فرعون کی طرف بھیجے گئے لیکن فرعون اور اسکی قوم نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں (یعنی نو معجزات) کو جھٹلایا اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو رسول ماننے سے انکار کر دیا بالآخر فرعون کی کچھ قوم کو دریا میں غرق کر دیا اور باقی ساری قوم کو جو بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرنے کا عظیم ظلم کرتے رہے تھے، آسمانی آفت سے نیست و نابود کر دیا۔ (دیکھیں سورۃ یٰسین ۳۶، آیت ۲۹)

(۲) قومِ نوح جسکو پانی کے سیلاب سے غرق کیا گیا (آسمان سے بارش ہوئی اور زمین سے چشمے پھوٹے) اور دوسرے لوگوں کیلئے نشانِ عبرت بنا کر چھوڑا۔ دُنیا میں اس عذاب کے علاوہ ہم نے انکے لیے آخرت میں دَردناک عذاب تیار کر رَکھا ہے۔

(۳) قوم عاد، قومِ ثمود اور اصحاب الرأس اور ان قوموں کے علاوہ بہت سی اَور قومیں سب کو ہم نے تباہ کیا جو کہ اللہ تعالیٰ واحد پر اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان نہیں لائے تھے۔

(۴) قومِ لوط پر ہم نے پتھروں کی بارش برسائی کیونکہ توحید اور آخرت پر ایمان نہ

رَکھنے کے ساتھ ساتھ ایک بہت ہی غیر فطری جنسی بُرائی میں پوری کی پوری قوم ملوث تھی۔

یہ تو چند قوموں کی مثالیں ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ (مسند احمد ۲۲۶۴۴) لہٰذا ایک لاکھ میں سے اکثر قوموں کی حالت یہ ہوئی کہ انہوں نے نبیوں کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دست قدرت سے تباہ کر دیا۔

ایک دوسری حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز سب سے زیادہ تعداد میری اُمت کی ہوگی اور بعض نبی ایسے بھی ہونگے کہ انکے ساتھ صرف ایک ہی آدمی ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دُنیا کی اکثریت ہمیشہ باطل پر رہی ہے اور بہت کم قومیں اپنے نبیوں پر ایمان لانے والی تھیں۔

یہی حال مشرکینِ مکہ کا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تیرہ سال تک رسالت کا کام کرتے رہے لیکن گنتی کے چند اصحاب کے سوا باقی پوری قوم ایمان لانے سے گریز کرتی رہی۔

انسان میں سب سے زیادہ نبی کی مخالفت پر آمادہ طبقہ وہ ہوتا تھا جو اپنے نفس کو پوجتے تھے۔ (دیکھیں سورۃ الفرقان ۲۵، آیت ۴۳) یہاں مکہ مکرمہ کے ایک شخص کی مثال بغیر نام بتائے دی گئی ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس دَرجہ پوجتا ہے جیسے کہ خدا کو پوجنا چاہیے۔ یہ گویا اشارہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی اکثر آبادی ایسے ہی لوگوں پر مشتمل تھی۔

آج بھی ہم کہنے کو تو اللہ تعالیٰ واحد، اسکے آخر الزماں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قیامت کے حساب کتاب کے متعلق ایمان تو رَکھتے ہیں لیکن یقین اس دَرجہ نہیں ہے کہ اصلی رَبّ تعالیٰ کو پوجنے کیلئے ہم اپنے خود ساختہ رَبّ یعنی ''**نفس**'' کو پوجنا چھوڑ دیں۔

مکہ مکرمہ کے مشرکین کی طرح ہم بھی حیوانوں کی طرح سنتے ہیں اور حیوانوں کی طرح ہی سمجھتے ہیں بلکہ ان سے بھی ایک قدم آگے گزر گئے ہیں۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض نعمتوں کا ذِکر فرمایا اور اس پر زور دیا کہ یہ تمام نعمتیں میں ہی تمہیں عطا کر رہا ہوں، کائنات میں کوئی دوسرا رَبّ نہیں ہے۔ نہ

تمہارا نفس خود ایسی طاقت رَکھتا ہے کہ تم یہ نعمتیں حاصل کرلو۔ سورج، زمین اور چاند کی گردش تمہارے لیے سائے کا ذریعہ بنتی ہیں جس سے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے نظام بناتے ہو۔ اسی سے رات بنتی ہے جو کہ تمہارے لیے ایک لباس بھی ہے اور تمہارے آرام کا ذریعہ بھی۔ اسی سے دِن پیدا ہوتا ہے جو کہ تمہاری ہر طرح کی ضروریات مہیا کرنے کیلئے روشن بنادیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ تمہارے رَبِّ کریم کے ہاتھوں کا بنایا ہوا نظام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ بارش کی نعمت کا ذِکر کرتا ہے کہ بارش کو برسانے والے بھی ہم ہی ہیں۔ تم اپنی پوری سائنسی ترقی کے باوجود بارش کا نظام قائم نہیں کرسکتے۔ اسی بارش سے ہم مُردہ زمینیں زندہ کرتے ہیں اور اسی بارش سے تمہاری اور تمہارے حیوانات اور زمین کی دوسری مخلوق کی زندگی برقرار رَکھتے ہیں۔ اس میں ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ جیسے ہم مُردہ زمین کو بارش سے زندہ کردیتے ہیں، اسی طرح قیامت کے دِن ہم قبروں سے مُردوں کو زندہ کرکے اُٹھائینگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ 'قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کرنے کا ارادہ فرمائیگا تو آسمان سے پانی نازل فرمائیگا تو مُردے یوں اُگیں گے جیسے سبزہ اُگتا ہے حالانکہ ایک ہڈی کے سوا انسان کی کوئی چیز باقی نہیں رہی ہوگی اور وہ ریڑھ کی ہڈی ہے اور قیامت کے روز اسی سے تخلیق مکمل کی جائیگی'' ([**متفق علیہ**] مشکوٰۃ)

جن چند نعمتوں کا اللہ تعالیٰ نے ذِکر فرمایا ہے، انکا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے خالق کا شکریہ اَدا کریں جس نے ہمیں پیدا فرمایا اور ہمارے لیے اس زمین کو سازگار بنایا اور تمام روزی کے وسائل ہمارے لیے اس زمین میں رَکھ دیئے۔ ان نعمتوں کو پیدا کرنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کسی نے اسکی تخلیق اور اسکی حکمرانی میں شراکت نہیں کی اور نہ ہی کوئی کرسکتا ہے کیونکہ از خود وہ تمام کائنات کی مخلوق سے بے نیاز ہے لیکن انسان زمانہِ قدیم سے لے کر آج تک دوسری چیزوں کو انکا شریک بناتا چلا آیا ہے جسکا اسکے پاس کوئی ثبوت نہیں ہوتا اور آج بھی بعض قومیں شرک پر یقین رَکھتی ہیں۔

آج کل سب سے **بڑا شرک** انسان کا اپنا **نفس** ہے۔ یہ نفس پتھر کے بت سے بھی بدتر ہے کیونکہ یہ ہر وقت شیطان سے متاثر ہوتا رہتا ہے اور شیطان اسکو اللہ تعالیٰ کی بندگی سے روکتا رہتا ہے۔ آج کل ہماری حالت یہ ہوچکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی باتوں کو چھوڑ کر بس ایک نفس ہی نفس ہے جسکو ہم نے ہر جگہ، ہر وقت، ہر کام کیلئے خدا بنایا ہوا ہے اور سب سے بڑا نقصان آج کل اس سے ہماری **سیاست** اور ہماری **دینی تعلیم** پر پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ہدایات کو چھوڑ کر ہم **سیاست** میں جانوروں کی طرح لڑتے ہیں اور **دین** کو دُنیا کمانے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔

اگر یہ دو باتیں ہم ٹھیک کر لیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں معاف بھی کر سکتا ہے۔ ہماری مصیبتیں اور آزمائشیں بھی ختم ہو سکتی ہیں اور ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہو کر اللہ تعالیٰ کی ابدی نعمت کے اُمیدوار ہو سکتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ

ابلیس نے کہا کہ

؎ تجھ کو نہیں معلوم کہ حورانِ بہشتی
ویرانیِ جنت کے تصور سے ہیں غمناک
جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست
باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک

[بالِ جبریل]

ایک مرید نے فرمایا کہ

؎ ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دِیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

[بالِ جبریل]

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ○ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ○

اگر ہم چاہتے تو (اب دُنیا کی) ایک ایک بستی میں ایک ایک نذیر (پیغمبر) بھیج دیتے۔ پس اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور اے اُمت مسلمہ)! کافروں کی بات

ہرگز نہ ماننا اور اس قرآن حکیم کے حوالے سے زبردست جہاد کرتے رہنا۔ یہاں جہاد کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کے علم کو دُنیا میں اس طرح پھیلاؤ جیسے ایک زبردست فاتح ملکوں پر پھیل جاتا ہے۔

؎ بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے
؎ گفتارِ سیاست میں وطن اَور ہی کچھ ہے
ارشادِ نبوت میں وطن اَور ہی کچھ ہے

اللہ تعالیٰ کا رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دُنیا کے ہر ملک کیلئے تا قیامت رسول بن کر آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن حکیم ہر ملک کیلئے کتابِ ہدایت بن کر آئی ہے۔ (دیکھیں سورۃ الاعراف ۷، آیت ۱۵۸)

اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا پیغام تمام دُنیا کو پہنچانا ہمارا ذِمہ ہے لیکن یہ تب ہی ہوسکتا ہے اگر ملتِ اسلامیہ خود اس معیار پر آ جائے جس معیار پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے اور جس معیار پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ** '' (آلِ عمران ۳، آیت ۱۱۰) ترجمہ ''تم ایک بہترین اُمت ہو جو کہ بنائی گئی ہے لوگوں کیلئے تا کہ تم اچھی باتوں کا حکم کرو اور بُری باتوں سے لوگوں کو منع کرو اور تم اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان رَکھتے ہو''۔

ڈیوٹی تو ہماری یہ تھی کہ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کریں لیکن ہم نے جیسا ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اپنے **نفس** کو خدا بنا کر اسی کو پوجنا شروع کر دیا ہے اور دُنیا کے پیچھے پڑ گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اس نصیحت کو بھول گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کون سی ڈیوٹی لگائی تھی۔

؎ کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحب ہوش
اک جہاں اَور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش

[اقبال]

وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ
وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ج وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا
وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ
بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ط وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾
وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا
یَضُرُّهُمْ ط وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ

ترجمہ◄ (آیات ۵۳ سے ۶۲) اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے۔ایک کا پانی میٹھا اور لذیذ، دوسرا نمکین اور کڑوا۔دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے اور ایک مستقل آڑ ہے۔[۵۳]

یہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے پانی (یعنی مادۂ منویہ) سے ایک انسان پیدا فرمایا پھر اسکا نسب اور سسرال بنائے۔(خاندان سے خاندان کا سلسلہ قائم کیا جو کہ قیامت تک چلتا رہے گا) تیرا رَبّ تعالیٰ ہی یہ قدرت رکھتا ہے۔[۵۴]

(اسکے برعکس ذرا دیکھو!) جو لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کو پوجتے ہیں، وہ نہ انکو نفع پہنچا سکتی ہیں، نہ نقصان اور مزید برآں ہر کافر (حق کا انکار کرنے والا) اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان اشیاء کا مددگار بنا ہوا ہے۔(یعنی ان اشیاء کو رَبّ بنایا ہوا ہے)[۵۵]

اے (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! تم کو ہم نے صرف بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔(ان پر زبردستی کرنے اور ان سے لڑائی جھگڑا کرنے کیلئے نہیں بھیجا)[۵۶]

انکو بتاؤ کہ میں اس کام (یعنی تبلیغ) کا تم سے کوئی اَجر تو نہیں مانگتا۔میری

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ
سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ
وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ
خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ
اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ
اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ
لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ ع السجدة تَبٰرَكَ الَّذِيْ
جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا

اُجرت تو بس یہی ہے کہ جو چاہے، وہ اپنے رَبِّ کریم کا راستہ اختیار کر لے۔[۵۷]

اے (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! بھروسہ اسی ذاتِ اقدس پر رکھو جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور جسکے لیے موت نہیں ہے اور اسکی تعریف کیساتھ اسکی تسبیح کرو (لوگوں کے گناہوں پر توجہ مت دو۔ انکے متعلق اللہ تعالیٰ کافی باخبر ہے) اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو انکے درمیان ہے، چھ [۶] دِن میں بنا ڈالا پھر عرشِ حکومت پر جلوہ فرما ہوا۔ یہ ہے ''**الرحمٰن**'' اسکی شان کسی جاننے والے سے پوچھو۔[۵۸-۵۹]

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ''**الرحمٰن**'' کے آگے سجدہ کرو تو پوچھتے ہیں کہ ''**الرحمٰن**'' کیا چیز ہے؟ کیا ہم تیرے کہنے پر سجدہ کریں؟ یہ دعوتِ حق انکی (اللہ تعالیٰ سے) نفرت کو اَور بڑھا دیتی ہے۔[۶۰]

بڑی بابرکت ہے وہ ذاتِ اقدس جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس

وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾

میں ایک چراغ اور ایک چمکتا چاند روشن کیا۔[۶۱]

وہی تو ہے جس نے رات اور دِن کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنے کا نظام بنایا۔ ہر اس شخص کیلئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے یا شکر گزار ہونا چاہتا ہے۔[۶۲]

تشریح: اللہ تعالیٰ اپنی بعض مخلوق کے متعلق ذِکر کرتا ہے کہ جو کچھ میں نے بنایا، اس میں انسانوں کیلئے فائدے ہیں اور بعض چیزوں میں انسانوں کیلئے کچھ نقصانات بھی ہیں۔

لیکن مشرکین مجھے بتائیں کہ جن چیزوں کو وہ پوجتے ہیں، کیا انہوں نے بھی کوئی چیز بنائی ہے؟ کیا وہ تمہیں کبھی مدد کرتے ہیں یا تمہیں کوئی فائدہ پہنچاتے ہیں یا تمہیں کبھی کوئی نقصان دیتے ہیں؟ یا کسی طرح تمہارے وہ کام آتے ہیں؟ یہاں تک کہ وہ نہ تو تمہیں دیکھتے ہیں نہ تمہیں سنتے ہیں تو وہ سوائے مٹی اور پتھر کے کوئی چیز نہیں ہیں تو ایسی چیزوں کو معبود سمجھ لینا کہ روزی یہ دیتے ہیں، اولاد ہمیں یہ دیتے ہیں، بارش یہ برساتے ہیں، آندھی یہ لاتے ہیں، جہالت کے سوا اَور کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو نصیحت فرمائی گئی ہے کہ ان سے جھگڑا نہیں کرنا، کوئی لڑائی نہیں کرنی۔ تم اپنے بہترین طریقے سے تبلیغ جاری رَکھو اور بَس .....! باقی معاملہ ہمارے ذِمہ ہے کہ ہم کس کو ایمان کی توفیق دیتے ہیں یا نہیں دیتے۔

اور کسی دُنیاوی چیز پر بھروسہ مت رَکھو۔ نہ ہی اپنے وسائل پر، نہ ہی اپنے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر، نہ ہی کسی کی دولت پر بلکہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رَکھو کیونکہ باقی ہر چیز غائب ہو جانے والی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ رہنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں کی ہر ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے۔

وہ بڑی ہی بابرکت ذاتِ اقدس ہے۔ اس نے رات اور دِن کا نظام ایسا بنایا جس میں انسان بہت آسانی کیساتھ اپنی روزی بھی کما سکتا ہے اور اسکی بندگی بھی کر سکتا ہے اور سیدھا راستہ بھی دیکھ سکتا ہے۔ بھٹکنا چاہے تو یہ اسکی اپنی مرضی ہے، بڑی جلدی بھٹک سکتا

ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی تخلیق میں توحید کی نشانیاں بیشمار رکھی ہوئی ہیں، اگر کوئی غور وفکر کرے تو۔

جو غور وفکر کرتے ہیں، وہ ایمان لے آتے ہیں۔ جو غور وفکر نہیں کرتے، وہ ایمان نہیں لاتے تو تمہیں اس بات کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ تمہارا کام صرف خوشخبری دینا اور خبردار کر دینا ہے۔

یہ تو حال تھا مشرکینِ مکہ کا.....اور ذرا غور کریں..... ہمارا حال کیا ہے؟

ہمارے سامنے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی **نہجِ نبوت پر حکمرانی** کے اوراق موجود ہیں۔

توحید کو چھوڑ کر ہم نے بہت سے بت بنائے ہوئے ہیں جن کو ہم پوجتے ہیں۔ عوام الناس کا حال یہ ہے کہ وہ ولیوں کے مزاروں پر سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ علماء کا حال یہ ہے کہ دِین کو کمائی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ اقتدار کو اپنا رَبّ بنایا ہوا ہے۔ کیا ہماری حالت مکہ کے ان باسیوں سے مختلف ہے جن پر یہ قرآن حکیم اُترا تھا۔ جن کے سامنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی روزِ روشن کی طرح ظاہر تھی اور جسکے سامنے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی پاکیزہ ہستیاں چل پھر رہی تھیں لیکن پھر بھی ان کا ہر ایک شخص ابوجہل تھا (جہالت کا باپ)

ہم بھی دُور نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں واپس آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن کریم بھی موجود ہے، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی موجود ہیں، پاکیزہ ہستیاں حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور حضرات اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی زندگیوں کے اوراق بھی موجود ہیں لیکن ہم ہیں کہ

؎ تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارہ
گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا

[بانگِ درا، خطاب بہ نوجوانانِ اسلام]

؎ اوجِ گردوں سے ذرا دُنیا کی بستی دیکھ لے
اپنی رفعت سے ہمارے گھر کی پستی دیکھ لے
قافلے دیکھ اور انکی برق رفتاری بھی دیکھ
رہرو درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ
دیکھ تو تجھ کو اُفق پر ہم لٹاتے تھے گہر
اے تہی ساغر! ہماری آج ناداری بھی دیکھ
فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہے مسلم اسیر
اپنی آزادی بھی دیکھ، ان کی گرفتاری بھی دیکھ
دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیح شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظارہ کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ
چاک کر دی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم بھی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

[بانگِ درا، غزہ شوال یا ہلالِ عید]

قرآن کریم کے اس پیراگراف میں اللہ تعالیٰ نے اس بات پر انسان کو متنبہ کیا ہے کہ اپنے ماحول کو دیکھو کہ سب کچھ بنانے والے تو ہم ہیں اور انسان نے بہت سے وسائل خود ڈھونڈ کر یا بنا کر انکو ربّ کا دَرجہ دے دیا ہے۔ کتنا جاہل اور بدقسمت انسان ہے کہ جانتے ہوئے بھی کہ باقی کوئی چیز بھی انسان کو نفع یا نقصان نہیں دے سکتی سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کی مشیت کے وہ پھر بھی اپنی حاجات پہلے ان کے پاس ہی لے کر جاتا ہے اور پھر جب کوئی بس نہیں چلتا تو پھر اللہ تعالیٰ سے ہی گڑگڑا کر مانگتا ہے۔ جب ہم اس کی حاجت پوری کر دیتے ہیں تو وہ پھر اپنے پُرانے جھوٹے خداؤں کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ اس سے زیادہ جہالت اَور کیا ہو سکتی ہے۔ اسکو یاد رَکھنا چاہیے کہ اسکا انجام جہنم ہوگا۔

۝.....۝.....۝

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ
هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾
وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ
عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا
﴿۶۶﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا
وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ

ترجمہ ◄ (آیات ۶۳ سے ۷۷) ''الرحمٰن'' کے اصلی بندے وہ ہیں جو

(۱) زمین پر عجز و انکساری (یعنی آرام) سے چلتے ہیں اور اگر جاہل ان سے اُلجھیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ''سلام'' (یعنی میں بحث نہیں کرتا، سلام ہو تم کو) [۶۳]

(۲) اور جو اپنے رَبّ کریم کے حضور کھڑے اور سجدے کرتے (یعنی عبادت کرتے) راتیں گزار دیتے ہیں۔ [۶۴]

(۳) جو دُعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رَبِّ کریم! ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔ اسکا عذاب تو بہت بڑا عذاب ہے۔ جہنم تو بڑا ہی بُرا ٹھکانہ اور بُری جگہ ہے۔ [۶۵-۶۶]

(۴) جو جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی بلکہ متوسط رستہ اختیار کرتے ہیں۔ [۶۷]

(۵) جو اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی اَور کو معبود بنا کر نہیں پکارتے۔

(۶) اور کسی انسان کو ہلاک نہیں کرتے مگر حق پر۔

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ
عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ
حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ
وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾
وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ
مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

(۷) بدکاری کے قریب نہیں جاتے۔

جو کوئی یہ کام کرے، وہ اپنے گناہ کی سزا پائے گا اور قیامت کے روز اسکو دُگنا عذاب دیا جائیگا جس میں وہ ذلیل ہو کر ہمیشہ پڑا رہے گا سوائے اس شخص کے جو توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے تو پھر ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ انکی بُرائیوں کو نیکیوں میں بدل دیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نہایت ہی معاف فرمانے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔[۶۸-۷۰]

جو شخص توبہ کرلے اور نیک عمل کرے، وہ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف ایسے پلٹ آتا ہے جیسے پلٹنے کا حق ہو۔[۷۱]

(۸) جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بیہودہ چیز پر انکا گزر ہوتا ہے تو وقار کیساتھ وہاں سے گزر جاتے ہیں۔[۷۲]

(۹) وہ لوگ کہ اگر انکے رَبِّ کریم کی آیات مبارکہ سنائی جاتی ہیں تو وہ اس پر

لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ
اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ
الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا
يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ
فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے۔ (یعنی غور وفکر کرتے ہیں)[۷۳]

(۱۰) وہ لوگ جو دُعائیں مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رَبِّ کریم! ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک پیدا کر اور ہم کو متقی لوگوں کا سردار بنادے۔[۷۴]

یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے صبر کا پھل اونچے بالا خانوں کی شکل میں پائینگے اور انکا استقبال آداب وتسلیمات سے کیا جائیگا۔[۷۵]

وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ کیا ہی اچھا ہے یہ ٹھکانہ اور یہ رہنے کی جگہ (یعنی جنت)[۷۶]

ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کیوں پرواہ ہو اگر تم خود اسکو نہ پکارو۔ اب جبکہ تم نے جھٹلا دیا ہے تو عنقریب ضرور سزا پا کر رہو گے۔[۷۷]

تشریح: ہر بات واضح ہے اسلئے مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔

۝.....۝.....۝

اَلشُّعَرَاءِ ٢٦

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۲۲۷ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ
بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ
نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا
خٰضِعِيْنَ ④ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۹) طا-سین-میم۔ یہ واضح اور آسان کتاب کی آیات مبارکہ ہیں۔اے (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! کیا تم اس غم و غصہ میں اپنے کو مار ڈالو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔(یعنی مشرکین مکہ)[۱-۳]
اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ایسی نشانی نازل کر سکتے ہیں کہ انکی گردنیں ہماری بندگی کے لیے جھک جائیں۔[۴]
انکے پاس ''الرحمٰن'' کی طرف سے جو بھی نئی نصیحت آتی ہے تو یہ اس سے

مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝٥ فَقَدْ كَذَّبُوْا
فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٦ اَوَلَمْ
يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ
كَرِيْمٍ ۝٧ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝٨ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٩

رُوگردانی کرتے ہیں۔[۵]

یہ جھٹلا چکے ہیں (حق کو) اب عنقریب انکو اس چیز کی خبریں معلوم ہو جائینگی (یعنی عذابوں کی خبریں) جسکا یہ مذاق اُڑاتے رہے ہیں۔[۶]

کیا انہوں نے کبھی زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کتنی قسم کی چیزوں کے نفیس جوڑے جوڑے پیدا کیے ہیں۔ (اور اکیلی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو انہوں نے جھٹلایا)[۷]

(زمین کی) ان (نباتات) میں واضح نشانی موجود ہے (اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کی) لیکن (اسکے باوجود) ان میں سے اکثر (توحیدِ باری تعالیٰ کو) ماننے والے نہیں ہیں۔[۸]

اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رَبِّ کریم بہت ہی زبردست ہے لیکن انتہائی رحم فرمانے والا بھی ہے۔[۹]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں ایک بات واضح ہوتی ہے کہ حق کو ماننے والے بہت کم ہوتے ہیں اور جو حق کے پیچھے چلتے ہیں، عام طور پر دُنیا انکا مذاق اُڑاتی ہے۔ حق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی۔ اگر ہم اس بات پر یقین کر لیں تو پھر ہمارے لیے یہ آسانی ہو جاتی ہے کہ اسکی حکمرانی کے فرامین جو قرآن کریم میں دَرج ہیں، سو فیصد سچے ہیں۔

اور آخرت کا آنا یقینی ہے۔ حساب کتاب کیلئے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اسکے فرامین پر عمل کرنے والے عذاب سے بچ جائینگے اور اسکے فرامین کی نافرمانی کرنے والے عذاب میں مبتلا ہونگے۔

کائنات میں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا فرمایا ہے۔ صرف اکیلی ذاتِ اقدس اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اسکے ساتھ کسی کو شریک کرنا ظلمِ عظیم ہے جسکی کوئی معافی نہیں ہے۔ نبی، ولی سب اسکی مخلوق ہیں، اسی سے مانگنا چاہیے۔ فوت ہو جانے کے بعد نہ نبی کچھ آپکو دے سکتا ہے، نہ کوئی ولی اسکے آگے سفارش کرسکتا ہے۔

تبلیغ کرتے وقت انسان کو نہ تو جذباتی ہونا چاہیے اور اگر دوسرا شخص آپکی بات سننے کیلئے تیار نہیں ہے تو نہ اس پر زبردستی کرنی چاہیے اور نہ ہی آپ کو اس بات کا غم ہونا چاہیے کہ وہ حق کی بات سننے کیلئے تیار نہیں ہے۔ کسی کو سیدھے راستے پر چلانا یا نہ چلانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، انسان کے اختیار میں نہیں۔

جس انسان کی یہ ڈیوٹی تھی حق بات کو دُنیا تک پہنچانا، اس نے بھی کوئی سختی نہیں کی۔ اس نے حق بات کے فائدے اور باطل کے نقصان واضح طور پر دُنیا کو بتادیئے۔ اب یہ لوگوں کی مرضی ہے کہ وہ حق کو قبول کریں یا باطل کو۔

افسوس کی بات ہے کہ ہم حق کی بہ نسبت باطل کے زیادہ قریب ہوتے جارہے ہیں۔ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ نہیں کی اور اپنے کلچر کو قرآن حکیم اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مطابق دوبارہ استوار نہ کیا جیسے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں تھا تو ہماری آئندہ نسلوں کو بڑی مشکلات پیش آسکتی ہیں۔

لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ جو کوئی بدعت یا بُرائی کی بنیاد ڈالتا ہے، آئندہ بُرائی کرنے والوں کے اعمال کا ایک حصہ اس شخص کے اعمال میں بھی لکھا جاتا ہے جس نے وہ بدعت یا بُرائی شروع کی اور جو شخص ایک اچھی بات شروع کرتا ہے اور اسکے بعد جو بھی اس اچھی بات پر عمل کرتا ہے، اسکے اَجر کا ایک حصہ اس شخص کے نامۂ اعمال میں بھی لکھ دیا جاتا ہے جس نے وہ اچھائی شروع کی تھی۔ [مشکوٰۃ]

؎ فطرت کے تقاضوں پہ نہ کر راہِ عمل بند — مقصود ہے کچھ اَور ہی تسلیم و رَضا کا
جرات ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے — اے مردِ خدا! ملک خدا تنگ نہیں ہے

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝١١ قَالَ
رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝١٢ وَيَضِيْقُ
صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ
۝١٣ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝١٤ قَالَ
كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝١٥ فَاْتِيَا
فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦ اَنْ
اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝١٧ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا

ترجمہ ◄ (آیات ۱۰ سے ۳۷) (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو تیرے رَبّ تعالیٰ نے ایک دفعہ آواز دی کہ تم ایک ظالم قوم کے پاس جاؤ یعنی فرعون کی قوم کے پاس کیونکہ وہ تقویٰ اختیار نہیں کرتے (یعنی حق کو چھوڑ کر باطل کو اپنایا ہوا ہے) (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ اے میرے رَبِّ کریم! مجھے ڈَر ہے کہ وہ مجھ کو جھوٹا کہیں گے۔ میرا دِل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان میں فصاحت (روانگی) نہیں ہے، اسلئے (حضرت) ہارون (علیہ السلام) کو بھی میرے ساتھ رسول بنا دے کیونکہ انکے ایک گناہ کا بوجھ مجھ پر ہے، اسلئے میں ڈَرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دینگے۔[۱۰-۱۴]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں! جاؤ تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر، ہم تمہارے ساتھ سب کچھ سننے والے ہیں۔[۱۵]

پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اسکو کہو کہ ہمیں رَبّ العالمین نے بھیجا ہے کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دے۔[۱۶-۱۷]

فرعون نے کہا کہ کیا تجھے بچپنے میں ہم نے نہیں پالا اور تو ہمارے ہاں عمر کے

وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ
فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩﴾ قَالَ
فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ
لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ
مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ
عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ
اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ

کئی سال رہا اور جو کچھ تو نے کیا۔ تُو تو احسان فراموش نکلا۔[۱۸-۱۹]

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ وہ جو کچھ میں نے کیا، نادانستہ غلطی سے کیا پھر میں تمہارے خوف سے بھاگ گیا۔ اب میرے رَبِّ کریم نے مجھ کو اختیار (یعنی اقتدار) اور حکمت عطا فرمائی اور مجھے رسول بنایا اور جو احسان تو نے مجھے جتایا، اسکی حقیقت تو یہ ہے کہ تو نے تو بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنایا ہوا ہے۔ (یعنی تجھے اپنا احسان یاد ہے ایک انسان پر اور اپنا ظلم یاد نہیں ہے لاکھوں انسانوں کی قوم پر)[۲۰-۲۲]

فرعون نے پوچھا کہ رَبّ العالمین کیا چیز ہے؟[۲۳]

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ رَبّ العالمین وہ ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے، اسکا رَبّ تعالیٰ ہے اگر تم یقین کر سکتے ہو۔[۲۴]

فرعون نے اپنے اِردگرد بیٹھنے والوں سے کہا کہ کیا تم اسکی بات سنتے ہو؟[۲۵]

الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ
اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ
اتَّخَذْتَ اِلٰـهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ
الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾
قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾ فَاَلْقٰى
عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ وہ رَبّ تمہارا رَبّ تعالیٰ بھی ہے اور تمہارے گزرے ہوئے آباؤ واجداد کا بھی۔[٢٦]

فرعون نے حاضرین سے کہا کہ تمہارے یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں، جنونی معلوم ہوتے ہیں۔[٢٧]

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی تقریر جاری رکھی۔ فرمایا کہ مشرق و مغرب اور جو انکے درمیان ہے وہ سب کا رَبّ تعالیٰ ہے اگر تم کوئی عقل رکھتے ہو[٢٨]

فرعون بولا اگر تو نے میرے سوا کسی اَور کو رَبّ بنایا تو میں تمہیں قید کر دونگا۔[٢٩]

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا۔ اگرچہ میں تیرے سامنے ایک واضح نشانی بھی پیش کر دوں۔ (رَبّ العالمین کی تو کیا پھر بھی نہیں مانو گے)[٣٠]

فرعون نے کہا کہ اچھا لاؤ (نشانی)! اگر تم سچے ہو۔[٣١]

تو (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے فوراً اپنا عصا پھینکا اور وہ یکا یک ایک اژدھا بن گیا۔[٣٢]

پھر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کے کھینچا

فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ
اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ
اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ قَالُوْٓا
اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٣٦﴾
يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿٣٧﴾

تو وہ سب دیکھنے والوں کیلئے سفید چمکدار بن گیا۔[٣٣]

فرعون نے اپنے قریب کے سرداروں سے کہا کہ یہ شخص تو ایک ماہر جادوگر لگتا ہے۔ چاہتا یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دے۔ اب بتاؤ کہ تم مجھے کیا مشورہ دیتے ہو؟[٣٤-٣٥]

انہوں نے کہا کہ اسکو اور اسکے بھائی کو روک لیں اور شہروں میں ہرکارے بھیجیں۔ ہر ماہر جادوگر کو اکٹھے کر کے آپکے پاس لائیں۔[٣٦-٣٧]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے بات کر رہے ہیں کہ میں اور میرا بھائی تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر آئے ہیں کہ تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دے دو۔ فرعون نے کہا کہ

(١) میں تو تمہارے رَبّ کو نہیں جانتا۔ وہ کون ہوتا ہے؟

(٢) تم ہمارے احسان کو بھول گئے ہو کہ ایک مدت تک تم ہمارے پاس رہے اور ہم نے تمہاری بچپن سے پرورش کی۔

(٣) اور تم نے ہمارے احسان کا بدلہ یہ دیا کہ ہماری قوم کا ایک شخص قتل کر دیا۔

(٤) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں (معجزات) لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا چمک جانا، پیش کیا تو فرعون ان معجزات کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہا اور اُلٹا اس نے یہ الزام لگایا کہ تم تو جادوگر ہو۔

(۵) فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رَبّ کو ماننے سے انکار کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔

اس سے ہمارے لیے رہنمائی یہ نکلتی ہے کہ انسان دُنیا میں خواہ کتنا ہی صاحبِ اقتدار ہو یا صاحبِ مال ہو، اسکو سیدھے راستے کی ہدایت نہیں ملتی جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تین نعمتوں جو اللہ تعالیٰ نے اسکو دی ہیں، استعمال نہ کر لے۔

(۱) دیکھنے والی آنکھیں

(۲) سننے والے کان

(۳) سوچنے والا دِل و دماغ

باوجود اسکے کہ فرعون بہت بڑی طاقتور سلطنت کا مالک تھا لیکن حقیقتاً وہ جاہل انسان تھا۔ انسانی تاریخ میں ایسے جاہل بہت ملے ہیں جن میں نمرود اور پرویز خسرو سرِفہرست ہیں۔

ایسے جاہل حکمران آج بھی ہیں گو وہ سائنس کی ترقی میں کتنے ہی آگے بڑھے ہوئے ہوں یا مال میں وہ کتنے ہی امیر ہوں۔ خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔

جو حکمران بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان نہیں لائے گا اور عمل نہیں کریگا اور جو بھی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لائیگا اور اسکی سنت پر عمل نہیں کریگا، خواہ وہ حکمران مسلمان ہو یا غیر مسلم، وہ جہلاء میں ہی شامل ہوگا۔

ہم نے پیغام پہنچا دیا۔ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

؎ پابندیٔ تقدیر کہ پابندی احکام؟
یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خرد مند
اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش ابھی خورسند
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

۝.....۝.....۝

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾ وَّقِيْلَ
لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ
السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ
السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا
نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ
الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ
مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ
فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى

ترجمہ◄ (آیات ۳۸ سے ۵۱) [حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ جاری ہے]

(فرعون کے حکم سے) پس ایک مقرر وقت پر جادوگر اکٹھے کر لیے گئے اور لوگوں سے بھی کہا گیا کہ اجتماع میں شامل ہو جاؤ۔ ممکن ہے کہ اگر جادوگر فتح یاب ہوئے تو ہم انہی کے دِین پر قائم رہیں گے۔[۳۸-۴۰]

جب جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے۔ فرعون سے پوچھا کہ اگر ہم غالب آ گئے تو کیا ہمیں کچھ انعام تو ملے گا؟ فرعون نے کہا کہ بالکل ضرور! بلکہ تم میرے مقربین میں شامل ہو جاؤ گے۔[۴۱-۴۲]

اب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے جادوگروں سے پوچھا کہ اب پھینکو جو تم نے پھینکنا ہے۔ انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینک دیں اور بولے کہ فرعون کی عزت کی قسم! آج ہم ہی کامیاب رہیں گے۔[۴۳-۴۴]

پھر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنا عصا پھینکا تو وہ انکے بنائے

عَصَاهُ فَاِذَا تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿٤٥﴾ فَاُلْقِيَ
السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ
اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ
السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۭ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ
وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾
قَالُوْا لَا ضَيْرَ ڮ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ اِنَّا نَطْمَعُ
اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥١﴾

ہوئے جھوٹ کو کھا گیا۔ پھر سب جادوگر سجدے میں گر گئے اور پکار اُٹھے کہ ہم رَبّ العالمین پر ایمان لے آئے جو (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) اور (حضرت) ہارون (علیہ السلام) کا بھی رَبّ تعالیٰ ہے۔[۴۵-۴۸]

فرعون نے کہا کہ کیا تم میری اجازت کے بغیر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لے آئے؟ (لگتا ہے کہ) وہ تمہارا اُستاد ہے۔ اسی نے تمہیں جادو سکھایا۔ اب (اسکا انجام) تمہیں معلوم ہوگا۔ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوا دونگا اور تم سب کو سولی پر چڑھا دونگا۔[۴۹]

جادوگروں نے جواب دیا کہ کوئی حرج نہیں! ہم اپنے رَبّ تعالیٰ کے پاس ہی پہنچنے والے ہیں اور ہم اُمید رَکھتے ہیں کہ ہمارا رَبّ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔[۵۰-۵۱]

تشریح: ذرا غور فرمائیں کہ جادوگر اندھے نہیں بلکہ آنکھوں والے نکلے۔ جادوگروں نے وہی معجزہ دیکھا جو فرعون اور اسکی قوم نے دیکھا تھا۔ جادوگروں کی دِل کی آنکھوں نے دیکھ لیا کہ لاٹھی کا سانپ بن جانا، یہ جادو کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس رَبّ تعالیٰ کی طرف سے ہے جس نے کائنات کو پیدا فرمایا۔ صرف یہی ایک معجزہ دیکھ کر جادوگر ایمان لے آئے جب کہ فرعون دو معجزے دیکھ چکا تھا۔ ہاتھ کا چمکنا بھی دیکھ چکا تھا لیکن وہ بدستور دِل کا اندھا رہا۔

ہمارے سامنے اور ہمارے اہلِ اقتدار، علماء اور اہلِ ثروت کے سامنے روزمرہ ایک نشانی (معجزہ) نہیں بلکہ سینکڑوں نشانیاں (معجزات) رونما ہوتی ہیں لیکن انکو پہچانتے وہی ہیں جو دِل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔

ایک عام اندازے کے مطابق ہزاروں میں کوئی ایک شخص شاید ایسا ملے جو اللہ تعالیٰ کی نشانی (معجزہ) کو پہچان سکے اور اللہ تعالیٰ پر اپنے ایمان کو مزید مضبوط کر سکے۔ باقی سب دِل کے اندھے نظر آتے ہیں، اسی لیے ہم روز بروز مسائل میں دھنستے چلے جا رہے ہیں۔

سب سے ابتر حالت ہماری سیاست کی ہے اور ہمارے مذہبی فرقوں کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۳۵۳۴) جادوگروں نے یہی بات کی کہ وہ حق جو انہوں نے دیکھ لیا، فرعون کے سامنے بلاخوف وخطر اللہ تعالیٰ کا کلمہ پڑھ لیا گو ان کو معلوم تھا کہ فرعون ہمیں قتل کر دے گا لیکن اس کے قتل کے ڈَر کی وجہ سے انہوں نے سچ بات کو نہیں چھوڑا۔

حضرت موکل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر مسلمانوں کا حاکم لوگوں سے **خیانت** کرتا ہوا مرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۳۵۱۵) فرعون بنی اسرائیل کے ساتھ سوائے خیانت کے اَور کچھ نہیں کر رہا تھا۔ آخر اپنے اعمال کی وجہ سے وہ خود بھی ڈوبا اور ساری فوج کو بھی لے ڈوبا اور جہنم میں گیا۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے دُعا فرمائی کہ ''اے اللہ تعالیٰ! جس کو تو میری اُمت کا حاکم بنائے اور وہ لوگوں پر مشقت ڈالے تو تُو بھی اس پر مشقت ڈال اور جو حاکم لوگوں سے نرمی کرے تو تُو بھی اس پر نرمی کر''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۳۵۱۸)

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ
مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٢﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى الْمَدَآئِنِ
حٰشِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِنَّهُمْ
لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿٥٦﴾
فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ
كَرِيْمٍ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٥٩﴾
فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ
اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا اِنَّ

ترجمہ◄ (آیات ۵۲ سے ۶۸) [حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ جاری ہے]

ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی بھیجی کہ رات کے وقت اپنے بندوں کو لے کر نکل جاؤ، تمہارا پیچھا کیا جائیگا۔[۵۲]

ادھر فرعون نے شہروں میں نقیب بھیجے کہ یہ تو مٹھی بھر لوگ ہیں جنہوں نے ہم کو بہت ناراض کیا ہوا ہے اور ہم ایک بڑی جماعت ہیں جو ہر وقت چوکنا رہتے ہیں۔ [۵۳-۵۶]

اس طرح ہم فرعونیوں کو باغوں، چشموں، خزانوں اور انکے بہترین گھروں سے نکال لائے۔[۵۷-۵۸]

یہ تو ہوا فرعونیوں کیساتھ اور دوسری طرف ہم نے انہی چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو بنا دیا۔ انہوں نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کا صبح ہوتے ہی پیچھا کیا۔[۵۹-۶۰]

جب دونوں قوموں کا آمنا سامنا ہوا تو (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے

مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٦٢﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ
اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ
كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿٦٣﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَاَنْجَيْنَا
مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ
﴿٦٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
﴿٦٧﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٦٨﴾

لوگ کہنے لگے کہ ہم تو پکڑے گئے۔ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ ہرگز نہیں! میرے ساتھ میرا رَبّ تعالیٰ ہے، وہ ضرور میری رہنمائی فرمائیگا۔[٦١-٦٢]

ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی کی کہ اپنا عصا سمندر پر مارو۔ یکا یک سمندر پھٹ گیا اور اسکا ہر ٹکڑا ایک بہت بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا۔[٦٣]

پھر ہم دوسرے گروہ کو بھی وہاں لے آئے۔ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) اور اسکی قوم کو ہم نے بچا لیا اور دوسروں (یعنی فرعون اور اسکی فوجوں) کو غرق کر دیا۔[٦٤-٦٦]

اس واقعہ میں سبق آموز نشانی ہے لیکن اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ دَراصل بات یہ ہے کہ تیرا رَبّ تعالیٰ بہت زبردست ہے لیکن رحم والا بھی ہے۔ [٦٧-٦٨]

تشریح: ایمان نہ لانے کا انجام یہ ہوا کہ فرعون اور اسکی فوجوں کو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں غرق کر کے عذاب دیا اور یہی سمندر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کے لیے رحمت بنا دیا گیا کہ وہ حفاظت سے اس کو عبور کر گئے۔

ہر کافر کیلئے دو عذاب ہیں۔ ایک تو دُنیا کا عذاب جس سے اسکو واسطہ پڑتا ہے اور وہ نیست و نابود ہو جاتا ہے۔

دوسرا آخرت کا عذاب جو ہمیشہ رہنے والا ہے لیکن باوجود معجزات دیکھنے کے بعض لوگ ایمان نہیں لاتے۔ آج بھی اللہ تعالیٰ بہت سے اچھے بُرے عجائبات دکھاتا رہتا ہے اور یہ دُنیا کے ہر ملک میں رونما ہوتے ہیں لیکن دُنیا کی اکثر آبادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لاتی۔

اگر وہ دُنیا کے عذاب سے بچ بھی جائیں تو آخرت کا عذاب ان پر لکھا جا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''**اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝** ''(البینہ۹۸، آیت۶) ترجمہ ''اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا (یعنی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لائے حالانکہ وہ علم رکھتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں لیکن عمل وہ کرتے رہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ہدایات کے خلاف تھے یعنی بُرے اعمال)، وہ یقیناً جہنم کی آگ میں جائینگے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں''۔

ے ربط و ضبطِ ملتِ بیضا ہے مشرق کی نگاہ
ایشیاء والے ہیں اس نقطے سے اب تک بے خبر
ے نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی
اُڑ گیا دُنیا سے تو مانندِ خاکِ راہگزر
ے جہانبانی سے ہے دُشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشمِ دِل میں ہوتی ہے نظر پیدا

[بانگِ درا]

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن اور ایمان کی مثال گھوڑے جیسی ہے جو اپنی رسّی کے مطابق دوڑتا ہے پھر اپنی رسّی کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اسی طرح مومن جب بھول جاتا ہے تو پھر اپنے ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے۔ پس تم اپنا کھانا متقی لوگوں کو کھلاؤ اور معروف مومنین کو''۔ ([بیہقی] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۰۴۶)

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ
مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا
عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾
اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ
اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ
تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ
عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ

ترجمہ ◀ (آیات ۶۹ سے ۱۰۴) [اب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی قوم کا قصہ شروع ہوتا ہے]
لوگوں کو (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ سناؤ جب (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا کہ تم کن چیزوں کو پوجتے ہو؟[۶۹-۷۰]

قوم نے کہا کہ کچھ بت ہیں جن کو ہم پوجتے ہیں اور ہم انہی پر جمے رہتے ہیں۔[۷۱]
(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے پوچھا کہ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم ان سے بات کرتے ہو یا کیا یہ تمہیں کوئی فائدہ دیتے ہیں یا کوئی نقصان پہنچاتے ہیں؟ [۷۲-۷۳]

لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں! بلکہ ہم نے اپنے آباؤ واجداد کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔[۷۴]

(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم نے کبھی سوچا کہ تم کن کو پوجتے ہو جن کی بندگی تم اور تمہارے آباؤ واجداد کرتے رہے ہیں۔[۷۵-۷۶]
(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ میرے تو یہ سب دُشمن ہیں

يَهْدِيْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا
مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ
يُحْيِيْنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ
يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ
بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي
الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾
وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا
تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا

سوائے ایک رَبّ العالمین کے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میری رہنمائی کرتا ہے۔ [۷۷-۷۸]

جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے صحت یاب کرتا ہے۔[۷۹-۸۰]

جو مجھے موت دیگا اور پھر دوبارہ زندہ کریگا اور جس سے میں اُمید رَکھتا ہوں کہ روزِ جزا میں وہ میرے گناہوں کو معاف فرما دیگا۔ (یہ سب کام سوائے رَبّ العالمین کے تمہارے بت تو نہیں کر سکتے)[۸۱-۸۲]

پھر (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے دُعا فرمائی کہ اے میرے رَبِّ کریم! مجھے حکمت عطا فرما اور مجھ کو نیک لوگوں کیساتھ ملا اور میرے جانشینوں میں میرا ذِکرِ خیر باقی رَکھ اور مجھے نعمتوں والی بہشت کے وارثوں میں شامل فرما اور میرے والد کو بخش دے کیونکہ وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے اور مجھے اس دِن رُسوا نہ کرنا جب لوگ دوبارہ زندہ اُٹھائے جائینگے جبکہ اس دِن نہ مال کوئی فائدہ دیگا اور نہ اولاد بجز اس بات

بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾
وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ
لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾
فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ
اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ
اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا
مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا

کے کہ جو کوئی قلبِ سلیم لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا۔[۸۳-۸۹]

اس روز جنت پرہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی اور دوزخ باغیوں کے سامنے کھول دی جائے گی اور ان باغیوں سے پوچھا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ بت جن کی تم خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر بندگی کرتے تھے؟ کیا وہ آج تمہاری مدد کر رہے ہیں یا خود اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں؟ پھر وہ معبود اور باغی لوگ اور ابلیس کے لشکر اس میں ڈال دیئے جائیں گے۔[۹۰-۹۵]

وہاں یہ سب آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے اپنے معبودوں سے کہ خدا کی قسم! ہم تو بالکل گمراہی میں تھے جس وقت ہم تم کو رَبّ العالمین کے برابر درجہ دے رہے تھے۔ ہم کو تو گمراہ کیا مجرم لوگوں نے۔ آج نہ ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ کوئی مخلص دوست۔[۹۶-۱۰۱]

كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

اگر آج ہمیں واپس جانے کا موقع مل جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔[۱۰۲]
اس واقعہ میں سبق آموز نشانی ہے لیکن اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ دَراصل بات یہ ہے کہ تیرا رَبّ تعالیٰ بہت زبردست ہے لیکن رحم والا بھی ہے۔ [۱۰۳-۱۰۴]

تشریح: اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی قوم کا ذِکر فرمایا گیا ہے کہ انہوں نے بھی باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہر وقت کی تبلیغ کے ایمان لانے سے انکار کر دیا اور اپنے بتوں کی عبادت پر جمے رہے۔ یہ واقعہ بھی کھلی آنکھوں والوں کیلئے عبرت ناک ہے۔
ہم آج کل بتوں کو تو نہیں پوجتے لیکن تمام دُنیا بشمولِ مسلمان، اپنے نفس کو اس طرح پوجتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم بتوں کو پوجتی تھی۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم تو موجود ہے لیکن وہ قلبِ سلیم موجود نہیں ہے جسکی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا فرمائی تھی۔

پیغامِ رسول تو موجود ہے لیکن حقیقی محبتِ رسول موجود نہیں ہے۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
؎ پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

[حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ]

○.....○.....○

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ
اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾ قَالُوْٓا
اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا
عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا
عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ

ترجمہ◀ (آیات ۱۰۵ سے ۱۲۲) [اب حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ شروع ہوتا ہے]
(حضرت) نوح (علیہ السلام) کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا جب انکے بھائی (حضرت) نوح (علیہ السلام) نے ان سے کہا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو؟ میں تمہارے لیے امانتدار رسول بن کر آیا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس کام کا تم سے کوئی اَجر نہیں مانگتا۔ میرا اَجر رَبّ العالمین کے ذِمہ ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔[۱۰۵-۱۱۰]
انہوں نے کہا کہ کیا ہم تجھے رسول مان لیں جبکہ تیری اطاعت کرنے والے تو معاشرے کے مسکین اور کمزور لوگ ہیں۔[۱۱۱]
(حضرت) نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ انکے اعمال کیسے ہیں لیکن انکا حساب اللہ تعالیٰ ہی کے ذِمے ہے اگر تم میری یہ بات سمجھنے کا شعور رَکھتے ہو۔ میرا یہ کام نہیں ہے کہ وہ جو ایمان لائیں، انکو میں اپنے دَر سے نکال دوں۔ میں تو

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَئِنْ
لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ
رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ
فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾
فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ
اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾

صرف خبردار کرنے کیلئے آیا ہوں۔[۱۱۲-۱۱۵] (ایمان نہ لانے کے بُرے انجام سے)

لوگوں نے کہا کہ اے (حضرت) نوح (علیہ السلام)! اگر تو باز نہیں آئیگا تو ہم تمہیں سنگسار کر دینگے۔[۱۱۶]

(حضرت) نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے رَبّ تعالیٰ! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا، اب میرے اور انکے درمیان فیصلہ فرما دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ مومنین ہیں، ہمیں نجات دے۔[۱۱۷-۱۱۸]

پس ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو اور جو اسکے ساتھ کشتی میں تھے، بچالیا اور جو باقی تھے، انکو غرق کر دیا۔[۱۱۹-۱۲۰]

اس واقعہ میں نشانی ہے لوگوں کے سبق لینے کی مگر اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ یقیناً تیرا رَبّ کریم بڑا زبردست ہے لیکن رحیم و کریم بھی ہے۔[۱۲۱-۱۲۲]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں حضرت نوح علیہ السلام اور انکی قوم کا واقعہ بیان کیا جارہا ہے کہ انکی قوم نے بھی اپنے نبی کو جھٹلایا اور اپنے بتوں کی بندگی پر قائم رہی۔ یہی نہیں بلکہ انہوں

نے حضرت نوح علیہ السلام کو دھمکی دی کہ ہم تمہیں سنگسار کر دینگے اگر تو ہمیں نصیحت کرنے سے باز نہ آیا۔

ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیساتھ مکہ مکرمہ والوں نے کیا۔ انہوں نے بھی دھمکی دی کہ اگر باز نہیں آئیگا اپنی تبلیغ سے تو ہم تمہیں قتل کر دینگے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا اور وہ مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل اپنے نبیوں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی آگ میں جلانے کی کوشش کی گئی۔ ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ انسان نیکی کی طرف کم مائل ہوتا ہے اور بُرائی پر زیادہ ہٹ دھرم ہوتا ہے۔

آج کل ہماری حالت بھی کچھ ایسی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مان رہے بلکہ شیطان کا حکم مان رہے ہیں۔ اسی طرح جیسے حضرت آدم علیہ السلام اَمن وامان کی زندگی بسر کر رہے تھے پھر انکو شیطان کی اطاعت کرنے کی سزا میں وہاں سے نکلنا پڑا۔ ہم بھی اَمن وامان کی زندگی سے نکل کر آج کل خوف و ہراس کی زندگی بسر کر رہے ہیں کیونکہ ہم بھی بیشتر اوقات شیطان ہی کی اطاعت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو توبہ کرنے سے بخش دیا۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے اور شیطان کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونا چاہیے تو ہم بھی اَمن وامان کی زندگی بسر کرنے لگیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ فتنے دِلوں پر اُترتے ہیں۔ جو انکو پسند کرتا ہے، اسکے دِل پر سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اور جو انکو ناپسند کرتا ہے، اسکے دِل پر سفید نقطہ لگ جاتا ہے۔ پہلے شخص کا حال یہ ہوگا کہ نیک کام کو پہچانے اور نہ بُرے کام کو ناپسند کرے بس اسے اپنی خواہشات سے ہی محبت ہوگی۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم)

آج کل ہم اسی زمانے سے گزر رہے ہیں کہ ہماری اکثریت ایسی ہے۔ سفید نقطہ والے بہت کم نظر آتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک وقت آئیگا کہ کہا جائیگا کہ فلاں آدمی امانتدار ہے۔ فلاں عقلمند ہے، فلاں ہوشیار ہے لیکن انکے دِلوں میں رائی کے

دانے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا''۔(مشکوٰۃ شریف،جلدسوم)

نبیوں کا فرضِ منصبی اس زمین پر مشکل ترین کام ہے۔کوئی فرد یا قوم پُرانے طریقوں کو چھوڑ کر جو کہ غلط ہوتے ہیں صحیح طریقوں پر آنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ اسلئے انسانی تاریخ میں نبیوں کی اکثریت ایسی ہے جن کو جھٹلایا گیا اور بعض کو قتل بھی کر دیا گیا۔عام انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ معاشرے کو درست کر سکے۔دیکھا یہ گیا ہے کہ معاشرہ دریا کی لہروں کی طرح چلتا جاتا ہے اور وقفے وقفے پر ان لہروں میں گندگی سرایت کرتی جاتی ہے۔عام انسان جب اس گندگی کو روکنے کی کوشش کرتا ہے تو سارا معاشرہ اس کے خلاف ہو جاتا ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار صبر کی تلقین کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنی ہے''۔(مشکوٰۃ شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک وقت آئیگا کہ فتنے تمہارے گھروں میں بارش کی طرح گریں گے''۔(مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ''قیامت کے قریب زمانہ قریب ہو جائے گا۔علم اُٹھا لیا جائے گا۔فتنے ظاہر ہوں گے۔بخل دِلوں میں ڈال دیا جائے گا اور قتل و غارت کی کثرت ہو جائے گی''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف،جلدسوم،حدیث ۵۱۵۴)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم پر زمانہ نہیں آئے گا مگر اس کے بعد اس سے بھی بُرا ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رَبّ سے ملو (یعنی فوت ہو جاؤ)''۔(مشکوٰۃ شریف،جلدسوم،حدیث ۵۱۵۷) بقول حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ علیہ

ضبط

؎ طریق اہل دنیا ہے گلہ شکوہ زمانے کا نہیں ہے زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی
یہ نکتہ پیر دانا نے مجھے خلوت میں سمجھایا کہ ہے ضبط فغاں شیری،فغاں روباہی و میشی

نفسیاتِ غلامی

؎ شاعر بھی ہیں پیدا علماء بھی،حکماء بھی خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ
کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند تاویل مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

كَذَّبَتْ عَادُ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝١٢٣ اِذْ قَالَ لَهُمْ
اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝١٢٤ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ ۝١٢٥ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝١٢٦ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝١٢٧ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۝١٢٨
وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝١٢٩ وَاِذَا
بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۝١٣٠ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوْنِ ۝١٣١ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ
۝١٣٢ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۝١٣٣ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝١٣٤

ترجمہ ◄ (آیات ۱۲۳ سے ۱۴۰) قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب انکے بھائی (نبی) (حضرت) ہود (علیہ السلام) نے انہیں خبردار کیا کہ تم ڈرتے نہیں ہو اللہ تعالیٰ سے۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے رسول مقرر ہو کر آیا ہوں اور میں امانتدار ہوں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ میں کہتا ہوں، میری اطاعت کرو۔[۱۲۳-۱۲۶]

میں اس تعلیم پر جو تمہیں دونگا، کوئی اَجر (تنخواہ) تم سے نہیں مانگ رہا۔ میرا اَجر (تنخواہ) تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔[۱۲۷]

تم ہر اونچی جگہ پر ایک بے فائدہ عمارت بنا ڈالتے ہو اور بڑی بڑی عمارتیں بناتے ہو گویا کہ تم نے ان میں ہمیشہ رہنا ہے۔ جب تم کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو ظالمانہ ہاتھ ڈالتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو۔[۱۲۸-۱۳۱]

ڈرو اس سے جس نے تمہیں سب کچھ دیا ہے اور تم جانتے ہو۔ تمہیں (پالتو)

اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾

جانور اور بیٹے عطا کیے۔ تمہیں باغات اور چشمے عطا کیے۔ میں تو ڈرتا ہوں کہ کسی دِن تم پر بہت بڑا عذاب آ نازل نہ ہو۔[۱۳۲-۱۳۵]

لوگوں نے کہا کہ برابر ہے کہ تو ہمیں نصیحت کرے یا نہ کرے۔ یہ باتیں پہلے سے بنی ہوئی چلی آتی ہیں۔ ہم پر کوئی عذاب نہیں آئیگا۔[۱۳۶-۱۳۸]

پس انہوں نے جھٹلایا (ہمارے رسول کو) اور ہم نے انکو ہلاک کر دیا۔

ان میں سبق آموز نشانیاں ہیں لیکن لوگ اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں اور تیرا رَبّ تعالیٰ بہت زبردست ہے لیکن رحیم و کریم بھی ہے۔[۱۳۹-۱۴۰]

تشریح: قوم عاد نے اپنے نبی کو جھٹلایا۔ اس قوم کا سب سے بڑا ان کی نظر میں پسندیدہ کام لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر میں ناپسندیدہ بڑی بڑی عمارتیں بنانا تھا۔ ان عمارتوں کا مصرف نہ تو موزوں تھا، نہ جائز تھا اور وہ خیال کرتے تھے کہ یہ مضبوط اور بڑی عمارتیں ہمارے لیے حفاظت کے قلعے ہیں۔ یہ ان کا خیال باطل تھا۔ وہ تو مرنے کے بعد جی اُٹھنے کو بھی نہیں مانتے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر بدترین جگہ جہاں انسان پیسہ خرچ کرتا ہے، وہ ضرورت سے بڑی عمارت بنانا ہے۔ (**ابن ماجہ**)

اور اس عمارت کو بلاضرورت مضبوط سے مضبوط تر اور خوبصورت سے خوبصورت

تر بنانے میں لگے رہتے تھے گویا کہ انہیں موت نہ یاد آتی تھی اور نہ آخرت پر یقین رَکھتے تھے اور نہ ہی غلط کام کرنے پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈَرتے تھے۔

ہماری موجودہ رہائشی کالونیاں اس قوم کی ایک چھوٹی سی مثال ہیں۔ ہم بھی پیسہ اپنے گھر بنانے میں اسراف سے خرچ کرتے ہیں۔

یہی پیسہ اگر ملکی ترقی میں اور عوام کی بہبود میں اور ملکی دفاع میں لگایا جائے تو اللہ تعالیٰ ہمیں دِن دُگنی، رات چوگنی ترقی دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''سود کو ہم گھٹاتے ہیں اور صدقات میں خرچ کیے ہوئے پیسے کو ہم ترقی دیتے ہیں''۔ (دیکھیں سورہ بقرۃ ۲، آیت ۲۷۶)

ہم سود لے کر بڑے بڑے فارم ہاؤس اور بڑی بڑی کوٹھیاں بنا لیتے ہیں اور گھروں کو بلاوجہ اپنے زعم میں مضبوط تر اور خوبصورت تر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ سب شیطان کے کام ہیں۔

سب سے زیادہ اسراف جہاں گھر بنانے کے بعد ہوتا ہے، وہ ہماری مساجد ہیں۔ بلاوجہ تزین کرنے سے نمازی کی نماز کے دَرجات کو بلند کرنے میں کوئی عمل دَخل نہیں ہے۔ یہ اسراف کے علاوہ دکھاوے کے طور پر بھی ہم کام کرتے ہیں جو کہ رِیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''رِیا شرک ہے''۔ (مشکوٰۃ)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جب مسجدِ نبوی بنائی تو جس قسم کی اینٹ، پتھر یا گارا مل گیا، اسی سے دیواریں بنا دیں اور چھت پر کھجور کے پتے رَکھ دیئے۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! ''باقاعدہ چھت'' نہیں بنائینگے؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چھپر (عبادت کیلئے) ایسا ہی تھا۔ (شمائل ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا، ''قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا دَور آئے گا جس میں اسلام کا نام ہی باقی رہ جائے گا اور قرآن کریم کی رسم باقی رہ جائے گی۔ مسجدیں آباد تو ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی اور اس دَور کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان سے فتنے ظاہر ہوں گے اور وہ فتنے انہیں پر لوٹیں گے''۔ (بیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۵۷)

یہ تھی وہ مسجد نبوی جس میں نماز پڑھنے والے ایسے پختہ ایمان والے پیدا ہوئے جنہوں نے رُبع صدی کے اندر دُنیا کا چوتھائی حصہ فتح کر لیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام دُنیا کو پہنچا دیا تھا۔

آج بڑی بڑی مسجدیں ہیں۔ رنگ برنگی ٹائلوں سے مزین اور جگہ جگہ ماربل سے سجائی ہوئی۔ فرش پر قالین کے اوپر قالین بچھے ہوئے۔ دروازے اور کھڑکیاں ایلومینیم کی۔ روشنی کیلئے جہاں ایک بلب کی ضرورت ہے، بیسیوں بلب لگائے ہوئے ہیں۔ اے سی کے بغیر نماز پڑھنا انتہائی ناگوار گزرتا ہے لیکن نمازی کے ایمان کی کمزوری کا یہ حال کہ ہزاروں کا مجمع ہوتا ہے لیکن خشوع وخضوع والا نمازی کہیں نظر نہیں آتا۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

؎ مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے، برسوں میں نمازی بن نہ سکا

؎ تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر

قومِ عاد کی طرح ظاہریت پر نگاہ ہے۔ حقیقت سے دُور ہیں۔

دو [۲] ہمارے پاس بہترین معلّم قرآن حکیم کی صورت میں اور احادیث شریف کی صورت میں موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا**''۔ ''میں معلّم بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ (نسائی)

لیکن ہمارا عملی طریقہ یہ ہے کہ نہ ہم قرآن حکیم پر عمل کرتے ہیں، نہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر۔

کیا ہم قومِ عاد کے طریقہ سے مختلف ہیں؟

؎ وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

[اقبال]

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ
اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٥﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾
فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا
هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ
﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ

ترجمہ◄ (آیات ۱۴۱ سے ۱۵۹) قومِ ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا جب انکے بھائی (نبی) (حضرت) صالح (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو؟ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانتدار رسول بن کر آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ میں کہتا ہوں، اس پر عمل کرو۔ میں تم سے کوئی اُجرت تو نہیں مانگتا۔ میری اُجرت تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔[۱۴۱-۱۴۵]

کیا تم جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہیں، ان میں اسی طرح اطمینان سے رہتے رہو گے۔ (کیا تم اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا نہیں کرو گے۔ ان نعمتوں کے بارے میں قیامت میں سوال جواب ہوگا) اللہ تعالیٰ نے تمہیں باغ اور چشمے عطا کیے اور وہ کھیتیاں اور نخلستان دیے جن کے خوشے رَس بھرے ہوتے ہیں لیکن تم پہاڑ کھود کھود کر فخریہ طور پر ان میں عمارتیں بناتے ہو۔ (جو کہ ایک عبث کام ہے)[۱۴۶-۱۴۹]

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری باتوں کی اطاعت کرو۔[۱۵۰]

اسراف کرنے والوں کی اطاعت مت کرو۔ یہ لوگ زمین میں فساد مچاتے

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا
يُصْلِحُوْنَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾
مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ
شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ
فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوْهَا
فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ط اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ط وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾

ہیں اور کوئی اچھا کام نہیں کرتے۔[۱۵۱-۱۵۲]

قوم نے جواب دیا کہ تُو تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے اور ہماری طرح کا ایک انسان ہے۔اچھا لے آ ؤ کوئی نشانی (عذاب کی) اگر تم سچے ہو۔[۱۵۳-۱۵۴]

(حضرت) صالح (علیہ السلام) نے کہا کہ یہ اونٹنی ایک نشانی ہے تمہارے لیے۔ایک دِن اسکے پانی کیلئے مقرر ہے اور ایک دِن تم سب کیلئے مقرر ہے۔[۱۵۵]

بُری نیت سے اسکو ہاتھ بھی مت لگانا ورنہ ایک دِن بہت بڑا عذاب تم پر آ جائیگا لیکن قوم نے ایک دِن اسکو زخمی کر دیا اور پھر وہ پچھتاتے رہ گئے کیونکہ عذاب نے انکو آ لیا۔

اس میں بھی سبق سیکھنے والوں کیلئے نشانی ہے لیکن اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں اور تیرا رَبِّ کریم تو زبردست بھی ہے لیکن رحیم بھی ہے۔[۱۵۶-۱۵۹]

تشریح: قومِ ثمود بھی قومِ عاد کی طرح اسراف کرنے والی اور ظلم کرنے والی تھی۔ وہ ہر کام میں حدودِ عدل سے گزر جاتے تھے۔ ان کی ساری زندگی زیادتیوں اور فضول خرچیوں میں بسر ہو رہی تھی اور بہت سے کام بے مقصد کرتے تھے جس سے نہ ان کا دُنیا میں فائدہ تھا اور نہ ہی آخرت میں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''یقیناً اِسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رَبّ کا ناشکرا ہے''۔ (بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۲۷)

ہر وہ کام جو شیطانی کام ہے، زمین میں فساد کا باعث بنتا ہے اور ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے، وہ اَمن پیدا کرتا ہے۔

باوجود ایک نشانی دیکھنے کے قومِ ثمود نے نبی کی بات نہیں مانی اور اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے آخر ایک دِن اللہ تعالیٰ کے عذاب نے پکڑ لیا۔

یہ واقعہ ہمارے لیے ایک بہت بڑا سبق ہے اگر ہم سمجھیں تو۔ ہم بھی بحیثیت ایک قوم کے حدودِ عدل سے تجاوز کرنے والی عادات میں ملوث ہیں۔ اسراف کا مطلب یہ ہے کہ ہر کام میں جو اللہ تعالیٰ نے عدل کی حدود قائم کی ہیں، ان سے تجاوز نہ کیا جائے۔ ہم ہر کام میں زیادتی کر رہے ہیں۔

ہمارے ادارے سفارش اور رشوت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ ہماری عدالتوں میں گواہ پیسے لے کر سنگین ترین جرائم میں بھی جھوٹ بولتے ہیں اور ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ ''جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے اور شرک ظلمِ عظیم ہے''۔ (مشکوٰۃ)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝**''۔ (الفرقان ۲۵، آیت ۶۷) ترجمہ ''(رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی بلکہ معتدل (عادلانہ) راستہ اختیار کرتے ہیں''۔

جب تک ہم عدل پر قائم نہیں ہونگے، ہماری ترقی ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ**''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۲) اور پھر فرمایا کہ ''**اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى**''۔ (المائدۃ ۵، آیت ۸) ترجمہ ''عدل قائم کرو، یہ بات تقویٰ کیلئے سب سے زیادہ قریب ہے''۔

ان دو [۲] آیات مبارکہ پر غور کریں کہ قرآن حکیم سے ہدایت صرف متقی کو ملتی

ہےاور دوسری آیت شریفہ میں یہ فرمایا کہ عدل سے تقوی پیدا ہوتا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر عدل نہیں ہے تو تقویٰ بھی نہیں ہے۔ اگر تقویٰ نہیں ہے تو ہدایت بھی نہیں ہے۔

تو پھر ہمارے قرآن حکیم اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پڑھنے کا فائدہ کیا ہے؟ اگر ہم معاشرے میں چھوٹی بات سے لے کر بڑی بات تک عدل قائم کرنے کا نظام بنانے کا نہیں سوچتے تو پھر ہم تقوے سے بھی خالی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہدایت وہ حاصل کرتے ہیں جو تقوے والے ہیں۔

اسراف کی ہم نے صرف چند مثالیں دی ہیں لوگوں کو خبردار کرنے کیلئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پورے معاشرے میں اقتدارِ اعلیٰ سے لے کر نیچے تک اسراف ہی اسراف ہے اور وہ بھی دوسرے لوگوں کے مال و دولت پر اور دوسرے لوگوں کی عزت پر اور دوسرے لوگوں کی جانوں پر حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا کہ ''تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح یہ دِن (یومِ عرفہ)، یہ شہر (مکہ) اور یہ مہینہ محترم (ذی الحج) ہے''۔ (دیکھیں خطبہ حجۃ الوداع)

اس زمین پر عدل اور اَمن قائم کرنے کے لیے تین باتوں پر محنت ضروری ہے:

(۱) ایک دوسرے کی جان کا احترام سب سے زیادہ ضروری ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''جو شخص کسی مومن کو قصداً قتل کرتا ہے تو اسکی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رَہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر جاری رَہے گا اور اللہ تعالیٰ اسکو اپنی رحمت سے دُور رَکھے گا اور اس کیلئے بڑی سزا کا سامان تیار کریگا'' (النساء ۴ آیت ۹۳)

(۲) مال کا احترام بھی تقریباً جان کے برابر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا، اسکو شہادت کا مرتبہ ملے گا'' (مشکوٰۃ)

(۳) ایک دوسرے سے حسن سلوک رَکھنا اَمن کی بنیاد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں''۔ (مشکوٰۃ) پھر فرمایا کہ ''اچھا اخلاق یہ نہیں ہے کہ اگر ایک نے اچھا اخلاق ظاہر کیا تو اسکے ردِّعمل میں دوسرا شخص بھی اس سے اخلاق سے پیش آئے بلکہ صحیح حسن خلق یہ ہے کہ اگر کسی نے آپ سے بُرا برتاؤ کیا تو آپ بدلے میں اس سے اچھا برتاؤ کریں''۔ (مشکوٰۃ)

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝١٦٠ اِذْ قَالَ لَهُمْ
اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝١٦١ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ ۝١٦٢ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝١٦٣ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦٤ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦٥
وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝١٦٦ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ
يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۝١٦٧ قَالَ اِنِّيْ

ترجمہ◄ (آیات ۱۶۰ سے ۱۷۵) (حضرت) لوط (علیہ السلام) کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب انکے بھائی (نبی) (حضرت) لوط (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو؟ میں تمہارے لیے امانتدار رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا، میری اُجرت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔[۱۶۰-۱۶۴]

تم تو مردوں کے پاس جاتے ہو جبکہ تمہاری بیویوں میں تمہارے رَبِّ کریم نے تمہارے لیے جو کچھ پیدا کیا ہے، اسے چھوڑ دیتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والے ہو۔[۱۶۵-۱۶۶]

انہوں نے کہا کہ اے (حضرت) لوط (علیہ السلام)! اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو ہم تمہیں نکال دیں گے۔[۱۶۷]

(حضرت) لوط (علیہ السلام) نے کہا کہ میں تمہارے اس عمل سے سخت نفرت رَکھتا ہوں۔ اے میرے رَبِّ کریم! مجھے اور میرے اہل وعیال کو انکی بدکاریوں

لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا
يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا
عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
﴿١٧٤﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾

سے محفوظ رکھ تو ہم نے (حضرت) لوط (علیہ السلام) کو اور اسکے گھر والوں کو سب کو بچا لیا سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں شامل تھی۔[١٦٨-١٧١]

پھر باقی ماندہ لوگوں کو ہم نے بالکل تباہ کر کے رکھ دیا۔ ایک ایسی بارش سے جو برسائی گئی اور وہ بہت ہی بُری بارش تھی جو ان خبر کیے جانے والوں پر نازل ہوئی۔ [١٧٢-١٧٣] (یہ بارش پتھروں کی بارش تھی)

اس واقعہ میں بھی لوگوں کے لیے نشانِ عبرت ہے لیکن اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں لیکن تیرا ربّ کریم ہے تو بہت زبردست لیکن ساتھ ہی ہے بہت رحم کرنے والا۔[١٧٤-١٧٥]

تشریح : اس قوم کا سب سے بڑا گناہ یہ تھا کہ وہ مردوں کیساتھ شہوت رانی کرتے تھے۔ اسکی سزا بھی اللہ تعالیٰ کے قانون میں وہی ہے جو زانی اور زانیہ کی ہے کہ انکو قتل کر دیا جاتا ہے۔

یہ بُرائی تقریباً ہر قوم میں موجود ہے لیکن آج کل مغرب میں اسکی بہت بہتات ہے جسکے نتیجے میں ایڈز (Aides) کی بیماری پھیلی ہے۔ بعض ممالک میں تو اسکی قانوناً اجازت دے دی گئی ہے۔ **اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ ذٰلِكَ۔**

۝.....۝.....۝

كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ
لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ
الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي
الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ
وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ

ترجمہ◄ (آیات ۱۷۶ سے ۱۹۱) اَلْاَيْكَةِ کے رہنے والوں نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ انکے رسول (حضرت) شعیب (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو؟ میں ایک امانتدار رسول ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ [۱۷۶-۱۷۹]

میں اس پر تم سے کوئی اَجر کا سوال نہیں کرتا، میرا اَجر تو رَبّ العالمین کے پاس ہے۔[۱۸۰]

ناپ تول پورا کیا کرو اور کسی کو کم نہ دیا کرو۔ سیدھی ڈنڈی سے تولو اور لوگوں کو انکی چیزیں کم کر کے نہ دو اور زمین میں (اس طرح) فساد نہ مچاؤ۔ اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور پہلی نسلوں کو پیدا فرمایا۔[۱۸۱-۱۸۴]

انہوں نے کہا کہ تم تو سحر زدہ آدمی ہو اور ہماری طرح کے ایک بشر ہو۔ ہم تو

الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ
نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٨٦﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ
السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾ قَالَ رَبِّيْٓ
اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ
يَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٨٩﴾ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩٠﴾
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٩١﴾

تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا دے[۱۸۵-۱۸۷]

(حضرت) شعیب (علیہ السلام) نے کہا کہ میرا رَبّ تعالیٰ جانتا ہے جو تم لوگ کرتے ہو۔ پس انہوں نے اسکو جھٹلا دیا پھر آخر کار ایک چھتری والا عذاب ان پر آ نازل ہوا۔ یہ بہت بڑے عذاب کا دِن تھا۔[۱۸۸-۱۸۹]

اس واقعہ میں نصیحت حاصل کرنے کیلئے نصیحت موجود ہے لیکن اکثر لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے اور بیشک تیرا رَبِّ کریم بہت ہی زبردست ہے لیکن رحم کرنے والا ہے۔[۱۹۰-۱۹۱]

تشریح: اَلْاَیْکَۃِ مشرقِ وسطیٰ کا ایک ملک تھا۔ انکے نبی حضرت شعیب علیہ السلام تھے اور ان لوگوں میں سب سے بڑی خرابی ناپ تول میں کمی بیشی تھی۔ جب لوگوں سے مال لیتے تو زیادہ لیتے اور جب لوگوں کو دیتے تو کم دیتے۔ ان کو نصیحت کی گئی کہ ترازو کی سیدھی ڈنڈی سے تولا کرو۔ ناپ اور تول میں ڈنڈی نہ مارو یعنی بے انصافی نہ کرو۔

عدل قائم کرو۔ **اگر عدل قائم نہیں کرو گے تو زمین میں فساد برپا ہو جائیگا۔**

انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک بات بھی نہیں سنی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے بھیجے

ہوئے عذاب سے وہ دُنیا کی ہستی سے مٹا دیئے گئے۔

یادرکھیں کہ عدل کا جہاں بھی فقدان ہوگا، وہ قوم بالآخر تباہ ہوجائیگی۔ یا تو قدرتی حادثات سے یا پھر از خود اپنی قتل و غارت سے یا بھوک اور پیاس سے وہ اپنا ملک چھوڑ کر دُنیا میں منتشر ہوجائیگی جیسے اوس اور خزرج یمن سے یمن کی بدحالی کے وقت چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

بعض گذشتہ قوموں پر عذاب کا ذِکر

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تک بیشمار قومیں اور ایک لاکھ پچیس ہزار کے لگ بھگ پیغمبر آئے۔ کوئی قوم اور کوئی بستی ایسی نہیں تھی جسکی رہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی نبی نہ بھیجا ہو۔ بعض قوموں نے اللہ تعالیٰ کے نبیوں پر ایمان لاکر اپنی آخرت کو سنوار لیا۔ بعض دوسری قوموں نے اپنے نبیوں پر ایمان لانے سے انکار کیا اور انکو اللہ تعالیٰ نے صفحۂ ہستی سے یا تو حوادثِ زمانہ سے یکدم تباہ کردیا یا مسلسل انکے وسائل کو اس حد تک محدود کردیا گیا کہ وہ قوم اپنا ملک اور بستی چھوڑ کر دُنیا میں تتر بتر ہوگئے اور انکا بعد میں کوئی نام ونشان نہ رہا۔

یہ واقعات دَراصل مکہ مکرمہ کے مشرکین لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کیلئے تھے اور اب یہ ساری دُنیا کیلئے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی دعوتِ اسلام ساری دُنیا کیلئے ہے۔

ہمارے پاس نبی کا پیغام بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایات بھی موجود ہیں لیکن ہمارا طریقہ بھی یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ہدایات پر عملی طور پر اطاعت کرنے سے گریزاں ہیں۔ اسلئے ہم ایک انتہائی بلند مقام سے نیچے پھینک دیئے گئے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سب سے پہلی قوم اس طرح اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بات مانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی قرآن حکیم میں اس طرح عزت فرمائی کہ

(۱) هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ○ ''(الاحزاب۳۳،آیت۴۳)ترجمہ ''وہی تو ہے (اے جماعتِ مومنین!) جوتم پر رحمتیں بھیجتا ہے اور اسکے ملائکہ بھی تا کہ وہ تمہیں تاریکیوں (یعنی جہالت اور بُرائیوں) سے روشنی (یعنی حق اور نیک اعمال) کی طرف نکال لائے۔ وہ تو مومنوں پر بے حد رحم فرمانے والا ہے''۔

جب تک ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کریں گے، ہم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مقام کے قریب نہیں پہنچ سکتے۔ قرآن حکیم میں الحج ۲۲، آیت ۷۸ میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایسے جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو اپنے کام کیلئے چن لیا ہے اور دِین میں تم پر کوئی سختی نہیں رَکھی۔ یہ وہی دِین ہے جو تمہارے باپ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی تمہارا نام ''مسلم'' رَکھا اور اس قرآن حکیم میں بھی (تمہارا یہی نام ہے) تا کہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔ پس نماز قائم کرو، زکوٰۃ اَدا کرو اور اللہ تعالیٰ کیساتھ جڑے رہو۔ وہی تمہارا مولیٰ ہے۔ وہ بہت ہی اچھا مولیٰ اور بہت ہی اچھا مددگار ہے''۔

ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈَرنا چاہیے اور قرآن حکیم اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی زندگیوں کو سامنے رَکھ کر اپنے روزمرہ زندگی کے تمام چھوٹے بڑے کام سرانجام دینے چاہییں۔

نجات کا یہی ایک راستہ ہے۔ باقی تمام راستے شیطان کے راستے ہیں۔ جو انسان کی زمینی زندگی کو بھی اذیت ناک بناتے ہیں اور آخرت کی زندگی کو بھی ہمیشہ کے لیے دَردناک بناتے ہیں۔

موسم اچھا پانی وافر مٹی بھی رزخیز — جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان
ڈھونڈ کے اپنی خاک میں جس نے پایا اپنا آپ — اس بندے کی دہقانی پر سلطانی قربان
تیری بے علمی نے رَکھ لی بے علموں کی لاج — عالم فاضل بیچ رہے ہیں اپنا دِین ایمان

[اقبال]

○.....○.....○

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ
الْاَمِيْنُ ﴿١٩٣﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿١٩٤﴾
بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿١٩٥﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٩٦﴾
اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ
﴿١٩٨﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٩﴾ كَذٰلِكَ
سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

ترجمہ◄ (آیات ۱۹۲ سے ۲۲۷) بلاشک وشبہ یہ قرآن حکیم رَبّ العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ اسکو لے کر تیرے دِل پر امانتدار فرشتہ روح الامین (حضرت جبریل امین علیہ السلام) لے کر آیا تا کہ تو لوگوں کو خبردار کردے (آخرت کے عذاب سے) یہ صاف صاف عربی زبان میں ہے۔ اسکی باتیں پہلے لوگوں کی کتابوں میں بھی موجود ہیں۔ کیا (مکہ مکرمہ کے لوگوں کیلئے) یہ (واضح) نشانی نہیں ہے کہ اس بات کو بنی اسرائیل کے علماء (بھی) جانتے ہیں (کہ یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے) [۱۹۲-۱۹۷]

اگر ہم اس قرآن کریم کو کسی عجمی (غیر عربی) پر نازل کر دیتے اور وہ ان لوگوں کو پڑھ کر سناتا تو پھر تو یہ ہرگز اسکو نہ مانتے۔ [۱۹۸-۱۹۹]

(قرآن کریم پر) ایمان نہ لانے والوں کے دِلوں میں ہم ہی نے یہ باتیں ڈال دی ہیں۔ اب یہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ دَردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔ پھر جب یکدم وہ عذاب ان پر آ پڑے گا تو یہ لوگ کہیں گے کہ کیا اب ہمیں کچھ

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾
اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ
سِنِيْنَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٢٠٦﴾ مَآ
اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ
قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا
ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا
يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٢١١﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ
لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

مہلت مل سکتی ہے۔[۲۰۰-۲۰۳]

کیا اب بھی یہ لوگ ہمارا عذاب جلدی مانگ رہے ہیں؟ کیا تم نے دیکھا کہ ہم نے ان کو کئی برسوں سامانِ زندگی عطا کیا پھر اگر وہی چیز (یعنی عذاب) ان پر آ جائے جس سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے تو وہ سامانِ عیش وعشرت جو ان کو ملا ہوا ہے، ان کے کس کام آئے گا۔[۲۰۴-۲۰۷]

یہ حقیقت ہے کہ ہم نے کسی بستی کو کبھی ہلاک نہیں کیا جب تک کہ اس میں خبردار کرنے والے نہ بھیج دیے ہوں جو انکو نصیحت کریں۔ ہم ظالم نہیں ہیں۔ (بلکہ وہ خود ظالم ہیں اور جو عذاب ان پر آتا ہے، انکے اعمال کی وجہ سے آتا ہے)[۲۰۸-۲۰۹]

اس کتاب کو شیاطین لے کر نہیں اُترے۔ یہ نہ ہی انکو زیب دیتا ہے اور نہ ہی وہ اسکی طاقت رکھتے ہیں۔ وہ تو اسکی سماعت سے بھی دُور رکھے گئے ہیں۔[۲۱۰-۲۱۲]

پس اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی دوسرے

فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿٢١٣﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ
الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢١٥﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ
مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٢١٧﴾
الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي
السّٰجِدِيْنَ ﴿٢١٩﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ
اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى
كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ

رَبّ کومت پکارو ورنہ تم بھی سزا پانے والوں میں ہو جاؤ گے۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کو خبردار کرو اور جو لوگ تمہاری اطاعت اختیار کرتے ہیں، ان کیلئے اپنے کندھے جھکا دیا کرو۔ (انکو خوش آمدید کہو اور نرم سلوک کرو) جو لوگ (یعنی کافر) تمہاری نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، اس سے میں بری الذمہ ہوں [٢١٣-٢١٦]

اور بھروسہ اسی پر رکھو جو زبردست ہے اور رحم فرمانے والا ہے۔ جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم اُٹھتے ہو اور اس وقت بھی جب تم سجدہ کرنے والوں میں شامل ہوتے ہو۔ وہ سب کچھ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔ [٢١٧-٢٢٠] (اسی طرح وہ ان کو بھی دیکھتا ہے جو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوتے)

کیا میں تم کو بتاؤں کہ کن لوگوں پر شیاطین اُترا کرتے ہیں؟ وہ تو ہر جھوٹے گناہگار پر اُترا کرتے ہیں۔ سنی سنائی باتیں وہ القا کرتے ہیں۔ (دِل میں اُتارتے ہیں) اور اکثر انکی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔ [٢٢١-٢٢٣]

شاعر لوگ تو ایسے ہیں جنکے پیچھے گمراہ لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے

كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾ اَلَمْ تَرَ
اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا
لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٢٢٦﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ
بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ
مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٧﴾

نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور وہ، وہ باتیں کرتے ہیں جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے۔[۲۲۴-۲۲۶] (اگر تم مومن ہو تو جو بات کرو، اس پر خود عمل کرو)

سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذِکر کثرت سے کرتے ہیں اور جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے تو صرف بدلہ لے لیتے ہیں (زیادتی نہیں کرتے) (جو شاعر سیدھے راستے پر ہے اور جو کہتا ہے، وہی کرتا ہے تو وہ مومن ہے مثلاً حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جو لوگ ظلم کرتے ہیں (ایمان نہیں لاتے)، وہ عنقریب دیکھ لیں گے کہ وہ کس انجام سے دوچار ہوتے ہیں؟[۲۲۷] (ظلم اندھیرا ہے اور اندھیرا جہنم میں ہے)

تشریح: یہ آیات مبارکہ مشرکینِ مکہ کیلئے اور تمام دُنیا کیلئے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی دعوت تمام دُنیا کیلئے ہے۔ دِل میں بٹھانے کی باتیں یہ ہیں:

(۱) یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے، کسی انسان کا نہیں

(۲) عربی زبان میں ہے تاکہ عرب اسکو سمجھیں اور غیر عرب پہلے عربی زبان سیکھیں اور پھر اسکو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(۳) ہر بستی کو ہلاک کرنے سے پہلے اس میں خبردار کرنے والے پیغمبر اور صلحاء بھیجے جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بعثت سے لے کر قیامت تک تمام دُنیا

کے لیے یکساں طور پر پیغمبر ہیں اور قرآن حکیم قیامت تک اللہ تعالیٰ کی کتاب تمام دُنیا کے لیے آخری شریعت کی کتاب ہے۔ اس کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی نئی شریعت آئے گی۔ تمام پہلی کتابوں کے احکامات جو قیامت تک فعال ہونے چاہییں، قرآن حکیم میں موجود ہیں لہٰذا پہلی کتابیں منسوخ کر دی گئی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ حاکم اعلیٰ ہے۔ وہ اپنی مرضی سے کسی حکم کو ساکت کر دے اور اس کی جگہ نیا حکم لے آئے، وہ مکمل طور پر بااختیار ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذریعے سے تمام اُمت یعنی تمام دُنیا کو یہ پیغام ہے کہ ایک دوسرے سے تواضع سے پیش آؤ۔ اگر کوئی تمہاری نیکی کی بات نہیں مانتا تو اسکا ذِمہ اس پر ہے، تم پر نہیں۔ اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مسلمان کا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔

(۵) شیطان نیک باتیں لے کر نہیں اُترتے بلکہ وہ تو ہر جھوٹے اور جعلساز کے ساتھی ہوتے ہیں اور انکو غلط وسوسے ہی ڈالتے ہیں۔

(۶) اکثر شعرا صحیح باتیں نہیں کرتے اور وہ، وہ باتیں کہتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے کلام سے بچنا چاہیے اور ظاہری لطافت اور دانش کے اندر جھوٹ چھپا ہوتا ہے۔

(۷) لیکن بعض شاعر ایسے ہیں جو سیدھے راستے پر ہوتے ہیں اور وہ اپنے کلام میں سچ بولتے ہیں اور خود اس پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں مثلاً حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مولانا رومی اور علامہ اقبال وغیرہ

(۸) ظلم کرنے سے بچو۔ نیک عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ذِکر بہت کیا کرو۔ اگر ظلم کا بدلہ لینا ہے تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تم پر ظلم ہوا ہے۔

(۹) شرک ظلم عظیم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ واحد پر ایمان نہیں لاتا، وہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا ظلم کر رہا ہے۔ اس کا بدلہ سوائے جہنم کے اَور کوئی نہیں ہے۔

(۱۰) ایمان لانے کے بعد حقوق اللہ اَدا نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر حقوق العباد کی پاسداری نہ کرنا ظلم ہے۔

اَلنَّمْلِ ۲۷

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۹۳ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ ﴿۱﴾
هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ
يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۴) طا-سین۔ یہ آیات مبارکہ ہیں قرآن حکیم کی جو ایک ایسی کتاب ہے جو اپنی باتوں کو واضح طور پر بیان کرتی ہے۔(یہ کتاب) ہدایت دینے والی اور خوشخبری دینے والی ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں اور نماز اَدا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رَکھتے ہیں۔[۱-۳]
جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رَکھتے (وہ اس قرآن کریم کی ہدایات پر عمل

لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ
الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ
حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ
اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ
بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷ فَلَمَّا جَآءَهَا
نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ
وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا

نہیں کرتے) ہم نے انکے کام کاج (جو دَراصل باطل ہیں) ان کیلئے خوشنما بنا دیئے ہیں اور وہ انہی (باطل مصروفیات) میں بھٹکے پھر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے بہت بُرا عذاب ہے اور آخرت میں یہ نقصان اُٹھانے والے ہیں اور یہ قرآن مجید تمہیں ایک **دانشور** اور **علیم ہستی** کی طرف سے دیا گیا ہے۔[۴-۶]

(اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے گھر والوں سے کہا (ایک سفر کے دوران) کہ میں (پہاڑ پر) ایک آگ دیکھ رہا ہوں۔ میں وہاں سے کوئی خبر لے کر آتا ہوں یا کوئی سلگتا انگارہ تا کہ تم لوگ اپنے آپ کو گرم کر سکو۔[۷]
(سردی کا موسم تھا اور رات کا وقت تھا)

جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ مبارک ہے وہ ذاتِ اقدس جو اس آگ میں ہے اور جو اسکے ماحول میں ہے (جو اس کے پاس ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) اور پاک ہے اللہ تعالیٰ (ہر نقص اور کمزوری سے) جو تمام جہانوں کا رَبّ ہے۔ اے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام)! میں اللہ تعالیٰ ہوں جو بڑا زبردست ہے اور دانا ہے۔ اپنی لاٹھی (زمین پر) پھینک دو۔ جب اس نے

اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا
تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ
يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ قف اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَىَّ
الْمُرْسَلُوْنَ ۝١٠ صلے اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا ۢ بَعْدَ
سُوْٓءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١١ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِىْ
جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ قف فِىْ تِسْعِ
اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا
فٰسِقِيْنَ ۝١٢ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا

دیکھا کہ لاٹھی سانپ بن کر بل کھا رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ (اللہ تعالیٰ نے کہا کہ) اے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام)! ڈرو مت۔ ہمارے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے۔[۸-۱۰]

(ڈرتے وہ ہیں) جس نے کوئی قصور کیا ہو پھر اگر اس نے بعد میں بُرائی کے بدلے بھلائی کر لی ہوگی تو میں معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہوں۔[۱۱]

(اللہ تعالیٰ نے مزید یہ فرمایا کہ) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو تو بغیر کسی بیماری کے چمکتا ہوا نکلے گا۔

یہ (دو نشانیاں یعنی معجزات) نو نشانیوں (معجزات) میں سے ہیں۔ جاؤ فرعون اور اسکی قوم کی طرف کیونکہ وہ بڑی بدکردار قوم ہے۔[۱۲]

جب ہماری کھلی کھلی نشانیاں انکے پاس پہنچیں تو انہوں نے کہا کہ یہ تو صاف جادو ہے۔[۱۳]

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾

انہوں نے تکبر اور ظلم کی وجہ سے ان نشانیوں کو جھٹلا دیا گو دِل میں وہ ان کے قائل ہو چکے تھے تو اب دیکھ لو کہ ان فساد برپا کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ (ہر باطل فساد ہے)[۱۴] (ہر باطل جھوٹ ہے اور ہر جھوٹ فساد ہے اور ہر فساد ظلم ہے اور ہر ظلم جہنم میں ہے)

تشریح: ان آیات مبارکہ میں ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ کامیاب لوگ یہ ہیں:

(۱) جو ایمان لے آتے ہیں (۲) جو باقاعدہ نماز اَدا کرتے ہیں

(۳) جو باقاعدہ زکوٰۃ دیتے ہیں (۴) جو آخرت پر پختہ یقین رَکھتے ہیں

اسکے برعکس دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو ان باتوں پر جو بیان کی گئی ہیں، یقین نہیں رَکھتے، اسلئے وہ شترِ بے مہار کی طرح ہر جگہ منہ مارتے پھرتے ہیں۔ حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں، حیا اور اخلاق سے بے بہرہ ہیں۔ یہ لوگ آخرت میں جہنم کے حقدار ٹھہرائے جائینگے انکے اعمال کی وجہ سے۔

قرآن مجید ایک حکیم اور علیم ہستی کی طرف سے ہے لہٰذا اس میں ساری کائنات کا علم سمایا ہوا ہے اور قرآن مجید سے ہی حکمت حاصل ہوسکتی ہے۔ قرآن مجید سے باہر کوئی دوسری کتاب نہیں ہے جس میں ہم حکمت تلاش کریں۔ جو کوئی سمجھتا ہے کہ کچھ شاعروں کی، کچھ فلسفیوں کی، کچھ سائنسدانوں کی باتیں حکمت پر مبنی ہیں تو یا تو وہ حکمت نہیں ہیں۔ اگر حکمت ہیں تو وہ قرآن مجید سے لی گئی ہیں۔ یاد رہے احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قرآن مجید کی تشریح ہیں اور قرآن مجید احادیث شریف کی تشریح ہے۔

کوئی اور کتاب سارے جہان میں ایسی نہیں ہے جو حکمت اور علم میں انکی برابری کر سکے۔

فرعون اور اسکی قوم دوسری قسم کے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو آخرت میں نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ ان کی اصلاح کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے دو نشانیاں

(یعنی معجزہ) دے کر بھیجا (اسکے بعد اس قوم کو سات مزید نشانیاں دکھائی گئیں) لیکن فرعون اور اسکی قوم اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے تھے اور شیطان کے پیچھے لگے ہوئے تھے اور حق سے دُور تھے لیکن اپنے غرور کی وجہ سے انہوں نے ان نشانیوں کو جھٹلا دیا۔

تکبر اور ظلم دو بہت بڑے گناہ ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جسکے دِل میں رائی کے برابر تکبر ہے، وہ جنت میں کبھی نہیں جائیگا''۔(ابن ماجہ)

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ظلم کرنے سے بچو کیونکہ مظلوم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے''۔(مشکوٰۃ شریف) (یعنی اس کی دُعا فوراً قبول ہوتی ہے)

ہماری حکمران مشینری کو بھی ان دونوں باتوں کی طرف توجہ دینی چاہیے ورنہ ظالمانہ نظام اور متکبرانہ رویہ ان کیلئے اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی نقصان دو ثابت ہوں گے۔

حکمرانی ایک انتہائی مشکل کام ہے۔ اگر صحیح طور پر حکمرانی کی جائے تو اس کا حق تب اَدا ہوتا ہے جب چرواہے کی طرح ایک ایک بھیڑ بکری کا خیال رُکھا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''حکمران چرواہے کی مانند ہے۔ قیامت کے دِن اس سے اسکی حکمرانی کے متعلق پوچھا جائے گا''۔ اسی لیے ایک تاریخی روایت مشہور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ ''اگر میری سلطنت میں نیل کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو مجھے اس کا بھی جواب دینا پڑے گا''۔ ایک اَور تاریخی روایت یہ ہے کہ ''ایک آدمی نے محمود غزنوی کے دربار میں بادشاہ کے بھانجے کے متعلق شکایت کی کہ وہ میری لڑکی سے بُرے تعلقات رَکھتا ہے۔ محمود غزنوی نے اس لڑکے کو خود اپنے ہاتھوں سے تلوار کے وار سے قتل کر دیا''۔ ایک اَور تاریخی روایت یہ ہے کہ بادشاہ جہانگیر کی بیگم نور جہاں کے ہاتھوں ایک آدمی مارا گیا۔ مقتول کے ورثاء نے قصاص کا مطالبہ کیا۔ جہانگیر نے قصاص میں نور جہاں کے قتل کا فیصلہ صادر کر دیا۔ درباریوں نے کہا کہ ورثاء کو دیت دے دی جائے اگر وہ راضی ہو جائیں تو بہتر ہے۔ پھر انکو دیت دے دی گئی۔ اسکے بعد نور جہاں نے کہا کہ تم محبت کا تو بہت دعویٰ کرتے ہو لیکن میرے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ جہانگیر نے کہا کہ عدل محبت پر غالب ہے۔ [تاریخی روایت]

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا
النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ
لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ
فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ
النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا

ترجمہ◄ (آیات ۱۵ سے ۲۶) ہم نے (حضرت) داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کو علم عطا فرمایا۔ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کیا۔ کہا کہ ہمارے رَبِّ کریم نے ہمیں وہ فضیلت عطا فرمائی ہے جو کہ مومنین میں سے کثیر لوگوں کو حاصل نہیں ہے اور (حضرت) داؤد (علیہ السلام) کا وارث ہم نے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کو بنایا۔ (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے کہا کہ اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہمیں ہر طرح کے وسائل دیئے گئے ہیں۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ [۱۵-۱۶]

(حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کے لیے جنات، انسان اور پرندوں کے لشکر جمع کر دیئے گئے اور انکو پوری طرح منظّم رَکھا جاتا تھا۔ [۱۷]

ایک دِن ایسا ہوا کہ جب یہ سب لشکر چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ کہیں (حضرت) سلیمان (علیہ

مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ
وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا
وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى
الْهُدْهُدَ صلے اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ
عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ
مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ

السلام) اور اسکا لشکر تمہیں روند نہ ڈالیں اور انکو خبر بھی نہ ہو۔[۱۸]

(حضرت) سلیمان (علیہ السلام) اسکی بات سن کر مسکرایا اور ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ میرے رَبِّ کریم! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر اَدا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر نعمت کی ہے اور میرے والدین پر کی ہے اور اس عمل کی توفیق دے جو تجھے راضی کر دے اور اپنی رحمت سے مجھے نیک بندوں میں شمار فرما لے۔[۱۹]

(ایک دفعہ حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے پرندوں کا جائزہ لیا۔ کہا کہ کیا بات ہے کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھ رہا؟ کیا وہ حقیقتاً غائب ہے؟[۲۰]

میں اسکو سخت سزا دونگا اور ممکن ہے کہ ذبح ہی کر ڈالوں ورنہ اسے میرے سامنے (اپنی غیر حاضری کی) معقول وجہ پیش کرنی ہوگی۔[۲۱]

ابھی کچھ دیر نہیں ہوئی تھی کہ اس نے آ کر کہا کہ میں نے وہ چیز نوٹ کی ہے

تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّيْ
وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ
لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ
﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا
تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ السجدة

جسکا تجھے علم نہیں۔ میں تمہارے لیے ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت کو دیکھا جو اس قوم کی حکمران ہے اور اسکو ہر طرح کے وسائل دیئے گئے ہیں اور اسکا ایک بہت بڑا تخت ہے اور میں نے اسکو اور اسکی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کے آگے سجدہ کرتے پایا..... شیطان نے انکے اعمال خوبصورت بنا رکھے ہیں اور انہیں سیدھے راستے سے روک رکھا ہے۔[۲۲-۲۴]

(حیرانی کی بات ہے کہ) وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے جو کہ آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو نکالتا ہے اور جو تم لوگ چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو، ان سب کا علم وہ رکھتا ہے۔ وہی ہے ایک اللہ تعالیٰ لائقِ عبادت اور اسکا عرش بھی عظیم تر ہے۔[۲۵-۲۶]

تشریح: اللہ تعالیٰ کے بندے، نبی، ولی اور عوام الناس میں سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا

شکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ انکا تعلق اللہ تعالیٰ سے خوف اور اُمید کے درمیان رہتا ہے۔

جو انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر اَدا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا صحیح بندہ نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اسکے اپنے وجود میں اور اسکے وسائل میں بیشمار نعمتیں عطا فرمائی ہوئی ہیں اور بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں جن سے انکو محروم رَکھا ہوا ہے جن میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی حکمتیں ہیں۔

جو انسان اللہ تعالیٰ کی عطا پر راضی رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر اَدا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکو اپنی نعمتیں مزید عطا فرماتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ ''**وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ** ○'' (ابراہیم ۱۴، آیت ۷) ترجمہ ''اور یاد رَکھو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر شکر کرو گے تو ہم تمہیں ضرور زیادہ دیں گے اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں شرک سے آزادی دلوائی اور یہ آزادی کہیں آسانی سے ہمیں نہیں ملی، اس میں لاکھوں کروڑوں انسانوں کا خون بہایا گیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شہداء کو اپنی اعلیٰ ترین جنت میں جگہ عطا فرمائے [آمین] اور انکی قربانیوں کو اے اللہ تعالیٰ! ضائع ہونے سے بچالے۔ [آمین]

اس وقت حالت یہ ہے کہ ہم تیری اس عظیم نعمت کا کہ تو نے ہمیں شرک سے آزادی دلوا کر توحید کی فضا میں لا کھڑا کیا، صحیح معنوں میں شکر اَدا نہیں کر سکے۔ اے اللہ تعالیٰ! ہمیں اور ہمارے اہل اقتدار کو سیدھے راستے پر لا کہ ہم تیری اس مخصوص نعمت کا شکر ادا کرنے کے قابل ہو جائیں اور ان نعمتوں کا بھی شکر ادا کریں جو تو نے ہمیں روزمرہ کی زندگی میں بے حساب دی ہوئی ہیں۔ ہم یقین رَکھتے ہیں کہ تو گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ بے کسوں کی دُعاؤں کو سننے والا ہے اور ان کو قبول کرنے والا ہے۔ ہم اُمید رَکھتے ہیں کہ تو ہمیں معاف کر دے گا اور ہمیں اپنے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے گا

جب انسان اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جاتا ہے تو اسکو قرآن حکیم اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور حیاتِ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعلیم کے

علاوہ کسی اَور تعلیم کی ضرورت نہیں رہتی۔

ہماری تعلیم کی حالت یہ ہے کہ اسکی کوئی سمت نہیں ہے۔ ہماری مدرسوں کی تعلیم انتہائی ناقص، ہمارے سکولوں اور کالجوں کی تعلیم اس سے بھی زیادہ ناقص اور ابھی تک کوئی حکمران عسکری یا سیاسی، ایسا نہیں آیا جس نے تعلیم کو دَرجہ اوّل دے کر ترقی دینے کی کوشش کی ہو۔

عرب کا چالیس سال کے اندر اندر ایک انتہائی پست قوم سے اُٹھ کر ایک انتہائی مضبوط اور نا قابلِ تسخیر قوم کا بن جانا تعلیم ہی کی وجہ سے تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا**''۔[نسائی] ترجمہ ''میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ساری کی ساری تعلیم ''ایمان'' پر تھی۔ جس شخص اور جس قوم کا ایمان پختہ ہوگا اور اپنے اعلیٰ ترین دَرجے کی طرف سفر کرتا ہوگا تو اس شخص اور اس قوم کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر اسکے سامنے سیدھے راستے کی ہر سمت کھل جاتی ہے۔

اسی ایمان سے پھر سائنس بھی ترقی کرتی ہے۔ ملکی دفاع بھی مضبوط ہوتا ہے۔ زراعت اور صنعت بھی ترقی پذیر ہوتے ہیں۔ سیاست بھی صحیح ڈھنگ پر قائم ہو جاتی ہے۔ بین الاقوامی معاملات بھی عزت سے حل ہو جاتے ہیں۔

یاد رَکھیں کہ جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے، اسکو کسی دوسرے کی مدد کی ضرورت نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر رَکھا ہے کہ ''**وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○**'' (الروم ۳۰، آیت ۴۷) ترجمہ ''لازم کر لیا ہے ہم نے اپنے پر کہ مومنین کی مدد ہم ضرور کریں گے''۔

اسی کو حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں فرمایا کہ

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اسکے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
ولایت، پادشاہی، علمِ اشیاء کی جہاں گیری
یہ سب کیا ہیں، فقط ایک نقطۂ ایماں کی تفسیریں

[اقبال]

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾
اِذْهَبْ بِكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ
فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ
اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ
وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ
فِيْٓ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى
تَشْهَدُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ

ترجمہ◄ (آیات ۲۷ سے ۳۷) (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے کہا کہ ہم دیکھیں گے کہ کیا تو سچ بولتا ہے یا تو جھوٹا ہے۔ میرا یہ خط لے جاؤ اور ان لوگوں کے پاس ڈال دو پھر ہٹ کر بیٹھ جاؤ اور دیکھتے رہو، وہ کیا ردعمل اختیار کرتے ہیں۔[۲۷-۲۸]

ملکہ نے کہا کہ اے اہل دربار! میری طرف ایک بڑا ہی باعزت خط بھیجا گیا ہے۔ یہ (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کی جانب سے ہے اور شروع ہوتا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے۔[۲۹-۳۰]

لکھا ہے کہ میرے مقابلے میں بڑائی نہ کرو اور مطیع ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔[۳۱]

کہنے لگی کہ اے سردارانِ قوم! میرے اس کام میں مجھے مشورہ دو۔ میں کسی کام کا فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تمہارا مشورہ نہ لے لوں۔[۳۲]

درباری کہنے لگے کہ ہم طاقتور ہیں اور ہم سخت جنگجو ہیں لیکن آخری فیصلہ

شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾
قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا
وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾
وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ
الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ
بِمَالٍ ۫ فَمَآ اٰتٰنِيَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ
اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ

آپکے ہاتھ میں ہے۔ پس تو خود دیکھ لے کہ ہمیں کیا حکم دیتی ہے۔[۳۳]

ملکہ نے کہا کہ جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسکو تباہ کر دیتے ہیں اور اسکے عزت دار باشندوں کو ذلیل کرتے ہیں اور وہ (یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام اور انکی قوم) اسی طرح کرینگے۔[۳۴]

میں انکی طرف ایک ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ میرے ایلچی کیا جواب لے کر آتے ہیں۔[۳۵]

جب ملکہ کا قاصد (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کے پاس پہنچا تو (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو (یعنی کیا تم رشوت دینا چاہتے ہو کہ میں تم پر حملہ نہ کروں جبکہ تم مشرک ہو) حالانکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے دے رکھا ہے، وہ اس سے بہت بہتر ہے جو تمہیں دیا ہوا ہے۔ تم ہی ہدیے کو باعثِ فخر سمجھتے ہو۔ (میرے نزدیک اسکی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میرے نزدیک ایمان باللہ دولت سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے)[۳۶]

واپس جاؤ تم اور ہم ان پر ایسے لشکر لے کر آ رہے ہیں جنکا مقابلہ وہ نہ کر سکیں

فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

گے اور ہم انہیں (یعنی حکمرانوں کو) انتہائی ذِلت کیساتھ وہاں سے نکال دینگے اور عوام کو ہم غلام بنالینگے۔[۳۷]

تشریح: اس زمین پر افراد اور اقوامِ عالم کی ایک دوسرے سے مقابلے کی دوڑ ہے۔ جو زیادہ ترقی کر جاتا ہے، وہ سپر پاور بن جاتا ہے۔ جو کم ترقی یافتہ ہوتا ہے، وہ سپر پاور سے بے نیازی اختیار نہیں کرسکتا۔ یہی حال حضرت سلیمان علیہ السلام اور بلقیس کا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت اس وقت دُنیا کی مضبوط ترین حکومت تھی اور بلقیس کی حکومت اور ملک بھی کافی ترقی یافتہ تھا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کے پلے کا نہیں تھا۔

بلقیس چونکہ مسلمان نہیں تھی بلکہ مشرکہ تھی اور وہ اور اسکی قوم سورج کو پوجتے تھے تو اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہوا کہ ہُد ہُد کے ذریعے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس ملک کی اطلاع دی جائے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام اور اسکی قوم کے ایمان کی برکت سے مشرک قوم کو زیرِ نگیں کیا اور انکے ترقی یافتہ نظامِ زراعت پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا قبضہ ہوگیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشرک کو ایک قسم کی سزا ملی اور مومن کو ایک قسم کی فضیلت۔ یہی اصول اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ رہا ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی پرستش کریگا، وہ ایک نہ ایک دِن دُنیا کے نقشے سے ختم ہوجائیگا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں مشرک کے غلبہ سے آزادی دے کر ایک مسلمان معاشرہ جو کہ بالکل آزاد ہے، عطا فرمایا۔ اب اس میں اسلامک کلچر Islamic Culture کو رائج کرنا اور اسلامی قدروں کی حفاظت کرنا اور دُشمنوں سے بچانا ہمارا فرض ہے۔

قیامِ پاکستان کے وقت پاکستان کے اتنے دُشمن نہیں تھے جتنے آج ہیں۔ اس وقت دوست زیادہ تھے اور دُشمن کم تھے۔ آج دُشمن زیادہ ہیں اور دوست کم ہیں اور بہت سے ایسے دُشمن بھی ہیں جو دوستی کے روپ میں آستین کا سانپ ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان تمام دُشمنوں سے ایسے نبٹنے کی تیاری رکھیں جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے

کہ ''اوران سے مقابلہ کے لیے جس قدر بھی تم سے ہو سکے، ہر وقت تیار رہو بذریعہ قوت (یعنی اسلحہ) اور ہر وقت تیار گھوڑوں سے جن کے ذریعے تم اپنا رُعب اللہ تعالیٰ کے اور اپنے دُشمنوں پر ڈالے رَکھ سکتے ہو اوران لوگوں پر بھی جو تمہارے دُشمن ہیں اور تمہیں ان کا علم نہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ بھی تم اللہ تعالیٰ کی راہ (دفاع) میں خرچ کرو گے، اس کا اَجر تمہیں پورا پورا عطا فرما دے گا اور تم پر ہرگز ظلم نہ کیا جائے گا (یعنی تمہارا اَجر کم نہیں کیا جائے گا)''۔ (دیکھیں سورہ الانفال ۸، آیت ۶۰)

زیرِنظر قرآن کریم کا پیراگراف پیغام یہ دیتا ہے کہ مشرکین مکہ کو بتایا جا رہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، وہ ایک نہ ایک دِن ذلیل ہو کر رہتا ہے تو پیشتر اسکے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی فوجیں تمہیں روند ڈالیں یہ تمہارے فائدے میں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان لے آؤ اور عورت کی حکمت عملی سے بھی کچھ سیکھ لو۔ ابھی بھی موقع ہے اس ذِلت سے بچنے کا جب مومنین کی فوجیں تمہارے گھروں میں داخل ہو جائیں گی۔

پھر ایسا ہی ہوا کہ ایک وقت آیا کہ مشرکین مسلمان کی فوجوں کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔

ہمارے لیے یہاں سبق یہ ہے کہ ہمارے اعمال قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بہت دُور ہیں۔ ہمیں بھی اپنے اعمال کو درست کرنا چاہیے۔ بدعات کو چھوڑنا چاہیے۔ جھوٹ کو ہمیشہ کیلئے خیر باد کہنا چاہیے۔ سود کی جگہ غیر سودی نظامِ معیشت ہونا چاہیے۔ ظالمانہ جمہوریت کی جگہ عادلانہ نظامِ حکومت ہونا چاہیے۔ نماز اور زکوٰۃ کا انتظام حکومت کے فرائض میں اوّلین دَرجے میں ہونا چاہیے۔ اگر ہم ایسا کر لیں تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دُشمنوں کے خلاف ضرور مدد کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور ہماری معیشت جو اس وقت دُنیا کی بدترین قوموں میں شمار ہوتی ہے، باعزت مقام پر آ جائے گی۔ یاد رَکھو کہ سچ بولو، سچ تولو اور سچ ناپو۔ یہ مشکل نہیں ہے۔ اقبال نے فرمایا کہ

خدا نصیب کرے ہمارے اماموں کو وہ سجدہ — جس میں ہے ملت کی زندگی کا پیام
ہزار کام ہیں مردانِ حُر کو دُنیا میں — انہی کے ذوقِ عمل سے ہیں اُمتوں کے نظام
تیری بے علمی نے رَکھ لی بے علموں کی لاج — عالم فاضل بیچ رہے ہیں اپنا دِین ایمان
ناداں! اَدب و فلسفہ کچھ چیز نہیں ہے — اسبابِ ہنر کے لیے لازم ہے تگ و دَو

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ
يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا
اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ
عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ
الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ
طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ
فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ

ترجمہ◄ (آیات ۳۸ سے ۴۴) (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے درباریو! کوئی ہے تم میں سے جو اسکا تخت میرے پاس لے آئے قبل اسکے کہ وہ لوگ مطیع ہوکر میرے پاس حاضر ہوں۔[۳۸]

جنوں میں سے ایک ہوشیار جن نے کہا کہ میں اسے حاضر کرسکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اُٹھیں اور میں اس کی طاقت رَکھتا ہوں اور میں امانت دار ہوں۔[۳۹]

جس شخص کے پاس ''الکتاب'' کا علم تھا (یعنی تورات کا) وہ کہنے لگا کہ میں آپکی پلک جھپکنے سے پہلے اسے حاضر کردیتا ہوں۔ (شاید یہ شخص حضرت سلیمان علیہ السلام خود تھے) جب (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے (پلک جھپکنے میں) وہ تخت اپنے پاس رَکھا ہوا دیکھا تو پکار اُٹھا کہ یہ میرے رَبِّ کریم کے فضل سے ہے تاکہ وہ آزمالے کہ میں اسکا شکر اَدا کرتا ہوں یا اسکی نعمت کی ناشکری۔

تو جس نے شکر کیا تو اس نے اپنے لیے ہی شکر کیا اور جس نے ناشکری کی تو میرا رَبِّ کریم بے نیاز ہے اور بہت ہی مہربان ہے۔[۴۰]

شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ
غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ
اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾
فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ
هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾
وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا
كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي
الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ
سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ

(حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے کہا کہ اسکے تخت میں کچھ تبدیلی کر دو۔ دیکھتے ہیں کہ آیا وہ (ملکہ بلقیس) صحیح بات پہچان لیتی ہے یا نہیں پہچانتی۔[۴۱]

پھر جب وہ وہاں پہنچی تو اس سے پوچھا گیا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ وہ کہنے لگی کہ یہ تو گویا وہی ہے۔ ہمیں تو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا (آپکے متعلق) ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں۔[۴۲]

اسکو ایمان سے ان معبودوں نے روک رکھا تھا جن کو وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجتی تھی کیونکہ وہ ایک کافر قوم سے تعلق رکھتی تھی۔[۴۳]

کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو جاؤ۔ اس نے سمجھا کہ پانی کا حوض ہے اور اس نے اپنے پائینچے اُٹھا لیے۔ (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے کہا کہ یہ شیشے کا حوض ہے۔ اس پر وہ کہنے لگی کہ اے میرے رَبِّ کریم! میں نے اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۴۴

اور میں (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کیساتھ رَبّ العالمین پر ایمان لاتی ہوں [۴۴]

تشریح: حضرت سلیمان علیہ السلام نبی تھے اور اللہ تعالیٰ نے انکو بادشاہ بھی بنا دیا تھا۔ انکی سلطنت اس وقت دُنیا کی عظیم ترین سلطنت تھی۔ سب جانور، پرندے، ہر قسم کی مخلوق انکے زیرِ نگیں کر دی گئی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دُعا بھی فرمائی کہ ''**قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ**''۔ (ص ۳۸، آیت ۳۵) ترجمہ ''(حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے عرض کی کہ اے میرے رَبِّ کریم! مجھے معاف فرما دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو عطا نہ ہو۔ تو ہی تو ہے جو عطا فرمانے والا ہے''۔

حضرت سلیمان علیہ السلام تاریخِ انسانی کی عظیم ترین سلطنت کے مالک بنے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولے۔ مرتے دَم تک اللہ تعالیٰ کے ایسے ہی مطیع رہے جیسے عام نبی جو کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والا ہوتا ہے۔

اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ ایک دفعہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا جسکی کمر کعبہ کے برابر تھی اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا رَبِّ کریم آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نبی غلام بننا چاہتے ہیں یا نبی بادشاہ۔ میں نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کیجیے۔ پس میں نے کہا کہ ''نبی غلام''۔ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے (جیسے بادشاہوں کا طریقہ ہوتا ہے) اور فرماتے تھے کہ ''اسی طرح کھاؤں گا جیسے غلام کھاتے ہیں اور اسی طرح بیٹھوں گا جیسے غلام بیٹھتے ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم،

حدیث ۵۵۸۶، باب نبوت کی نشانیاں)

ایک نبی ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام جو دُنیا کی طاقتور ترین حکومت کے مالک ہیں۔

ایک نبی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جو مکمل اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں لیکن وہ بھی حقیقت میں بادشاہِ تھے اور بادشاہ ہیں۔ نبوت کیساتھ بادشاہت کو ترجیح دینے کی بجائے مکمل اللہ تعالیٰ کی غلامی (بندگی) کو خود ترجیح دی لہٰذا حقیقتاً انکا مرتبہ بادشاہت کا مرتبہ ہے اور عملی نقطہ نگاہ سے وہ سلطنت مدینہ کے حکمران تھے اور انکی سلطنت اللہ تعالیٰ سے ملنے تک دو لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی تھی۔

اب آپ نظر دوڑائیں نمرود پر اور فرعون پر۔ وہ بھی اپنے زمانے کے بڑی طاقتور قوموں کے حکمران تھے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بدترین انسان تھے۔

اب ذرا ہمارے ملک کی حالت کو دیکھ لیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ کہنے کو ہم مسلمان ہیں لیکن نہ کلمہ آتا ہے نہ سجدہ کرنا آتا ہے۔ نہ قرآن کریم ہاتھ میں پکڑنا آتا ہے نہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کوئی یاد ہے، نہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا طرزِ حکمرانی یاد ہے تو پھر کیا ہوگا؟ حالات آپکے سامنے ہیں۔ اسلئے حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ

؎ تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دوں
غریبی میں نگہبانی خودی کی

[بالِ جبریل، رُباعیات میں سے رُباعی نمبر ۳۸]

نوٹ: یہاں خودی کا مطلب تقویٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ**''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۲) ترجمہ ''یہ کتاب (یعنی قرآن حکیم) راستہ دکھاتی ہے صرف متقی لوگوں کو''۔ ''**وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ**''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۵) ترجمہ ''اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں''۔

کی حق سے فرشتوں نے اقبال کی غمازی — گستاخ ہے کرتا ہے فطرت کی حنا بندی
خاکی ہے مگر اس کے انداز ہیں افلاکی — رومی ہے، نہ شامی ہے، کاشی، نہ سمرقندی
سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے — آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی

[اقبال، بالِ جبریل، غزل نمبر ۵۱]

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ
يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْ
لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا
اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ
تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ
﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ

ترجمہ◄ (آیات ۴۵ سے ۵۳) ہم نے قوم ثمود کی طرف اسکے بھائی (حضرت) صالح (علیہ السلام) کو بھیجا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں لیکن دو گروہ بن گئے جنہوں نے آپس میں جھگڑا شروع کر دیا۔[۴۵] (ایک مومنین کا گروہ اور ایک کافرین کا)

(حضرت) صالح (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میری قوم! تم بھلائی کو چھوڑ کر بُرائی کی طرف کیوں جلدی جاتے ہو؟ تم اللہ تعالیٰ سے استغفار کیوں نہیں کرتے تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔[۴۶] (اور تمہیں ایمان کی توفیق دی جائے)

لوگوں نے کہا کہ تم اور تمہارے ساتھی تو ہمارے لیے بدشگون ہیں۔ (حضرت) صالح (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ تمہاری بدشگونی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (تمہارے بُرے اعمال کے جواب میں) کیونکہ تم ایسی قوم ہو کہ اپنے آپ کو خود ہی فتنوں میں ڈالا ہوا ہے۔[۴۷]

اس شہر میں نو گروہ (مشرک خاندان) تھے جو ملک میں فساد برپا کرتے تھے اور کوئی بھی اصلاح کا کام نہ کرتے تھے۔[۴۸]

لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم کھا کر عہد کرلو کہ ہم (حضرت) صالح (علیہ السلام) اور اسکے گھر والوں پر شب خون ماریں گے اور پھر اسکے وارث سے کہیں گے کہ ہم اسکے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں[۴۹]

یہ چال تو وہ چل رہے تھے اور ادھر ایک چال ہم نے چلی اور انکو اس بات کی خبر نہ تھی۔ تو دیکھ لو کہ انکی چال کا انجام کیا ہوا۔ (انجام یہ ہوا کہ) ہم نے انکو تباہ کر ڈالا اور انکی پوری قوم کو۔[۵۰-۵۱]

(دیکھ لو) وہ ہیں انکے گھر جو اُجڑے پڑے ہیں اس وجہ سے کہ وہ ظالم لوگ تھے۔ اس قصہ میں عبرت ہے ان لوگوں کیلئے جو (حقائق کو) معلوم کرنا چاہتے ہیں۔[۵۲]

ہم نے ان لوگوں کو تو بچالیا جو ایمان لائے تھے اور تقوے کی زندگی گزارتے تھے۔[۵۳] (اور دوسروں کو ہلاک کردیا)

تشریح: جب بھی کوئی مصلح کسی قوم میں اصلاح کیلئے اُٹھتا ہے تو انسانی تاریخ بتاتی ہے کہ اکثریت اسکے خلاف ہو جاتی ہے۔ یہی حال قوم ثمود کا ہوا۔ اس میں تو ایک گروہ نہیں بلکہ بہت سے گروہ حضرت صالح علیہ السلام کے دُشمن بن گئے اور انہوں نے حضرت صالح

علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے بھی بنائے لیکن پیشتر اسکے کہ انکے منصوبے کامیاب ہوتے، اللہ تعالیٰ نے انکو صفحۂ ہستی سے ہی مٹا دیا اور حضرت صالح علیہ السلام اور مومنین کو اس عذاب سے بچالیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیخلاف بھی مکہ مکرمہ کی اکثریت منصوبے بناتی رہتی تھی اور آخری منصوبہ انکا بھی یہی تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو قتل کر دیا جائے۔ پھر جب قتل کرنے کا موقع آیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے گھر کے دروازے پر جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اسی گروہ میں سے بحفاظت و امان نکال لیا اور پھر تین دِن تک غارِ ثور میں رہے اور اسکے بعد مدینہ طیبہ کا سفر طے کیا اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے بچا کر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بخیر و عافیت مدینہ طیبہ پہنچا دیا۔

مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی قوم یعنی مکہ مکرمہ والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا پیچھا نہیں چھوڑا اور تین بڑی جنگیں، بدر، اُحُد اور خندق آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھیوں کو ختم کرنے کیلئے ہی کی گئی تھیں لیکن یاد رکھیں کہ کامیاب وہی ہوتا ہے جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ واضح طور پر قرآن حکیم میں فرما رہا ہے کہ ''**وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○**'' (الروم ۳۰، آیت ۴۷) ترجمہ ''لازم کر لیا ہے ہم نے اپنے پر کہ مومنین کی مدد ہم ضرور کریں گے''۔

اور اللہ تعالیٰ نے ایک اَور جگہ فرمایا کہ ''**وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ○**'' (آلِ عمران ۳، آیت ۶۸) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ مومنین کا دوست ہے''۔

ہمارا رویہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دوست بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔ جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو دوست نہیں بنائیں گے تو دوستی کا حق اَدا کیسے ہوگا اور جب تک ہم مومن نہیں بنیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کیسے کریگا؟

عرصہ دراز سے ہم ایک مومن لیڈر شپ سے محروم ہیں۔ مومن لیڈر شپ ہی ہمیں اللہ تعالیٰ کا دوست بنا سکتی ہے اور مومن لیڈر کی ہی اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نہ تو شیطان کی مدد کرتا ہے اور نہ شیطان کے ساتھیوں کی۔ شیطان

انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں اور جنات میں سے بھی۔ (**دیکھیں سورۃ الناس ۱۱۴**)
جب تک ہم شیطانوں کا ساتھ ترک نہیں کرینگے اور اللہ تعالیٰ کا ساتھ نہیں دیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کیسے کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○**''۔ (محمد ۴۷، آیت ۷) ترجمہ ''اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدم مضبوط کر دے گا''۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو مان کر ان پر عمل کیا جائے لیکن اس وقت ہماری حالت یہ ہے کہ ہم شیطانوں کے حکم پر تو عمل کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہم عمل نہیں کر رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حکموں پر اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طریقے پر عمل کرنے کی ہمیں توفیق دے۔ [آمین]

تاریخ کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر مدد کی اور اسکے متعلق بتا بھی دیا گیا جنگ بدر میں اُحد میں احزاب میں اور حنین وغیرہ میں اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر مدد کی جب بیشمار لوگ عام الوفود میں اسلام لانے کے لیے مدینہ طیبہ آتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی مدد کی جب انہوں نے دُنیا کی دو بڑی طاقتوں فارس اور روم کو رُبع صدی کے اندر اندر فتح کر لیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی تھا کیونکہ وہ ''**مومن**'' تھے۔

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر !
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
وہ لذتِ آشوب نہیں بحر عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حُدی خوان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

[اقبال، ضربِ کلیم، اے روحِ محمدؐ]

پابندیٔ تقدیر کہ پابندیٔ احکام ؟
یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خرد مند
ایک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش ابھی خورسند
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

[اقبال، ضربِ کلیم، احکامِ الٰہی]

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ
تُبْصِرُوْنَ ﴿٥٤﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ
دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿٥٥﴾ فَمَا
كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ
لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٥٦﴾
فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ز قَدَّرْنٰهَا مِنَ
الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ
الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ

ترجمہ◄ (آیات ۵۴ سے ۵۹) (حضرت) لوط (علیہ السلام) نے اپنی قوم کو خبردار کیا کہ تم آنکھوں دیکھے بدکاری کر رہے ہو۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مَردوں کے پاس جاتے ہو۔ تم تو ایک بہت بڑی جاہل قوم ہو۔ [۵۴-۵۵]

انکی قوم کا جواب صرف یہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ نکالو اہلِ لوط کو اپنی بستی سے، یہ تو بڑے پاکباز بنے پھر رہے ہیں۔ [۵۶]

ہم نے بچالیا اسکو اور اسکے گھر والوں کو سوائے اسکی بیوی کے جسکا پیچھے رہ جانا ہم نے مقدر کیا ہوا تھا۔ [۵۷]

پھر ہم نے ایک بارش برسائی جو بُری برسات تھی، انکے لیے جن کو خبردار کیا جاچکا تھا۔ [۵۸] (پتھروں کی بارش)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم!) کہو سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں اور سلام ہے ان بندوں پر جن کو اس نے چن لیا تھا۔ کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ معبود جو

الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۵۹

اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرائے جاتے ہیں؟[۵۹]

تشریح: قومِ لوط کا فعل آج بھی کم نہیں ہے۔ مسلمان ملکوں میں بھی ہے اور غیر مسلم ممالک میں بھی۔ بعض غیر مسلم ممالک نے اسکو جائز قرار دے دیا ہے، بہت ہی حیرانی کی بات ہے کہ اسکو جائز ٹھہرا دیا گیا ہے اور اس کو جائز سمجھنے والے اہل کتاب ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے کہ ان پر وہ بارش نہیں برستی جو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر برسائی گئی تھی پتھروں کی۔

یا اللہ تعالیٰ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں کہ فعلِ قومِ لوط سے ہماری حفاظت فرما اور اس عذاب سے جو ایسی قوم پر تو نے مقدر کیا ہے اور ہمیں سیدھے راستے پر رکھ اور ہمارے لیڈروں کو سیدھا راستہ دکھا دے۔ تو معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ [آمین]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں (یعنی بُرائیوں) کو ترک کر دے جن کو اللہ تعالیٰ نے ممنوعہ فرمایا ہے''۔ ([بخاری] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۴)

قومِ لوط کا فعل گناہِ کبیرہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر تم ایسے شخصوں کو پکڑو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو''۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''حیا ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس میں حیا نہیں، اس میں ایمان نہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''بے شک نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے''۔ (دیکھیں سورۃ عنکبوت ۲۹، آیت ۴۵)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ ''شراب نوشی سے بچو کیونکہ یہ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۵۴) **نوٹ:** مغرب میں شراب نوشی کی وجہ سے زِنا اور لواطت بہت عام ہے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ
مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ
بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ
مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝۶۰ اَمَّنْ جَعَلَ
الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا
رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ
مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۱ اَمَّنْ
يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ

ترجمہ ◄ (آیات ۶۰ سے ۶۴) (بتاؤ تو بھلا) وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور آسمان سے پانی اُتارا اور اسکے ذریعے خوشنما باغات اُگائے جنکے درختوں کا اُگانا تمہارے بس میں نہ تھا۔ (ذرا سوچو کہ پھر) کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی دوسرا رَبّ ہوسکتا ہے؟ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ قوم راہِ راست سے ہٹی ہوئی ہے۔[۶۰]

اور وہ کون ہے جس نے زمین کو قابلِ رہائش بنایا اور اسکے اندر دریا چلا دیئے اور اس میں پہاڑ رَکھ دیئے اور دو سمندروں کے درمیان ایک آڑ حائل کر دی۔ (ذرا غور کرو کہ) کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی دوسرا رَبّ ہوسکتا ہے؟ نہیں بلکہ اکثر لوگ جاننا نہیں چاہتے۔ (اسلئے وہ حق کو مانتے نہیں ہیں)[۶۱]

(ذرا غور کرو کہ) کون ہے جو بے چین شخص کی دُعا سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور کون ہے جو اسکی تکلیف کو رفع کر دیتا ہے اور (کون ہے) جس نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا تو کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اَور رَبّ ہوسکتا ہے؟ (ہرگز ممکن نہیں

وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ
رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ
يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾

لیکن) تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔[۶۲]

(ذرا دیکھو کہ) وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے اور وہ کون ہے جو اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوشخبری دے کر بھیجتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اَور رَبّ ہوسکتا ہے؟ (ہرگز نہیں بلکہ) بہت بالا و برتر ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔[۶۳]

(ذرا غور کرو کہ) وہ کون ہے جو کسی تخلیق کی ابتداء کرتا ہے اور پھر اسکا اعادہ کرتا ہے (یعنی اس کی ابتدائی تخلیق از خود آگے چلتی جاتی ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں نسل انسانی وحیوانات) اور کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق مہیا کرتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اَور رَبّ ہوسکتا ہے؟ (ہرگز نہیں تو) کہو کہ لاؤ اس بات کے ثبوت اگر تم سچے ہو۔[۶۴]

تشریح: اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں اپنی چند چیزوں کا ذِکر کیا ہے جو انسان کے روزمرہ کے مشاہدات میں آتی ہیں کہ یہ چیزیں بنانے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اسکے سوا کوئی دوسرا رَبّ ہو نہیں سکتا تو پھر کیا جب تم دیکھتے ہو کہ کوئی دوسرا ایسی چیز تخلیق نہیں کرسکتا تو کیا تمہاری عقل ماری گئی ہے کہ تمہیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اَور کوئی رَبّ ہو نہیں

سکتا لیکن اسکے باوجود خود اپنے مشاہدات کیخلاف تم نبیوں کو، بتوں کو، اجرامِ فلکیات وغیرہ وغیرہ کو رَبّ مان لیتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کیساتھ ہمارے مددگار ہیں اور ہمارے سفارشی ہیں۔ یہ عقیدہ تمہارے ہی مشاہدات کیخلاف ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا یہ چیزیں نہیں کرسکتا مثلاً

(۱) آسمانوں اور زمین کا تخلیق کرنا
(۲) آسمان سے پانی کا برسانا
(۳) اس پانی کے ذریعے نباتات، باغات کا پیدا کرنا
(۴) زمین کو اس قابل بنانا کہ تم اس پر بس سکو
(۵) گرمی سردی کے موسم
(۶) کرہِ ارض کے اردگرد ہوا کا خول
(۷) زمین کے اندر سے پانی کا نکلنا اور آسمان سے بارش کا نازل ہونا
(۸) بڑے بڑے پہاڑوں کا زمین پر موجود ہونا
(۹) اور دو دریاؤں کے درمیان جبکہ وہ ساتھ ساتھ بہہ رہے ہیں، ایک آڑ کر دینا کہ ایک کا پانی میٹھا ہے ایک کا پانی کھاری۔
(۱۰) پریشان مضطرب دِل کی دُعا کا قبول کرنا اور اسکی تکلیف کو دُور فرما دینا
(۱۱) پھر تمہیں زمین پر اپنے نائب کی حیثیت سے اختیارات کا دینا
(۱۲) زمین پر اندھیروں میں تمہارے لیے چاند اور ستاروں کے ذریعے سفر میں راستے کا تعین کرنے میں مدد دینا
(۱۳) اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھانا
(۱۴) ٹھنڈی ہواؤں کا چلانا جو اپنے ساتھ بارش لاتی ہیں یا گرمی کو دُور کر دیتی ہیں یا سوکھتی ہوئی فصل کو زندگی بخشتی ہیں۔
(۱۵) ہر چیز کی تخلیق کی ابتداء وہی کرتا ہے، وہی موت دیگا اور وہی دوبارہ تخلیق کریگا
(۱۶) وہی تمہیں رزق دیتا ہے آسمان سے بارش کے ذریعے اور زمین سے سازگار زمین کے ذریعے

ان مشرکین سے پوچھو کہ یہ چیزیں تمہارے ہی مشاہدات میں ہیں لیکن پھر بھی تم اپنے شریکوں پر ڈَٹے ہوئے ہو اگر تم سچے ہو تو پھر ہمارے سامنے اپنی سچائی کا ثبوت پیش کرو۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ
اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ
ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ قف بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ
مِّنْهَا ز قف بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾
لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ
هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي
الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ
﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا

ترجمہ◄ (آیات ۶۵ سے ۸۵) انکو بتاؤ کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب کی باتیں نہیں جانتا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ (مرنے کے بعد دوبارہ) کب اُٹھایا جائیگا۔(یعنی قیامت کب آئے گی)[۶۵]

دَراصل آخرت کا تو وہ علم رَکھتے ہی نہیں ہیں بلکہ یہ اسکے متعلق انتہائی شک میں ہیں بلکہ وہ تو اس سے بالکل اندھے ہیں۔[۶۶]

(کفار) کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائینگے اور ہمارے باپ دادا بھی تو کیا واقعی ہم دوبارہ زندہ قبروں سے نکالے جائینگے۔[۶۷]

یہ باتیں تو ہم سے اور ہمارے آباؤ واجداد سے پہلے بھی کی جاتی رہی ہیں۔ یہ صرف پرانی کہانیاں ہیں۔[۶۸]

ان سے کہو کہ ذرا زمین میں چل پھر کر تو دیکھو کہ نہ ماننے والے مجرموں کا انجام کیا ہو چکا ہے۔[۶۹]

يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ
بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ
فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ
﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا
يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ

اے نبی (صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ان پر غم نہ کھاؤ اور نہ انکی چالوں سے اپنا دِل تنگ کرو۔[۷۰]

(مشرکین) پوچھتے ہیں کہ جس دھمکی کا تم ذِکر کرتے ہو (یعنی عذاب کا) وہ ہوگا کب؟ بتاؤ اگر تم سچے ہو۔[۷۱]

ان سے کہو کہ ممکن ہے کہ جس عذاب کیلئے تم جلدی مچا رہے ہو، اسکا ایک حصہ تمہارے قریب ہی آ پہنچا ہو لیکن اصل بات یہ ہے کہ تیرا رَبّ تعالیٰ تو لوگوں پر بڑا مہربان ہے۔ (اسلئے عذاب جلدی نہیں بھیجتا) مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ (اگر عذاب نہ آنے کا شکر اَدا کریں تو ہم عذاب کو بالکل ٹال دیں گے)[۷۲-۷۳]

تیرا رَبّ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو انکے سینوں میں چھپا ہوا ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ (یعنی دِل کی کچھ باتیں انکی زبان سے نکل جاتی ہیں۔ بعض باتوں کو دِل میں چھپا رَکھتے ہیں)[۷۴]

آسمان اور زمین کی کوئی ایسی بات پوشیدہ نہیں ہے جو کہ ایک واضح کتاب میں لکھی ہوئی موجود نہ ہو۔ (یعنی لوحِ محفوظ)[۷۵]

عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ
يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَ اِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾
اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ
الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ
الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ
بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ

یہ قرآن حکیم بنی اسرائیل کو ان باتوں کے متعلق بتاتا ہے جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں اور یہ قرآن حکیم ایمان لانے والوں کے لیے سیدھا راستہ دکھانے والا اور رحمت ہے۔[۷۶-۷۷]

تیرا ربّ تعالیٰ ان لوگوں (یعنی مشرکین اور اہلِ ایمان) کے درمیان بھی اپنے حکم سے فیصلہ کریگا اور وہ زبردست اور سب کچھ جاننے والا ہے۔[۷۸]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو۔ تم بالکل حق پر ہو۔ (یعنی سیدھے راستے پر ہو)[۷۹]

تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ ہی بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جانے والے ہوں۔ (یہ مشرکین مُردوں کی طرح ہیں۔ نہ دیکھتے ہیں، نہ سنتے ہیں، نہ سوچتے ہیں)[۸۰]

تم ان لوگوں کو جو گمراہی میں ہیں اور اندھے ہیں کیسے سیدھا راستہ دکھا سکتے ہو۔ تم تو اپنی بات انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات مبارکہ (یعنی نشانیوں کو جو ان کے ماحول میں ہیں بغور دیکھتے ہیں اور ان پر یقین رکھتے ہیں پھر ان) پر ایمان

يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ
عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ
اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ
نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا
فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ
بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ
لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾

لے آتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔[۸۱]

جب ہماری بات واقع ہونے کا وقت آئیگا (یعنی قیامت کا) تو ہم انکے لیے ایک جانور زمین سے نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا کہ لوگ ہماری باتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔[۸۲]

(قیامت کے) دِن ہم ہر اُمت میں سے ایک فوج نکالیں گے جو کہ ہماری آیات مبارکہ (یعنی وہ نشانیاں جو ان کے سامنے موجود تھیں) کو جھوٹا سمجھتی تھیں تو ہم انکو گھیر لائیں گے۔ (یہ فوج کافرین اور منافقین کی ہوگی)[۸۳]

حتیٰ کہ جب وہ سب حاضر ہو جائینگے، انکا رَبّ ان سے پوچھے گا کہ کیا تم لوگ میری آیات مبارکہ (یعنی نشانیاں جو تمہارے سامنے ہوتی تھیں) کو جھٹلاتے تھے اور تم انکا علم حاصل نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ تم کچھ اَور ہی کر رہے ہوتے تھے۔[۸۴] (یعنی بُری باتوں اور بُرے کاموں میں مصروف رہتے تھے)

اور انکے ظلم (یعنی جھوٹ اور شرک) کی وجہ سے عذاب کا وعدہ ان پر پورا ہو

چکا اور وہ اس وقت بول بھی نہیں سکیں گے۔ (اللہ تعالیٰ ان کی زبانیں بند کر دیں گے) [۸۵]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تبلیغ اور مشرکینِ مکہ کا اس تبلیغ پر ردِّ عمل بتایا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس بات پر بہت رنجیدہ تھے کہ میری قوم ایمان نہیں لا رہی اور یہ سب جہنم میں جائینگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ ''**وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ** ''۔ (النحل ۱۶، آیت ۱۲۷) ترجمہ ''انکے متعلق رَنج مت کرو''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنا کام کرتے رہیں۔ انکو ایمان کی توفیق دینا یا نہ دینا ہمارا کام ہے۔ تمہارا کام نہیں ہے۔ پس اپنا کام کرنے کے بعد تسلی رَکھیں کہ تم نے اپنا فرض اَدا کر دیا۔

انکار ردِّ عمل یہی نہیں تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتوں کو جھٹلاتے تھے اور آخرت کو جھٹلاتے تھے یا ایک اللہ تعالیٰ کو جھٹلاتے تھے بلکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیخلاف منصوبے بھی بناتے تھے کہ ان سے کس طرح چھٹکارہ حاصل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حوصلہ فرمایا کہ ''**فَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ** ''۔ (النحل ۱۶، آیت ۱۲۷) اور فرمایا کہ ''**فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ** ''۔ (النمل ۲۷، آیت ۷۹)

انکی چالوں سے اپنا دِل تنگ نہ کرو، صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رَکھو۔ تم یقیناً حق پر ہو۔

مکہ مکرمہ کے کافرین کا ردِّ عمل ایسا تھا گویا کہ نبی مُردوں سے بات کر رہا ہے۔ نہ سننے کیلئے تیار، نہ دیکھنے کیلئے تیار بلکہ اکثر دفعہ تو وہ بھاگ ہی جاتے تھے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نازل فرماتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو کچھ ان کو بتاتے تھے، ان باتوں کا علم حاصل کرنے کی بجائے انکو جھٹلا کر دوسرے کاموں میں مصروف ہو جاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت سے پہلے زمین سے اللہ تعالیٰ ایک جانور نکالے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۲۵۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ ''یہ اس وقت ہوگا جب زمین میں کوئی نیکی کا حکم کرنے والا اور بدی سے روکنے والا باقی نہ رہے گا''۔ [تفہیم القرآن]

نیکی اور بدی کا دورانیہ معاشرے میں اکٹھا چلتا رہتا ہے۔ جب نیک لوگ اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہتے ہیں تو نیکی غالب رہتی ہے اور بدی مغلوب ہو جاتی ہے تو مجموعی طور پر معاشرہ اچھا بن جاتا ہے۔

قیامت کے قریب نیکی کا حکم کرنے والے اور بدی سے روکنے والے ہاتھ ختم ہو جائینگے اور زمین میں بُرائی ہی بُرائی نظر آئیگی۔ اس زمانے میں وہ جانور نکلے گا اور لوگوں سے باتیں کرے گا کہ تم اللہ تعالیٰ کے حکموں کو کیوں نہیں مانتے تاکہ تمہیں اللہ تعالیٰ جہنم سے بچالے۔ اس جانور کا نکلنا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

ہمیں نا اُمید نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے حالات آج کل بہت بُرے ہیں لیکن اتنے بُرے نہیں ہیں جتنے مشرکین مکہ کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پُرخلوص ساتھیوں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے **جب محنت کی تو وہی قوم راکھ سے سونا بن گئی۔**

اگر ہم آج بھی حق پر محنت کریں۔ خود ہم حق پر چلیں اور لوگوں کو حق پر چلنے کی تلقین کریں تو بہت ممکن ہے کہ حالات ہماری آنکھوں کے سامنے بدل کر خیر کی طرف رُخ کر لیں۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہوگا۔ اس نے پھر سوال کیا کہ کیا اس شر کے بعد خیر ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! پھر خیر ہوگی۔ [مشکوٰۃ]

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قوموں کی زندگیوں میں عروج وزوال آتے رہتے ہیں جیسے بنی اسرائیل میں بھی کئی دفعہ عروج وزوال کے دَور آتے رہے، اسی طرح ہم میں بھی عروج وزوال کے دَور آتے رہیں گے۔ جہاں تک قیامت کے وقت کا تعلق ہے، کوئی انسان نہیں کہہ سکتا کہ وہ وقت کب آئیگا۔ **دَآبَّةُ الْاَرْضِ** کب نکلے گا کیونکہ غیب کی باتیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ان نصیحتوں پر عمل کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بتائی ہیں:

(۱) غم نہ کرو۔

(۲) اپنا سینہ تنگ نہ کرو۔ جو دشمن تمہارے خلاف چالیں چل رہیں ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو۔

(۴) اور **حق پر محنت جاری رکھو۔**

یہی نصیحت ہمارے لیے قابلِ عمل ہے اور اسی میں فائدہ ہے۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی بات کو ایسے فرمایا کہ

؎ نہیں ہے نا اُمید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر آسان کام نہیں ہے۔ اسکے ساتھ بہت سی مصیبتیں، بہت سی رکاوٹیں، بہت سے حادثات حتیٰ کہ قتل ہو جانے کا بھی اندیشہ لاحق رہتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ العصر ۱۰۳ میں فرمایا کہ ''کامیاب انسان وہ ہے جو نیکی کا حکم کرتا ہے پھر جو مصیبتیں آتی ہیں اس پر صبر کرتا ہے''۔ لیکن یہ کام ہے بہت بڑی فضیلت والا اور اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا کہ ''جو قوم تبلیغ کو اپنا مقصد بنا لیتی ہے، وہ بہترین قوم بن جاتی ہے''۔ (دیکھیں سورۃ آلِ عمران ۳، آیت ۱۱۰)

آج حق کی تبلیغ کی بہت ضرورت ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں بدعات اور بُرائیاں اتنی ظاہر ہو چکی ہیں کہ نیکیاں سسک رہی ہیں۔

اس بُرائی کے ماحول کو بدلنے کے لیے ہمیں ایسے جذبے کی ضرورت ہے:

؎ ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا کار ساز

؎ جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روحِ اُمم کی حیات کشمکش انقلاب

؎ صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

؎ نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

[اقبال، بالِ جبریل]

۝.....۝.....۝

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ
مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾
وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ
دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً
وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ
كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ
بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ

ترجمہ◄ (آیات ۸۶ سے ۹۳) کیا لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم نے رات انکے لیے آرام کرنے کیلئے بنائی اور دِن (کام کرنے کیلئے) روشن بنایا۔ ان میں ان لوگوں کیلئے سبق ہے جو (ہم پر) ایمان رَکھتے ہیں۔[۸۶]

جس دِن صور پھونکا جائیگا اور خوفزدہ ہو جائینگے وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سوائے انکے جن کو اللہ تعالیٰ چاہے اور سب عاجز ہو کر اسکے سامنے حاضر ہونگے۔[۸۷]

اے انسان! آج تو دیکھتا ہے کہ پہاڑ جمے ہوئے ہیں مگر اس وقت (جب قیامت کا صور پھونکا جائے گا) یہ بادلوں کی طرح اُڑ رہے ہونگے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی طاقت ہے جس نے ہر چیز کو قانون کے مطابق ثابت قدم رَکھا ہوا ہے۔ اسی طرح وہ تمہارے اعمال سے واقف ہے جو تم (اچھے یا بُرے) عمل کرتے ہو۔[۸۸]

جو شخص نیکی لے کر آئیگا، اسے اس سے زیادہ بہتر اَجر ملے گا اور ایسے لوگ اس دِن (یعنی قیامت) کے خوف سے محفوظ ہونگے۔[۸۹]

اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ
فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾
اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ
حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۫ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى
فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا
مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ
فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

اور جو بُرائی لے کر آئیگا، ایسے سب اُلٹے منہ آگ میں پھینک دیئے جائینگے (کیونکہ دُنیا میں تم اُلٹے منہ ہی چلتے تھے۔ سیدھے منہ چلنے سے کتراتے تھے) کیا تمہیں جزا وسزا ایسی ہی نہیں ملنی چاہیے جیسے تم کام کرتے تھے۔ (جیسا کروگے، ویسا بھروگے) [۹۰]

دَراصل مجھے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو) تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (یعنی مکہ مکرمہ) کے رَبّ تعالیٰ کی ہی عبادت کروں جس نے اسے محترم بنایا ہے کیونکہ وہی ہر چیز کا مالک ہے اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں اسکی اطاعت کرنے والوں میں ہمیشہ شامل رہوں (اور ہرگز بت پرستی نہ کروں) [۹۱]

اور یہ بھی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں یہ قرآن کریم لوگوں کو پڑھ کر سناؤں۔ اب جو ہدایت اختیار کریگا، اپنے ہی فائدے کیلئے اختیار کریگا اور جو گمراہ ہو جائیگا، اس سے کہو کہ میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں (جزا وسزا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے) [۹۲]

(اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم!) انکو بتاؤ کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔ وہ عنقریب تمہیں کچھ اپنی نشانیاں دکھائیگا اور تم انہیں پہچان بھی لوگے اور تیرا رَبّ

تعالیٰ جو عمل تم کرتے ہو، ان سے بے خبر نہیں ہے۔[۹۳] (اگر نشانیاں دیکھ کر تم ایمان لے آؤ تو اس میں فائدہ تمہارا ہی ہوگا)

تشریح: بظاہر یہ خطاب مشرکینِ مکہ کیلئے تھا لیکن اب دُنیا کے تمام لوگوں کیلئے ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ساری دُنیا کے رسول بن کر آئے ہیں اور قرآن کریم دُنیا کے تمام لوگوں کیلئے کتابِ ہدایت ہے۔ اب نہ کوئی قیامت تک دوسرا نبی آئیگا اور نہ ہی کوئی دوسری اللہ تعالیٰ کی کتاب آئیگی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کے ہر مسئلے کا حل قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں بیان کر دیا ہے۔ اب یہ انسان کی کوشش پر منحصر ہے کہ وہ ان پر غور وفکر کرے اور صحیح راستہ تلاش کر کے اسی پر عمل کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا**'' (مائدۃ ۵، آیت ۳) ترجمہ ''(اے دُنیا کے تمام انسانو!) آج ہم نے تمہارے دِین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور اسلام کو تمہارے لیے بطورِ دِین پسند کیا''۔

اللہ تعالیٰ نے رات تو آرام کیلئے بنائی ہے اور دِن کام کیلئے۔ یہ ایک اٹل قانون ہے جس پر انسان عمل کرے گا تو سیدھے راستے پر رہے گا اور اللہ تعالیٰ انسان سے سیدھے راستے پر چلنے کی ہی توقع رکھتا ہے لیکن ہم نے کیا کیا۔ ہم نے ایک ٹیڑھا راستہ اختیار کر لیا۔ دِن کو ہم آرام کرتے ہیں۔ گیارہ بارہ بجے اُٹھ کر کاروبار شروع کرتے ہیں اور رات کو ہم زیادہ حصہ کام کرتے ہیں۔ گویا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے صراطِ مستقیم کو صراطِ غیر مستقیم میں کچھ حد تک بدل دیا۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دُعا فرمائی کہ ''یا اللہ تعالیٰ! ہماری صبح میں برکت عطا فرما''۔ (مشکوٰۃ)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''صبح کرنے والے جب صبح کرتے ہیں تو فرشتہ آواز دیتا ہے کہ پاک بادشاہ کی تسبیح بیان کرو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱۹۷)

نوٹ: مطلب یہ ہے کہ جب سحری کا ٹائم ختم ہو کر صبح طلوع ہوتی ہے تو فرشتہ

آواز لگاتا ہے کہ اُٹھو اور فجر کی نماز پڑھو تو ہمارا معمول چونکہ ہم نے بدل لیا ہے، ہماری اکثریت اس وقت سو رہی ہوتی ہے اور فجر کی نماز کے بغیر ہی دِن کے گیارہ بارہ بجے اُٹھ کر اپنے کاروبار کیلئے چلی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو فجر کی نماز کے لیے مسجد کی طرف نکلا وہ رحمٰن کا جھنڈا لے کر نکلا اور جو بغیر نماز کے بازار کی طرف نکلا تو شیطان کا جھنڈا لے کر نکلا۔ (مشکوٰۃ شریف)

ہمیں سکھایا گیا ہے کہ مسجد سے باہر نکلو تو یہ دُعا پڑھو ''**اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ**''۔

نوٹ: اس دُعا میں ہمیں یہ ترغیب دی گئی ہے کہ فجر کی نماز کے بعد اور ہر نماز کے بعد اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں حلال روزی عطا کرے گا۔

؎ نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لیے
نگہ بلند سخن دل نواز جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

○.....○.....○

؎ میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

○.....○.....○

؎ یہ بندگی خدائی، وہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ

○.....○.....○

؎ غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین ابتدا ہے اسماعیل

○.....○.....○

اَلْقَصَصِ ۲۸

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۸۸ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۳) طا، سین، میم۔ یہ ایک ایسی کتاب کی نصیحتیں ہیں (جسکا پیغام) بالکل واضح ہے۔ ہم (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون کا حال سچ سچ بیان کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو ایمان والے ہیں (یعنی قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب مانتے ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ سچ بولتا ہے لہٰذا جو بتایا جا رہا ہے، یہ بالکل سچ ہے) [۱-۳]

فرعون ایک ایسا حکمران تھا جو زمین میں بہت بڑا بن بیٹھا تھا (یعنی سپر پاور تھا) اور اس نے لوگوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک گروہ

اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ
الْمُفْسِدِيْنَ ۝۴ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ
اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً
وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ
وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا
كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝۶ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ
اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا
تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ

(یعنی بنی اسرائیل) کو کمزور کر رکھا تھا اور اسکے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ وہ (زمین میں) فساد مچانے والا حکمران تھا۔[۴]

ہم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں پر مہربانی کریں جن کو اس نے ذلیل کر رکھا تھا (یعنی بنی اسرائیل) اور انہیں امام بنائیں (یعنی دُنیا کا انکو لیڈر بنا دیں) اور انہی کو زمین کے خزانوں کا وارث بنائیں۔[۵]

اور انکو زمین میں اقتدار دیں اور انکے ذریعے فرعون و ہامان اور انکے لشکروں کو وہی کچھ دکھلا دیں جسکا انہیں ڈر تھا (یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب کا)[۶]

(جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے قومِ بنی اسرائیل میں تو) ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کو وحی کی کہ اسکو دودھ پلاؤ۔ پھر جب تمہیں اسکے متعلق خطرہ محسوس ہو تو دریا میں رکھ دو اور نہ کوئی خوف کرو اور نہ غم کھاؤ۔ ہم اسے تیرے ہی پاس واپس لوٹا دینگے اور اسکو پیغمبر بنائیں گے۔[۷]

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ
لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ
وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝۸ وَقَالَتِ امْرَاَتُ
فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ
عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا
يَشْعُرُوْنَ ۝۹ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ
كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا
لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۚ

(ایک دِن جب اسکی والدہ نے خطرہ محسوس کیا تو اسکو ایک ٹوکری میں رَکھ کر دریا میں چھوڑ دیا۔ پھر ایسا ہوا کہ) فرعون کے گھر والوں نے (جو اس وقت دریا پر سیر کر رہے تھے) اسے اُٹھالیا (اور وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ) بعد میں وہ انکا دُشمن اور باعثِ غم بننے والا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فرعون اور ہامان اور اسکے لشکر غلط راستے پر تھے۔ (یعنی مشرکین تھے)[۸]

اور فرعون کی عورت نے کہا کہ یہ میرے اور تیرے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوسکتا ہے۔ تم اسے قتل مت کرنا۔ ممکن ہے کہ یہ ہمارے لیے فائدہ مند ہو اور ہم اسے بیٹا ہی بنالیں اور وہ (یعنی فرعون اور اسکی بیوی) آئندہ واقعات سے ناواقف تھے (کہ یہ بچہ جسکو ہم بیٹا بنانے کا سوچ رہے ہیں، بعد میں ہمارا ہی دُشمن بن جائے گا)[۹]

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کا دِل بے چین تھا۔ اس قدر کہ وہ راز فاش کر دیتیں اگر ہم اسکو حوصلہ نہ دیتے تا کہ وہ (ہمارے وعدے پر) ایمان لانے والوں میں سے ہو جائیں۔[۱۰]

فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾
وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ
اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ
نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا
وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

اس نے بچے کی بہن سے کہا کہ اسکا پیچھا کرو اور وہ الگ ہو کر اسکو اس طرح دیکھتی رہی کہ ان لوگوں (یعنی فرعون کے گھر والوں) کو خبر نہ ہوئی۔[۱۱]

اور ہم نے پہلے سے ہی دودھ پلانے والیوں کو منع کر دیا تھا (یعنی انکے دِل میں ڈال دیا کہ یہ بچہ ان کا دودھ نہیں پیئے گا مگر ایک خاص عورت کا یعنی اپنی ماں کا)۔ اس کی بہن نے (اہل فرعون سے) کہا کہ کیا میں تمہیں ایسے گھر کا پتہ بتاؤں جو اس کی پرورش کرے اور اچھا برتاؤ اس کے ساتھ رَکھے۔[۱۲] (یعنی میں تمہیں ایک ایسی عورت بتاتی ہوں جس کا دودھ یہ پی لے گا)

اس طرح ہم (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو اسکی ماں کے پاس واپس لوٹا لائے تا کہ اسکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائے اور تا کہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا تھا لیکن اکثر لوگ علم نہیں رَکھتے۔ (کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کہتا ہے، سچ کہتا ہے)[۱۳]

تشریح: ان آیات مبارکہ کو بہت غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی تقدیر پر ایمان رَکھتا ہے یا کوئی تقدیر پر نہیں ایمان رَکھتا تو ان آیات مبارکہ کو بار بار پڑھے اور اس پر غور و فکر کرے۔

تقدیر پر ایمان رَکھنے والے کو ایمان میں تقویت ملے گی اور اسکو ''نظامِ تقدیر'' کا علم ہوگا کہ تقدیر کیسے کام کرتی ہے جبکہ کسی کو علم نہیں ہوتا کہ کل کیا ہونا ہے یا ابھی چند سیکنڈ

کے بعد کیا ہونے والا ہے۔

جو تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا، وہ جب ان آیات مبارکہ پر غور کرے گا تو اس کو بھی علم ہو جائے گا کہ تقدیر دَراصل ان اعمال کا نام ہے جو انسان کو نظر تو آتے ہیں لیکن ان کا انجام نظر نہیں آتا۔

بس اسی چھپے ہوئے انجام کو ہم تقدیر کہتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کر رہا ہے اور یہ سب کچھ پہلے سے ہی اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں لکھ رکھا ہے۔ گو ہاتھ پاؤں تو انسان کے ہی چل رہے ہیں۔ ظاہری تدبیر انسان کی ہی چل رہی ہے لیکن جو نتیجہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر کے مطابق اخذ کرنا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو قدم قدم پر انجانی طاقتوں کے ذریعے راہنمائی فرماتا جاتا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کے بندے نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ ان کی مدد نہیں فرماتا لہٰذا ان کی تدبیر بسا اوقات بُرے نتائج پیدا کرتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تقدیر کو حاصل کرنے کیلئے بھرپور کوشش کرو''۔ (ترجمان السنہ از بدر عالم)

ہر کام تو انسان کے ہاتھ پاؤں کر رہے ہیں لیکن اس کوشش کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی مدد جاری ہے یا نہیں جاری، یہ منحصر ہے کام کرنے والے کی نیت پر۔ اچھی نیت پر اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے۔ باطل نیت پر اللہ تعالیٰ مدد نہیں فرماتا بلکہ شیطان اسکی مدد کرتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ فلاں آدمی کو اس کی باطلانہ تدبیر کی وجہ سے ہم مدد نہیں کریں گے۔

قرآن کریم میں ہے کہ ''**وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ**''۔ (الزخرف ۴۳، آیت ۳۶) ترجمہ ''جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر شیطان مسلط فرما دیتا ہے جو اس کا رفیق بن جاتا ہے''۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے ذِکر کا مطلب یہ ہے کہ اس کا **دِل پاک ہو**۔ پاک باتوں کو ہی کرنے کی کوشش کرتا ہو۔ بُری باتوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہو تو یہ سب اعمال جو پاکیزہ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کا ذِکر کہلاتے ہیں۔ مزید یہ کہ زبان اور دِل سے ذِکر کرنا بھی عام مفہوم میں اللہ تعالیٰ کا ذِکر ہی کہا جاتا ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا
وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ
الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا
رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۖ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ
عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ
مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ
هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ
﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْلِىْ

ترجمہ◄ (آیات ۱۴ سے ۲۵) جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) اپنی پوری جوانی کو پہنچے اور ہر لحاظ سے پختہ ہو گئے تو ہم نے اسے **حکمت** اور **علم** عطا فرمایا۔ ہم نیک لوگوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں۔[۱۴]

ایک دِن وہ شہر میں ایسے وقت داخل ہوا جبکہ لوگ بے خبر تھے (یعنی سوئے ہوئے تھے)۔ اس نے دو آدمی لڑتے ہوئے دیکھے۔ ایک اسکی قوم کا تھا اور دوسرا دُشمن قوم کا۔ اس کی قوم کے آدمی نے دُشمن قوم والے کیخلاف اس سے مدد مانگی۔ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اسکو ایک گھونسا مارا اور اسکا کام تمام کر دیا۔ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) بولے کہ یہ تو شیطان کے اَثر سے ہے (یعنی یہ شیطان کا کام ہے کہ اس نے مجھ سے کروایا۔ میری نیت اس کو جان سے مارنے کی نہیں تھی)۔ یقیناً وہ انسان کا دُشمن اور واضح گمراہ کن ہے۔ پھر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی کہ اے میرے رَبّ کریم! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ مجھے معاف فرما دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسکو معاف فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی بخشنے والا

فَغَفَرَلَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾
فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي
اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى
اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ
بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ
تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًاۢ بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ
اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ
تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا

اور رحم فرمانے والا ہے۔[۱۵-۱۶]

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے رَبِّ کریم! اس وجہ سے کہ تو نے مجھ پر انعام فرمایا، میں اب کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔[۱۷]

دوسرے روز صبح کے وقت ڈرتا ہوا اور خطرہ پاتا ہوا شہر میں جا رہا تھا کہ دیکھا کہ پھر وہی شخص جس نے کل اسے مدد کیلئے بلایا تھا، آج پھر اسے بلا رہا ہے۔ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ تُو تو بڑا ہی غلط آدمی ہے۔[۱۸]

پھر جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے ارادہ کیا کہ دُشمن قوم کے آدمی پر حملہ کرے تو وہ بول اُٹھا کہ اے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام)! کیا تو مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے جیسا تو نے کل ایک شخص کو قتل کیا۔ تو چاہتا ہے کہ ملک میں ظالم بن کر رہے اور تو نہیں چاہتا کہ اس میں اصلاح کرے۔[۱۹]

الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ز قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ
يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ
النّٰصِحِيْنَ ۝۲۰ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ز قَالَ
رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۱ ع وَلَمَّا تَوَجَّهَ
تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ
السَّبِيْلِ ۝۲۲ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً
مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۖ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ
تَذُوْدٰنِ ج قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ط قَالَتَا لَا نَسْقِيْ

پھر ایک آدمی شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا۔ کہنے لگا کہ حکومت کے سرداران تیرے قتل کے مشورے کر رہے ہیں۔ تو یہاں سے نکل جا۔ میں تیرا خیر خواہ ہوں۔[۲۰]

پھر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) ڈرتے ہوئے اور خطرہ بھانپتے ہوئے اور دُعا کرتے ہوئے کہ اے میرے رَبِّ کریم! مجھے ظالم قوم سے بچالے، نکل گئے۔[۲۱]

(مصر سے نکل کر حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے مدین کا رُخ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی کہ اُمید ہے کہ میرا رَبِّ کریم مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دیگا۔[۲۲]

جب وہ مدین کے کنویں پر آیا تو اس نے دیکھا کہ انسانوں کی قوم کی قوم اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ایک طرف دو عورتیں اپنے جانوروں کو روکے کھڑی ہیں۔ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے ان عورتوں سے پوچھا کہ تمہارا کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں جب تک کہ یہ چرواہے اپنے جانور نہ لے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے آدمی

حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۖ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾
فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ
لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ
اِحْدٰىهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۖ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ
يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا
جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ
نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

ہیں۔[۲۳]

پھر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا اور ایک سائے کی جگہ جا بیٹھا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی کہ اے میرے رَبِّ کریم! جو خیر بھی تو مجھے دے گا، میں اس کا محتاج ہوں۔[۲۴]

پھر ان دونوں عورتوں میں سے ایک اس کی طرف حیا کیساتھ چلتی ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ میرے والد آپکو بلا رہے ہیں تا کہ آپکو ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے، اسکا اَجر دیں۔ پھر جب وہ اسکے پاس آیا اور اپنا سارا ماجرا سنا دیا تو انکے والد نے کہا کہ کوئی خوف نہ کھاؤ، اب تم ظالم قوم سے بچ نکلے ہو۔[۲۵]

تشریح: دانائی اور حکمت دینا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسے رزق اسی کے ہاتھ میں ہے لیکن اس زمین پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو محنت کا مکلّف بنایا ہے۔ وہ جتنی محنت اچھے کام پر، اچھی نیت سے کرے گا، اسی کے مطابق اس کو اس کا اَجر ملے گا اور کچھ زائد بھی جو وہ صرف اپنی رحمت سے دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس حکمران کے گھر میں رَکھا گیا جو اپنے زمانے کی سپر

پاور تھا اور دُنیاوی لحاظ سے ذہین تھا۔ بادشاہ کے گھر میں رہنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو موقع ملا **علم** اور **حکمت** سیکھنے کا۔ یہ سب اسباب ان کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے۔ جہاں اس کو ملتی ہے، وہی اس کا مستحق ہے'' (ترمذی)

یعنی جو حکمت تلاش کرتا ہے اور حکمت سے محنت کرتا ہے اور غور وفکر کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ حکمت اسی کو ہی دیتا ہے۔ جو انسان سست جسم، سست ذہین اور پست اخلاق رَکھتا ہے، وہ حکمت حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ حکمت حاصل کرنے کی جو شرائط اللہ تعالیٰ نے رَکھی ہیں، وہ تو اس میں پائی ہی نہیں جاتیں تو حکمت اس کو کہاں سے ملے گی۔

اسی کو حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ

ہوئے مدفونِ دریا زیرِ دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو بن کر گوہر نکلے

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے غلطی سے جب ایک آدمی مارا گیا تو انہوں نے فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ میں آئندہ کسی مجرم کی مدد نہیں کرونگا لیکن دوسرے روز ہی پھر ایسا موقع آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر وہی کرنے لگے لیکن دوسرے شخص کے ٹوکنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام باز رہے اور اس پر حملہ نہیں کیا۔

یہ دَراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدد تھی کہ وہ اپنے وعدے کیخلاف عمل نہ کر بیٹھیں اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی غیب سے مدد فرماتا ہے

فرعون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا، ایک مخلص آدمی نے ان کو آ کر بتا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے بھاگ نکلے۔ مدین پہنچ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بہت بڑی نیکی کا کام کیا کہ عورتوں کی مدد کی اور ان کے والد نے ان کو کچھ عرصے کیلئے اُجرت پر رَکھ لیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک غیر ملک میں ٹھکانہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا۔

سفر کے دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہی دُعا مانگتے رہے۔

ان باتوں میں ہمارے لیے کچھ سبق ہے:

(۱) علم اور حکمت حاصل کرنے کیلئے سخت محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۲) اگر آپ کے ہاتھ سے کوئی غلط کام ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دُعا مانگنی چاہیے اور آئندہ باز رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۳) ہر حالت (سفر یا قیام) میں اللہ تعالیٰ کا ذِکر موقع و محل کے مطابق کرتے رہنا چاہیے۔ دُعا اللہ تعالیٰ کا ذِکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''جو مجھ سے نہیں مانگتا، میں اس سے ناراض ہوتا ہوں''۔ (مشکوٰۃ)

(۴) انسان اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ محتاج رہتا ہے۔ خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو بلکہ نبی باقی انسانوں سے اللہ تعالیٰ کا زیادہ محتاج ہوتا ہے کیونکہ اس کا مشن اتنا عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر وقت مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''**وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ**''۔ (محمد ۴۷، آیت ۳۸) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ ہی اکیلا بے نیاز ہے، باقی تم سب اس کے محتاج ہو''۔

(۵) عورت کو چاہیے کہ حیا کی چال چلے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رَبّ سے کہا کہ مجھے ایسے کلمات کی تعلیم فرمائیں جن سے میں تیرا ذِکر کروں اور تجھ سے دُعا مانگوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''لا الہ الا اللہ'' کا ذِکر کیا کرو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ تو سبھی کرتے ہیں۔ مجھے تو کوئی خاص چیز چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام)! اگر ساتوں آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے، ترازو کے ایک پلڑے میں رَکھے جائیں اور دوسرے پلڑے میں ''لا الہ الا اللہ'' کو رَکھا جائے تو ''لا الہ الا اللہ'' کا پلڑہ بھاری نکلے گا'' (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۲۰۱

؎ بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم جواں ہیں لات و منات
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

[ضربِ کلیم]

قَالَتْ اِحْدٰهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ز اِنَّ خَيْرَ مَنِ
اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ
اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ
تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ج فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا
فَمِنْ عِنْدِكَ ج وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ط
سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ
ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ط اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا
عُدْوَانَ عَلَيَّ ط وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ ع
فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ

ترجمہ◄ (آیات ۲۶ سے ۳۲) ان عورتوں میں سے ایک نے اپنے والد سے کہا کہ اے ابا جان! اس شخص کو مزدور رَکھ لیں۔ جو مزدور تم رَکھتے ہو، وہی بہتر ہوتا ہے جو **طاقتور** ہو اور **امانتدار** ہو۔[۲۶]

انکے والد صاحب نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اگر تم آٹھ سال میرے ہاں مزدوری کرو تو میں اپنی ایک بیٹی تمہارے نکاح میں کر دونگا اور اگر تم دَس سال پورے کرلو تو یہ تمہاری طرف سے (احسان) ہوگا۔ میں نہیں چاہتا کہ تم پر سختی کروں اور تم انشاءاللہ مجھے ایک اچھا آدمی پاؤ گے۔[۲۷]

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ یہ بات میرے اور آپکے درمیان طے ہوگئی۔ ان دونوں مدتوں میں جو بھی میں پوری کردوں تو مجھ پر پھر کوئی زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس قول پر گواہ ہے۔[۲۸]

مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا
اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ
جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۲۹ فَلَمَّآ اَتٰىهَا
نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ
الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ
رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۰ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا
تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ
يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ڰ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ

پھر جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) اپنی مدتِ ملازمت پوری کر چکے تو وہ اپنے اہل کو ساتھ لے کر سفر پر نکلے (واپس مصر جانے کیلئے) راستے میں طور کی جانب آگ دیکھی (سردی کا موسم اور رات کا سفر تھا) (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) اپنے اہل سے کہنے لگے کہ تم یہاں ٹھہرو۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے، میں وہاں سے کوئی (راستے کی) خبر لاتا ہوں یا کوئی انگارہ جس سے تم اپنے آپکو تاپ سکو۔[۲۹]

جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) وہاں پہنچے تو وادی کے دائیں کنارے میں ایک درخت سے (جس پر روشنی چھا رہی تھی) آواز آئی کہ اے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام)! میں ہی اللہ تعالیٰ ہوں، تمام جہانوں کا مالک۔[۳۰]

اور یہ اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دو۔ جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے (لاٹھی پھینکی تو) دیکھا کہ وہ لاٹھی سانپ کی طرح بھاگ رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر دوڑے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام)! واپس آؤ اور خوف نہ کرو۔ تم بالکل محفوظ ہو۔[۳۱]

۳۱ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۳۲

اب اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی بیماری کے اور جب تمہیں کوئی خوف ہو تو اپنا بازو بھینچ لیا کرو۔ یہ ہیں دو روشن نشانیاں تیرے رَبِّ کریم کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جانے کے لیے۔ وہ بڑے ہی نافرمان لوگ ہیں۔[۳۲]

تشریح: کوہِ طور پر جو آگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نظر آ رہی تھی، وہ دَراصل اللہ تعالیٰ کا نور تھا اور ابھی تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ علم نہیں تھا کہ وہ نبی ہیں۔ وہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ سے جو گفتگو ہوتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ فرعون اور اسکے درباری اور اسکی قوم کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجنے کا کہا جا رہا ہے تا کہ انکو اللہ تعالیٰ کا دِین پہنچائیں اور اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو معجزات بھی دیئے کہ شاید فرعون اور اسکی قوم ان معجزات کو دیکھ کر ہی اللہ تعالیٰ واحد پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی پر ایمان لے آئیں۔ فرعون اور اس کی قوم مشرک تھے۔

ایک معجزہ لاٹھی کا سانپ بن جانا اور دوسرا معجزہ ہاتھ کا چمکدار سفید ہو جانا تھا۔

فرعون ایک بہت بڑی طاقت تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کے خوف سے ان کو نکالنے کیلئے یہ ترکیب بتائی کہ جب تمہیں کوئی خوف محسوس ہو تو اپنا بازو بھینچ لیا کرو تو وہ خوف زائل ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ

لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ○''۔(الطّلاق ۶۵، آیات ۲-۳) ترجمہ''اللہ تعالیٰ اس کیلئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دے گا اور اسے ایسے راستے سے روزی دے گا جدھر اس کا کبھی خیال بھی نہ آیا ہو اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام مکمل کر کے رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے''۔

یہ آیات مبارکہ نمبر ۲ اور ۳ گو طلاق کے ضمن میں آئی ہیں لیکن عمومی مطلب رکھتی ہیں اور زندگی کے ہر مناسب شعبے پر حاوی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام شہزادوں کی طرح محلات میں پلے تھے اور زندگی کی مشقتیں، تکلیفیں، وسائل کی محرومی، لوگوں کی تنقید اور تذلیل سے کوئی واسطہ نہیں پڑا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ رکھا تھا کہ وہ ایک وقت میں نبی کا منصب اختیار کرے گا جو کہ انتہائی مشکل کام ہے۔ یہ اتنا مشکل کام ہے کہ بعض نبی اپنی قوم کو چھوڑ کر بھی بھاگ گئے۔ بعض قوموں کو ان کی آنکھوں کے سامنے آناً فاناً تباہ کر دیا گیا اور بعض نبیوں نے تو ہزار سال کے لگ بھگ بھی رات دِن لوگوں کی کڑوی کسیلی باتیں سنیں۔ سنگساری کے ڈَراوے سنے۔ ملک بدری کے منصوبے بنائے گئے اور قتل کے منصوبے بھی بنے اور بعض نبیوں کو حقیقتاً قتل بھی کر دیا گیا۔ ایسی سخت زندگی کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک ایسے انسان کی ضرورت ہوتی ہے جو **علم**، **حکمت** و **اخلاق** اور **جسم** میں اپنے زمانے کا اعلیٰ ترین شخص ہو اور ثابت قدمی اور مضبوط اعصاب کا اس دَرجے کا مالک ہو کہ لوگوں کی مخالفت اس کو اپنے اصلی منصب سے ایک بال برابر بھی ہٹا نہ سکے۔ یہ سب کچھ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سیرتِ مبارکہ میں پڑھ سکتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ابھی تک اتنی سخت زندگی کا سامنا کرنے کی تربیت نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی تربیت کا انتظام ایسے کیا کہ اس کو محلات سے نکال کر ایک ایسی دیہاتی زندگی میں بھیجا جس کی مشقتیں اس کو نبوت کے کام کرنے کے لیے تیار کر دیں۔ اس دوران میں جسمانی طور پر، ذہنی طور پر اور روحانی طور پر آپ کی تربیت کی گئی۔ بھیڑ بکریوں کا چرانا سخت جسمانی مشقت ہے۔ ان کی دیکھ بھال کرنا نظم و نسق کی بہت بڑی ٹریننگ ہے۔ آٹھ دَس سال ایک نیک آدمی کی صحبت میں رہنا روحانی ترقی

کے لیے بہت ہی موزوں جگہ تھی۔ اسی دوران میں اس ماحول میں رہتے ہوئے معاشرتی بُرائیوں کا دیکھنا، پبلک کی نفسیات کا علم حاصل کرنا تبھی ممکن ہوسکتا تھا جب وہ عملی طور پر ایک عام آدمی کی حیثیت سے پبلک میں رہیں بسیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''حکمت تجربے کے بغیر نہیں آتی'' (ترمذی)

لوگوں کے ساتھ معاملات اور میل جول اور ایک غیر رشتے دار نیک آدمی کے گھر میں رہنے سے آپ کو بے شمار تجربے ہوئے جس میں آپ کو فرعون کا سامنا کرنے کی **جرات** اور حکمت اور **علم** حاصل ہوا جو کہ آئندہ آپ کی قسمت میں لکھا جا چکا تھا۔

نبی تقویٰ میں اعلیٰ ترین دَرجے پر ہوتا ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی طرف دیکھتا ہے **نہ تمہاری صورتوں کی طرف** لیکن وہ تمہارے دِلوں کی طرف دیکھتا ہے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے سینہ کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا (شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعیدی جلد ہفتم حدیث ۶۴۱۹)

ایک دوسری حدیث میں **آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ دِلوں اور عملوں کی طرف دیکھتا ہے''۔ (شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعید، جلد ہفتم حدیث ۶۴۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جنگ حنین میں آگے بڑھتے جا رہے تھے جبکہ باقی فوج وقتی طور پر میدان چھوڑ گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے اور فرماتے جا رہے تھے کہ ''میں محمد بن عبدالمُطّلِب ہوں (یعنی میں سردار کا بیٹا ہوں) اور میں نبی ہوں''۔ مطلب یہ تھا کہ نہ تو سردار کا بیٹا بھاگتا ہے میدانِ جنگ سے اور نہ اللہ تعالیٰ کا نبی میدانِ جنگ سے بھاگ سکتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

؎ آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

نبی شیر دِل ہوتا ہے اور یہی صفت حضرت موسیٰ علیہ السلام میں دیہاتی زندگی میں مشقتیں برداشت کر کے پیدا ہوئی تھی۔ نبی وعدے کا پابند ہوتا ہے اور اعلیٰ اخلاق کا مرقع۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نیک آدمی کے گھر میں رہ کر اپنا وعدہ نبھایا اور بہترین اخلاق کا مظاہرہ کیا اور یہ بات تو ایک عورت بھی پہچان گئی تھی کہ یہ شخص مضبوط جسم اور امانتدار دِل رَکھتا ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ
يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا
فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِیْ ۡ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ
يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ
وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ
ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ
مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ◄ (آیات ۳۳ سے ۴۲) [حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جاری ہے]

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے رَبِّ کریم! میں نے ان کا ایک شخص قتل کیا ہوا ہے، میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے اور میرا بھائی (حضرت) ہارون (علیہ السلام بات کرنے میں) مجھ سے زیادہ فصاحت رَکھتا ہے۔ اسے میرے ساتھ مدد کے طور پر بھیج دیجئے تا کہ وہ میری تائید کرے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔[۳۳-۳۴]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تیرا ہاتھ تیرے بھائی کے ذریعے مضبوط کر دینگے اور ہم تم دونوں کو رُعب بخش دیں گے کہ وہ تم پر دست درازی نہیں کریں گے۔

یہ ہیں ہماری دو نشانیاں (معجزات)۔ تم دونوں اور جو تمہاری اطاعت کریں گے، وہی غالب ہوں گے۔[۳۵]

پھر جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) انکے پاس اپنی کھلی نشانیاں (معجزات) لائے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو واضح طور پر جادو ہے۔ ایسی باتیں جو تم

وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

کرتے ہو، ہم نے اپنے آباؤ واجداد کے زمانے سے کبھی سنی ہی نہیں۔[۳۶]

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ میرا رَبّ کریم بہتر جانتا ہے اس کو جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے اور وہی بہتر جانتا ہے کہ آخرت کا گھر کس کیلئے ہے؟ یقیناً ظالم لوگ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔[۳۷] (ہر وہ شخص ظالم ہے جو حق کو جھٹلاتا ہے اور باطل کو مانتا ہے)

اور فرعون نے کہا کہ اے اہلِ دربار! میں تو تمہارے لیے اپنے سوا کسی کو رَبّ نہیں سمجھتا۔ اے ہامان! اینٹیں پکا کر میرے لیے ایک اونچی عمارت بناؤ تا کہ میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے رَبّ کو معلوم کر سکوں۔ میں تو (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔[۳۸]

وہ اور اس کے لشکر زمین میں اپنے آپ کو بلاوجہ بہت بڑا سمجھے بیٹھے تھے (یعنی متکبر تھے) اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ کبھی ہماری (یعنی اللہ تعالیٰ کی) طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ (وہ آخرت پر یقین نہیں رَکھتے تھے)[۳۹]

بالآخر ہم نے اسے اور اسکے لشکروں کو پکڑا اور سمندر میں ڈبو دیا۔ ذرا دیکھ لو

وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾

کہ ہم ظالموں کا کیا حشر کرتے ہیں۔[۴۰]

اور وہ ایسے لوگ تھے جو دوسروں کو آگ (یعنی جہنم) کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے روز انہیں کوئی مدد نہیں ملے گی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ وہ جہنم سے چھوٹ جائیں)[۴۱]

ہم نے ان کے پیچھے اس دُنیا میں لعنت لگا دی اور قیامت کے دِن وہ ذلیل ہوں گے۔[۴۲]

تشریح : حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی گفتگو جاری ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کو دعوتِ اسلام دے رہے ہیں۔

فرعون بہت بڑا ظالم حکمران تھا۔ وہ اپنے سوا کسی کو رَبّ ماننے کیلئے تیار نہیں تھا لہٰذا اس کی پوری زندگی اور اس کی حکمرانی اپنی مرضی کے مطابق تھی اور ایک آفاقی سچائی (Universal Truth) یہ ہے کہ جو رَبّ کا بندہ نہیں، وہ لازماً شیطان کا بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آفاقی سچائی قرآن حکیم میں یوں بیان فرمائی ہے کہ ''**وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ** ○'' (الزخرف ۴۳، آیت ۳۶) ترجمہ ''جو اللہ تعالیٰ کا ذِکر نہیں کرتا (یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتا)، اللہ تعالیٰ اس پر شیطان مسلط فرما

دیتا ہے پھر وہ اس کا دوست بن جاتا ہے''۔

یہ آیت مبارکہ ظاہر کرتی ہے کہ فرعون شیطان کا بندہ تھا اور شیطان اپنے رَبّ کا ناشکرا ہے۔

اس نے دوسرا بڑا ظلم یہ کیا ہوا تھا کہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کر دیتا تھا اور بنی اسرائیل کو ذلیل ورسوا کرتا تھا۔ نچلے دَرجے کی ملازمتیں اور مزدوری کے کام بنی اسرائیل سے لیے جاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مظلوم اور ظالم دونوں کی مدد کرو''۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ آتی ہے لیکن ظالم کی مدد کرنا سمجھ نہیں آتی کہ کیسے کریں'' تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ظالم کو ظلم کرنے سے روکو، یہی اس کی مدد ہے''۔ (**بخاری**) حضرت موسیٰ علیہ السلام یہی کر رہے تھے کہ فرعون کو ظالمانہ رویے سے نکال کر مہربانہ یعنی ایمان والے رویے کی طرف لا رہے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کی تو مدد کرنے کیلئے بھیجا تھا کہ اللہ تعالیٰ واحد پر ایمان لا کر اپنی ظالمانہ حرکات سے باز آ جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں آخرت میں بڑے انعامات سے نوازے گا لیکن باوجود دُنیا کی سپر پاور ہونے کے وہ عقل کا اندھا رہا اور اپنے زعم میں خود ہی خدا بنا رہا اور ذرا بھی نہیں سوچا کہ اس کے سارے ماحول میں جیسے سورج، چاند، ستارے، دِن اور رات، بارشوں کا نظام، حیوانات کا نظام، دریاؤں اور ندی نالوں کا نظام، نباتات کا نظام ان میں سے کون سا نظام ہے جو وہ خود پیدا کر رہا ہے اور چلا رہا ہے۔

بار بار اللہ تعالیٰ کی نشانیوں یعنی معجزات دیکھنے کے باوجود اس کی عقل نے کام نہ کیا اور بالآخر اس دُنیا میں بھی ذلیل ہو کر مرا اور آخرت میں بھی وہ اپنی قوم کیساتھ جہنم کی طرف لیڈر بن کر جائیگا۔ (دیکھیں سورۃ ھود ۱۱، آیت ۹۸)

کچھ ایسا ہی معاملہ ہمارے ملک میں ہے۔ **ہم اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں لیکن مانتے نہیں۔ ہم قرآن حکیم کو اللہ تعالیٰ کی کتابِ ہدایت جانتے ہیں لیکن مانتے نہیں۔ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سچا نبی جانتے ہیں**

لیکن مانتے نہیں۔ نہ ماننے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہیں، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حکموں اور طریقوں پر عمل کرتے ہیں۔

جان لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ماننا بھی ضروری ہے یعنی عمل کرنا ضروری ہے۔

قرآن حکیم میں جہاں بھی جاننے کا لفظ آیا، اسکے ساتھ ماننے کا لفظ ضرور آیا مثلاً ''**اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○**'' (الفرقان ۲۵، آیت ۷۰) ترجمہ ''اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو کوئی گناہوں کے بعد توبہ کرلے اور اللہ تعالیٰ کو واحد مان لے اور اچھے کام کرنے لگے۔ ایسے لوگوں کی بُرائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور وہ بڑا ہی معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ''**اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ**'' (العصر ۱۰۳، مکمل ۳) ترجمہ ''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو واحد مان لیتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں''۔ (وہ نقصان اُٹھانے والے نہیں ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس تین یہودی آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے عرض کی کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے چند سوالات کرینگے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم انکا صحیح صحیح جواب دینگے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان لے آئینگے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو نبی مان لیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طریقے پر عمل کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اچھا! سوال کرو۔ انہوں نے تین سوالات کیے (جو تورات میں سے تھے) اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تینوں سوالات کا صحیح صحیح جواب دے دیا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا بے حد احترام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہنے لگے کہ ''ہم یہ تو جان گئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں لیکن ہم آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لائیں گے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو نبی مانیں گے نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ان سے پوچھا کہ جب تم جان گئے ہو تو پھر

ماننے میں کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہماری قوم کو پتہ چلا تو وہ ہمیں قتل کر دیں گے۔

یاد رہے کہ ایمان کا مطلب عملی طور پر مان لینا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو واحد مان کر اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانیں گے یعنی اس پر عمل نہیں کریں گے تو صحیح مومن نہیں بنیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے حکمران عطا فرمائے جو قرآن حکیم اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر عمل کر کے یہ ثابت کر دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو **واحد حاکم اعلیٰ** مانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو **آخری نبی** تسلیم کرتے ہیں۔ تبھی ممکن ہے کہ وہ صحیح مومن اور مسلمان قوم کے صحیح حاکم مانے جائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی **وحدانیت** اور **میری رسالت** پر ایمان نہ لے آئیں۔ اگر وہ ایمان لے آئیں پھر نماز قائم کریں اور زکوٰۃ اَدا کرنے لگیں تو میں جنگ روک دوں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۰)

نوٹ: اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حکم تھا جب تک وہ زندہ تھے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اُمت پر یہ فرض عائد ہے کہ وہ اسلام کو دُنیا کے باقی ممالک تک پہنچائیں جیسے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پہنچایا اور انہوں نے ''**بہترین اُمت**'' بن کر دکھا دیا۔ (دیکھیں آلِ عمران ۳ آیت ۱۱۰)

افسوس کی بات ہے کہ ہم نے اپنے اصلی مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کے دِین کو پھیلانا اور غالب کرنا چھوڑ کر ہم نے ''**باطل**'' یعنی دُنیا کو اپنا مقصود بنا لیا ہے۔ دُنیا کا مال یہاں ہی رہنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى** ''۔ (الاعلیٰ ۸۷، آیات ۱۶-۱۷) ترجمہ ''تم نے دُنیا (یعنی دُنیا کا حرام حصہ) کو مقصود بنایا حالانکہ آخرت بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے''۔

۝.....۝.....۝

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ

ترجمہ◄ (آیات ۴۳ سے ۶۶) ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی تورات) دی تھی بہت سی پہلی نسلوں کو ہلاک کرنے کے بعد۔ یہ کتاب انسانوں کیلئے موجبِ **نصیحت**، **ہدایت** اور **رحمت** تھی تا کہ لوگ (سیدھے راستے کا) سبق حاصل کریں۔[۴۳]

اے (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! تم اس وقت مغرب میں موجود نہ تھے (طورِ سینا میں جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مغرب میں ہے) جب ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو شریعت عطا فرمائی اور نہ ہی وہاں تم مشاہدہ کرنے والوں میں سے تھے۔[۴۴]

اسکے بعد ہم نے بہت سی نسلوں کو پیدا کیا اور ان پر بہت زمانہ گزر چکا ہے۔ تم اہلِ مدین کے درمیان بھی موجود نہ تھے کہ ان کو ہماری آیات مبارکہ پڑھ کر سناتے۔ یہ سب باتیں تمہیں بتانے والے ہم ہیں اور نہ ہی تم طور کے پاس موجود تھے جب ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو پہلی بار پکارا تھا۔ مگر یہ سب کچھ

رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ لَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْ لَآ اَرْسَلْتَ
اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْ لَآ
اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ
اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا

تمہارے رَبِّ کریم کی رحمت سے ہے تا کہ تم اس قوم کو خبر دار کر دو جسکے پاس کوئی خبر دار کرنے والا تم سے پہلے نہیں آیا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ نصیحت حاصل کرے۔[۴۵-۴۶]

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا بھیجنا اس وجہ سے ہے کہ ایسا نہ ہو کہ انکے اپنے اعمال کی وجہ سے جو مصیبت ان پر آئے تو وہ کہنے لگیں کہ اے ہمارے رَبِّ کریم! تو نے کیوں نہ ہماری طرف کوئی رسول بھیجا تا کہ ہم تیرے حکموں کی پیروی کرتے اور ہم پکے مومن ہوتے۔[۴۷]

لیکن (ہوا یہ کہ) جب ہماری طرف سے ان کے پاس حق آ گیا (یعنی سچا نبی) تو کہنے لگے کہ ہمیں ویسے کیوں نہیں دیا گیا جو کچھ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو دیا گیا تھا (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے معجزات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھی ہوئی تورات) کیا لوگوں نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو جو دیا گیا تھا، اس کو ماننے سے انکار نہیں کیا تھا۔ لوگوں نے کہا تھا کہ یہ تو جادوگر ہے جو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام) اور کہا تھا کہ ہم کسی کو نہیں مانتے۔[۴۸]

قف وقفة وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا
يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ
هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ
قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ان سے کہو کہ اچھا تو لاؤ پھر اللہ تعالیٰ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب جو ان دونوں (یعنی تورات اور قرآن مجید) سے زیادہ ہدایت دینے والی ہو، اگر تم واقعتاً سچے ہو۔ میں اسی کی پیروی کرلونگا۔[۴۹]

اب اگر وہ تمہارا مطالبہ پورا نہ کریں تو جان رکھو کہ وہ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہشات کے پیچھے چلے۔ اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔[۵۰]
(شرک ظلم عظیم ہے۔ اشارہ ہے مشرکین مکہ کی طرف اور آج کل تمام دُنیا کے مشرکین کی طرف)

ہم حق بات (یعنی اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ شرک حرام ہے) مسلسل لوگوں تک پہنچاتے رہے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ جن لوگوں کو ہم نے پہلے کتاب دی تھی، وہ اس (یعنی قرآن کریم) پر ایمان لاتے ہیں اور جب یہ ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچا ہے۔ ہم تو پہلے ہی

اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ
مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا
صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ
وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ز سَلٰمٌ
عَلَيْكُمْ ز لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ
مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ج وَهُوَ

تسلیم کر چکے ہیں۔[۵۱-۵۳] (یہودیوں کی ایک قلیل تعداد صحیح راستے پر تھی۔ وہ ایمان بھی لے آتے تھے اور قرآن حکیم کو اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب بھی مانتے تھے)

یہ وہ لوگ ہیں جن کو دہرا اَجر دیا جائیگا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا۔ وہ بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے، اس میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔[۵۴] (جو یہودی اور نصاریٰ میں سے ایمان لے آئے اور اپنی قوم کی طرف سے دی گئی تکلیفوں پر صبر کیا اور ان سے انتقام نہیں لیا تو ان کو دہرا اَجر ملے گا)

جب انہوں نے بیہودہ بات سنی تو اس سے کنارہ کش ہو گئے اور کہا کہ تمہارے اعمال کے ذِمہ دار تم ہو اور ہم اپنے اعمال کے ذِمہ دار ہم ہیں۔ سلام ہے تم پر۔ ہم جاہلوں سے نہیں اُلجھتے۔[۵۵]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! جسے تم چاہو، اسے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے، ہدایت دیتا ہے اور وہ بہتر جانتا ہے کہ ہدایت لینے والے کون ہوتے ہیں۔[۵۶]

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى
مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ
حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ
لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا
مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ
تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ
الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى
يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا

وہ (یعنی قریشِ مکہ) کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ اس ہدایت کی پیروی کریں تو ہم اپنے وطن سے اُچک لیے جائیں گے (عرب کے باقی مشرکین ہمیں قتل کر دیں گے حالانکہ یہ سچی بات ہے) کہ ہم ہی نے تو انکے لیے ایک پُر اَمن حرم (یعنی شہر مکہ) بنایا اور اسکی طرف ہر طرح کے پھل چلے آتے ہیں (یعنی ہر طرح کا رزق)۔ یہ سب کچھ ہماری ہی طرف سے ہے رزق کے طور پر لیکن ان میں سے اکثر لوگ صحیح علم نہیں رکھتے۔[۵۷] (اس لیے وہ ایمان لانے سے لوگوں سے ڈرتے ہیں حالانکہ ان کے محافظ اور ان کے رازق ہم ہیں)

(ذرا غور کرو کہ) کتنی ایسی بستیاں ہم نے تباہ کیں جنہوں نے اپنے مال و دولت پر فخر کیا۔ اب دیکھ لو کہ وہ انکے اُجڑے ہوئے گھر پڑے ہیں جن میں انکے بعد کوئی آباد نہیں ہوا اور آخر کار ہم ہی وارث ہوئے۔ (اس زمین کی ساری مخلوق اور سارے انسان ایک دِن ختم ہو جائیں گے اور اس زمین کے وارث بالآخر ہم ہی رہیں گے)[۵۸]

تیرا رَبِّ کریم کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان میں ایک رسول نہ

كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا
اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ
كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ
فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾
قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ

بھیج دے جو انکو ہمارے احکامات سناتا ہے اور ہم کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ اسکے رہنے والے ظالم نہ ہو جائیں۔[۵۹]

لوگوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے، وہ تو زندگی گزارنے کا سامان اور اسکی زینت ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس (آخرت میں) ہے وہ اس سے بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے[۶۰] (دُنیا کے مال کو مقصود بناؤ گے تو حرام حلال کی تمیز نہیں کرو گے اور جہنم میں جاؤ گے اور اگر حلال رزق حاصل کرو گے خواہ وہ کتنا ہی تھوڑا ہو وہ آپکو جنت میں لے جائیگا)

کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے (یعنی جنت کا) اور وہ اسے عنقریب پانے والا بھی ہے، وہ اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جسے ہم نے صرف دُنیا کا سروسامان دیا ہو (وہ دُنیا سمیٹنے میں اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام کی تمیز سے بالکل بے نیاز ہے) اور پھر وہ قیامت کے روز سزا کیلئے حاضر ہو۔[۶۱]

جس دِن اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا (یعنی یومِ قیامت میں مشرکین کو) اور پوچھے گا کہ کہاں گئے وہ میرے شریک جن پر تمہیں اعتماد تھا۔[۶۲]

الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۫ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

جن لوگوں پر یہ بات صادق آئیگی، وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رَبِّ کریم! یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ انہیں ہم نے اسی طرح گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے۔ ہم ان سے لاتعلقی کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ ہماری تو بندگی نہیں کرتے تھے۔[۶۳]

پھر ان سے کہا جائیگا کہ اب پکارو اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو تو وہ جب انہیں پکاریں گے۔ ان کو کوئی جواب نہ دیں گے اور یہ لوگ عذاب دیکھ لیں گے۔ کاش کہ وہ ہدایت حاصل کرتے۔[۶۴]

(جس دِن قیامت آئیگی) اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے پوچھے گا کہ جو رسول بھیجے گئے تھے، انکو تم نے کیا جواب دیا۔ اس وقت کوئی جواب ان سے نہ بنے گا اور نہ یہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ ہی سکیں گے۔[۶۵-۶۶]

تشریح : مشرکینِ مکہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب ماننے سے انکار کرتے جارہے تھے اور روزانہ کوئی نہ کوئی ایک آدھ بہانہ گھڑ لاتے تھے۔ دَراصل بات یہ تھی کہ اپنی خواہشاتِ نفس کی وجہ سے وہ بتوں کی پوجا چھوڑنا نہیں چاہتے تھے جس میں انہیں ظاہری دُنیا کے فائدے نظر آتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بتا دیا کہ اگر تم کوئی اَور اللہ تعالیٰ کی کتاب جو اس قرآن حکیم اور تورات سے زیادہ ہدایت دینے والی ہو تو لاؤ اور اسکی پیروی

کرو اگر تم سچے ہو کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔

جو شخص یا قوم اپنی خواہشات کے پیچھے چلتی ہے، اللہ تعالیٰ اسکو ہدایت نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کسی انسان کی مرضی سے نہیں دیتا بلکہ وہ ہدایت ان کو دیتا ہے جن کو وہ خود چاہتا ہے کیونکہ اس کی ذاتِ اقدس اس کے ظاہر اور باطن کو پوری طرح جانتی ہے کہ کون ہدایت کے قابل ہے اور کون ہدایت کے قابل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سی ایسی قوموں کو عذاب سے نیست و نابود کر دیا جو بہت امیر تھیں اور وہ اپنی دولت پر اِتراتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ وہ قوم ظلم نہ کرے۔

کسی قوم کا ظلم یہ ہے کہ

(۱) ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر کئی رَبّ بنا لیے جائیں مثلاً بت، نبی، ولی یا پیر وغیرہ جو قبروں میں پڑے ہیں۔ آج کل ہمارے ہاں بتوں کی تو عبادت نہیں ہے لیکن بزرگوں کی قبروں پر عبادت خوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرما دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء کو رَبّ بنایا ہوا ہے۔ شرک ظلم عظیم ہے۔

(۲) جو قوم اپنی خواہشات کے پیچھے چلتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قوانین کو بھول جاتی ہے تو وہ دَراصل ظالم قوم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو چھوڑ کر کسی اَور کے قانون پر چلنا اللہ تعالیٰ کا حق مارنا ہے۔ یہ بھی ایک شرک ہے۔

(۳) جب قوم خوشحال ہو جاتی ہے تو مالدار لوگ اس میں تکبر کرنے لگتے ہیں اور پھر یہ تکبر آہستہ آہستہ زمانے کیساتھ ساری قوم میں پھیل جاتا ہے اور پھر وہ قوم مستحقِ عذاب بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ قرآن حکیم میں فرمایا کہ جب میں کسی بستی کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو اسکے خوشحال لوگ (یعنی مترفین) کو بے راہ کر دیتا ہوں۔ (یعنی وہ بے راہ ہو جاتے ہیں اور قوم کو خراب کرتے ہیں۔ پھر جب اکثریت خراب ہو جاتی ہے تو اس پر عذاب کا آنا حق ہو جاتا ہے) **(دیکھیں سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت نمبر ۱۶)**

(۴) حقوق اللہ اور حقوق العباد کا اَدا نہ کرنا۔ جس کی وجہ سے پورے معاشرے میں ہر کوئی ایک دوسرے پر ظلم کر رہا ہوتا ہے۔ ایسی قومیں ایک دِن تباہ ہو کر رہتی ہیں۔

جو قومیں ظلم سے بچتی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اَدا کرتی ہیں اور بندوں کے بھی تو ان میں عدل کا نظام قائم ہو جاتا ہے۔ اس عدل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو ترقی دیتا ہے۔ اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کو اچھی زندگی عطا فرماتا ہے یعنی جنت۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہے۔

ہم بھی زیادہ خواہشِ نفس پر چل رہے ہیں۔ قرآن حکیم کے قوانین ایک طرف اور ہماری خواہشاتِ نفس دوسری طرف۔ ہم زیادہ خواہشاتِ نفس کو ترجیح دیتے ہیں جس سے عدل کی بجائے ظلم کا نظام قائم ہو جاتا ہے۔ ظلم تاریکی ہے اور جہنم میں ہے۔

قرآنی زندگی کا ایک اپنا مزاج ہے جس میں انسان کا رویہ عام انسان کے رویوں سے بالکل مختلف نظر آتا ہے۔ ہم اور ہمارے سیاسی لوگ قرآن حکیم کے رویہ سے بہت دُور ہیں جس کی وجہ سے سارے ملک میں نظامِ عدل کی بجائے نظامِ ظلم چل رہا ہے کیونکہ نفس کو ہم نے خدا بنا لیا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں آنا ہے تو ہمیں عقل سے کام لینا چاہیے۔ اپنی خواہشات کی جگہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طریقوں پر کاربند ہونا چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر انسان اپنے طور پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور اپنے اعمال کو بتدریج قرآن مجید کے مطابق استوار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طریقوں کو اپنائے۔

سود ایک بہت بڑی لعنت ہے جسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو سودی کاروبار کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کیساتھ جنگ میں مصروف ہے۔ (دیکھیں البقرۃ ۲، آیت ۲۷۹)

ہماری پستی کی ایک بہت بڑی دوسری وجہ:

ہماری پستی کی ایک بہت بڑی دوسری وجہ حکومتی انتشار ہے۔ بہت عرصے سے کوئی حکومت مضبوط اور مستحکم نہیں آئی۔ سیاسی اور غیر سیاسی حکومتیں اپنی مرضی سے قوانین بناتی ہیں اور اپنی مرضی سے حکمرانی کرتی ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کے قانون پر توجہ ہے اور نہ ہی اپنے بنائے ہوئے آئین پر توجہ ہے اور کامیاب حکمرانی کے جو اصول ہوتے ہیں، ان حکومتوں کو ہرگز ان کا شعور نہیں ہوتا۔

کامیاب حکمرانی میں سب سے پہلا اصول عدل کا قائم کرنا ہے اور عدل میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہم کسی کو اقتدار دیتے ہیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ (**دیکھیں سورۃ الحج ۲۲ آیت ۴۱**) نماز اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کی پہلی سیڑھی ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے دوسرے حقوق بھی ہیں جو اَدا کرنے لازمی ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا نظام قائم کرنا ہے۔ بندوں کے حقوق کا سب سے پہلا قدم زکوٰۃ کا اَدا کرنا اور غرباء کا ہاتھ پکڑنا ہے۔ امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ بننے پر پہلا کام یہ تھا کہ جن قبائل نے زکوٰۃ اَدا کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے ان کے خلاف جنگی طاقت استعمال کی۔ آپ نے فرمایا کہ نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور زکوٰۃ بندوں کا حق۔ جب تک یہ دونوں حقوق ادا نہیں کیے جائیں گے، کوئی ایمان لانے والا صحیح مسلمان نہیں کہلایا جا سکتا۔

اسلامی تاریخ میں خلافت (اسلامی حکمران) کا پہلا خطبہ:

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ کامیاب حکمرانی کے لیے عدل قائم کرنا حکمران کے لیے سیڑھی کا پہلا قدم ہے۔ امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنتے ہی کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا جو خلافت کا پہلا خطبہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ

''اے لوگو! میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں لیکن میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔
اگر میں نیک کام کروں تو اس میں مدد کرو اور اگر بُرا کام کروں تو مجھے ٹوکو۔
صدق (یعنی سچائی) امانت ہے اور کذب (یعنی جھوٹ) خیانت ہے۔
تمہارا کمزور شخص میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں اسے اسکا حق نہ دلا دوں
اور تمہارا قوی آدمی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ اسکے ذِمہ جو حق ہے، وہ اس سے نہ لے لوں۔ (حقوق کی پوری پوری ادائیگی سے ہی عدل قائم ہوتا ہے)
جو قوم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ترک کر دیتی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ ذِلت و خواری مسلط کر دیتا ہے۔
اگر کسی قوم میں ''**کرپشن**'' پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بلائیں اور عذاب

عام فرما دیتا ہے۔

تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اطاعت کروں۔

لیکن اگر مجھ سے کوئی ایسا کام سرزد ہو جس سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نافرمانی کا پہلو نکلتا ہو تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں ہے۔

اب نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے''۔

اب ذرا ہم اپنے ملک کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں۔ ابھی تک کوئی ایسا لیڈر نظر نہیں آتا جو عدل پسند ہو۔ دُور دُور تک خلا نظر آ رہا ہے۔ جو نظر آ رہے ہیں، سب نفسانی خواہشات کے پجاری ہیں۔ سوائے اقتدار چھیننے کے ان کا اَور کوئی مقصد ہے ہی نہیں اور پھر اپنے منصب کو غلط استعمال کرتے ہیں اور ملک میں ظلم اور فساد پیدا کرتے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اَدائیگی کے متعلق بالکل کورے ہیں۔

؎ تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے

؎ نکل کر خانقاہوں سے اَدا کر رسم شبیری کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
تیرے دِین واَدب سے آ رہی ہے بوئے رہبانی یہی ہے مرنے والی اُمتوں کا عالم پیری

؎ آزاد کی رَگ سخت ہے مانند رگِ سنگ
محکوم کی رَگ نرم ہے مانند رگِ تاک
محکوم کا دِل مُردہ و افسردہ و نومید
آزاد کا دِل زندہ و پُرسوز و طرب ناک
آزاد کی دولت دِلِ روشن نفس گرم
محکوم کا سرمایہ فقط دیدۂ نمناک
محکوم ہے بیگانۂ اخلاص و مروت
ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک
ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہمدوش
وہ بندۂ افلاک ہے، یہ خواجۂ افلاک

[اقبال]

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ
يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ
وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ
صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ز وَلَهُ
الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ

ترجمہ◄ (آیات ۶۷ سے ۷۵) ان کے برعکس جنہوں نے توبہ کر لی اور ایمان لے آئے (اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اور قرآن حکیم پر) اور عمل بھی نیک کیے تو اُمید ہے کہ یہ کامیاب ہو جائیں گے۔[۶۷] (یعنی مشرکین مکہ کی اکثریت کے برعکس جو ایمان لائے)

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے، پیدا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے، چن لیتا ہے (اپنے کام کے لیے یعنی نبوت کے لیے) یہ انتخاب ان لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر غلطی سے اور بہت بالاتر ہے ان شریکوں سے جن کو یہ شریک بناتے ہیں (اللہ تعالیٰ کا)[۶۸]

(اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم!) تیرا رَبِّ کریم جانتا ہے جو یہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور جو یہ ظاہر کرتے ہیں۔ وہی ایک اللہ تعالیٰ ہے جسکے سوا کوئی دوسرا رَبّ نہیں ہے۔ سب تعریفیں اسی کیلئے ہیں دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اس اکیلے ہی کی حکمرانی ہے اور اسی کی طرف (موت کے بعد) لوٹ کر جانا ہے۔[۶۹-۷۰]

ان سے کہو کہ کیا کبھی تم نے غور کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لیے تم پر رات

اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ
اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ
تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ
جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا
مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ

طاری کر دے تو اس کے سوا وہ کون سا رَبّ ہے جو تمہیں روشن دِن لا کر دے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ (یہاں مطلب ہے کہ کیا تم غور نہیں کرتے)[۷۱] (رات کے اندھیرے میں تم کسی کو دیکھ تو نہیں سکتے لیکن تم اس سے باتیں کر رہے ہوتے ہو اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رات اندھیری ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے ہی ایسی بنائی ہے)

ان سے کہو کہ کیا تم غور نہیں کرتے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ کیلئے تم پر دِن طاری کیے رَکھے تو اسکے سوا کون سا رَبّ ہے جو تمہیں رات لا دے تا کہ تم آرام کر سکو؟ کیا تم دیکھتے نہیں؟ (یہاں بھی یہی مطلب ہے کہ کیا تم غور نہیں کرتے)[۷۲] (دِن کے وقت تم ہر چیز کو دیکھ رہے ہو اور تمہاری آنکھ گواہی دے رہی ہے کہ دِن روشن ہے اور یہ روشنی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کی ہے)

یہ اسی کی رحمت سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے رات بنائی اور دِن بنایا تا کہ تم رات کو آرام کر سکو اور دِن کو اپنے رَبِّ کریم کی روزی تلاش کر سکو۔ تمہیں اس کا شکر گزار ہونا چاہیے (لیکن تم شکر کم ہی کرتے ہو)[۷۳]

ایک دِن آئے گا کہ اللہ تعالیٰ انہیں پکارے گا اور پوچھے گا کہ تمہارے وہ

فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۷۴
وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا
بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا
كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۷۵

شریک کہاں گئے جن پر تمہیں ناز تھا۔[۷۴]

اور ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے پھر پوچھیں گے کہ لاؤ اب اپنی دلیل (شرک کی)۔ اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی سچا ہے اور جو انہوں نے شریک گھڑ رکھے تھے، وہ سب گم ہو جائیں گے۔[۷۵]

تشریح : جو بھی کوئی توبہ کرلے گا اور ایمان لے آئے گا اللہ تعالیٰ واحد پر، اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر، قرآن حکیم پر، آخرت پر اور تقدیر پر تو وہ کامیاب ہو جائے گا۔

مشرکینِ مکہ جو یہ اعتراض کرتے تھے کہ یہ شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نبی کیسے بن گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ فیصلہ کرنا لوگوں کا کام نہیں ہے بلکہ میرا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تحریکِ آزادیٔ ہند میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسلمانوں کے لیڈر کے طور پر منتخب فرمایا۔ اس وقت کے بہت سے بڑے بڑے مدرسے اور بڑے بڑے علماء اس بات کیخلاف تھے کہ حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلمانوں کی نمائندگی کرنے کیلئے موزوں لیڈر نہیں ہیں لیکن قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں کی نمائندگی کرنے کا بیڑہ خود نہیں اُٹھایا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لندن میں بھیجا کہ ہندوستان جاؤ اور مسلمانوں کی رہنمائی کرو۔ (**دیکھیں تلخیص مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، صفحہ ۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶**)

یہودیوں نے بھی حضرت طالوت کے انتخاب پر اعتراض کیا لیکن صحیح بات وہی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔

ہماری سیاسی حکومت اور نہ ہی ہماری عسکری حکومت (مارشل لاء) اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ہوتی ہے کیونکہ سیاسی حکومت دھاندلیوں سے آتی ہے اور عسکری حکومت ڈنڈے کے زور پر آتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص زبردستی منصب حاصل کرتا ہے، اس کی اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرتا۔ جس شخص کو منصب دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے۔ (جامع ترمذی، جلد اوّل، حدیث ۱۳۸۵)

اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا آیات مبارکہ میں اپنی رحمت کی ایک بہت بڑی نشانی دِن اور رات کا بدل بدل کر آنا فرما رہا ہے لیکن انسان اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرنے کی بجائے غیر اللہ کے پیچھے بھاگتا ہے حالانکہ تمام حاجات اللہ تعالیٰ ہی پوری فرماتا ہے اور وہی پوری فرما سکتا ہے، کوئی دوسرا پوری نہیں کرسکتا۔ سورج، زمین اور چاند جنکے نظام کی وجہ سے دِن اور رات سے ہزار نعمتیں پیدا ہوتی ہیں، اسی نے بنائے ہیں۔ نہ ہم نے بنائے اور نہ کسی سپر پاور نے بنائے، نہ کسی نبی نے بنائے اور نہ کسی ولی نے۔ ہم اپنی حاجات کیلئے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر زمانے کی بڑی طاقتوں کی مدد لیتے ہیں اور بزرگوں کی قبروں پر اور پیروں کے پاس جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ براہِ راست انسان کی دُعا سننے اور قبول کرنے کیلئے ہر وقت اس کیساتھ ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے دُعا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

صحیح بخاری میں **رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ جو شخص (یا قوم) گناہ سرزد ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے معافی نہیں مانگتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم لوگ مجھ سے معافی نہیں مانگو گے تو میں ایک ایسی قوم کو پیدا کرونگا جو گناہ کے بعد مجھ سے ہی توبہ کرے گی۔ (بخاری)

ہمارے ماحول میں بیشمار چیزیں ایسی ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ثابت ہوتی ہے۔ ان میں سے ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رات اور دِن کا ذِکر کیا ہے۔ رات اور دِن کے وجود کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور یہ بھی بات قابل فہم ہے کہ رات اور دِن سورج اور زمین کی گردش سے پیدا ہوتے ہیں۔ سورج اور زمین چاند اور ستارے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے انسان بنایا ہے۔ بات عام فہم ہے لیکن مشرکین خواہ وہ دُنیا کے کسی حصے میں رہتے ہوں اپنی ضد کی وجہ سے یہ بات ماننے کیلئے

تیار نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کائنات میں کوئی دوسرا رَبّ نہیں ہے اور خود اپنی عقل سے بہت سی چیزوں کو رَبّ کا دَرجہ دے دیا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر حرف آتا ہے۔ اسی لیے شرک کو ظلم عظیم کہا گیا ہے اور اس کبیرہ گناہ کی معافی نہیں ہے۔ جب تک کہ انسان توبہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان نہ لے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو بھی اس بات کا اقرار کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے یعنی لا الہ الا اللہ کا دِل سے اقرار کرلے گا وہ جنت میں ضرور جائیگا''۔ (اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد یا اللہ تعالیٰ کی معافی کے بعد اگر وہ توبہ کرتا رہتا ہے) (مشکوٰۃ شریف) توبہ اس وقت تک قبول ہوتی رہے گی جب تک کہ قیامت سے پہلے سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو اس وقت کا ایمان لانا بھی قبول نہیں ہوگا اور توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جائیگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

فَاَمَّا مَنْ تَابَ (آیت نمبر ۶۷):

توبہ و استغفار اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کا ایک بہت ہی موثر ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو فرمایا کہ ان الفاظ کے ساتھ مجھ سے اپنے گناہ کی معافی مانگو اور توبہ کرو۔ ''**قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○**''۔ (الاعراف ۷، آیت ۲۳) تو اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول کرلی اور انکو معاف فرما دیا۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے توبہ اور مغفرت طلب کیا کرو۔ میں روزانہ سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ و استغفار کرتا ہوں''۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۲۲۱۷) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے ایک **حدیث قدسی** بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور یہ تمہارے لیے بھی حرام کیا۔ تم آپس میں ظلم مت کرو۔ میں سب کے گناہ معاف کرتا ہوں۔ مجھ سے مغفرت طلب کیا کرو۔ میں تمہاری مغفرت کرونگا''۔ (ماخذ از مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۲۲۱۸) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ بندے کے دِن کے گناہ رات میں بخشتا ہے جو توبہ کرتے ہیں۔ اسی طرح رات کے گناہ دِن میں بخش دیتا ہے جو توبہ کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا''۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل حدیث ۲۲۲۱)

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ص
وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ
اُولِى الْقُوَّةِ ق اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ
الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا
وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ
فِى الْاَرْضِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾
قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ ط اَوَلَمْ يَعْلَمْ
اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ

ترجمہ ◄ (آیات ۷۶ سے ۸۲) قارون (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ پھر اس نے اپنی قوم سے بغاوت کی۔ ہم نے اسکو اتنے خزانے دیئے تھے کہ ان کی کنجیاں طاقتور آدمیوں کا ایک گروہ اُٹھایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کی قوم نے اس سے کہا کہ ''گھمنڈ نہ کر، اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔[۷۶]

جو مال اللہ تعالیٰ نے تجھے دیا ہے، اس سے آخرت کا گھر تلاش کرنے کی کوشش کر اور دُنیا میں سے بھی اپنا حصہ لینا نہ بھول۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر مہربانی کی ہے، تُو بھی لوگوں پر مہربانی کیا کر اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش نہ کر۔ اللہ تعالیٰ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔[۷۷]

قارون نے کہا کہ ''مجھے یہ سب کچھ میرے علم کی بنا پر دیا گیا ہے''۔

کیا قارون نے نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے بہت سے لوگوں کو ہلاک

اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ
ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ
زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ
ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا
يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ
الْاَرْضَ ۟ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ

کر چکا ہے جو کہ اس سے زیادہ طاقتور تھے اور بہت بڑی جماعت رَکھتے تھے۔ مجرموں سے تو انکے گناہ نہیں پوچھے جاتے (یعنی اس دُنیا میں اچانک ہلاک کر دیے جاتے ہیں)[۷۸]

ایک دِن اپنی قوم کے سامنے پوری **شان وشوکت** سے باہر آیا۔ بعض لوگ جو **دُنیا** کو چاہتے تھے، کہنے لگے کہ کاش! ہمیں بھی ایسا ہی دیا جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ یہ بہت بڑی قسمت والا انسان ہے۔[۷۹]

مگر جو لوگ **صحیح علم** رَکھتے تھے، کہنے لگے کہ افسوس ہے تم لوگوں پر! اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو ثواب ہے، وہ بہتر ہے اس شخص کیلئے جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے اور یہ دولت (ایمان اور نیک عمل کی) نہیں ملتی مگر صرف صبر کرنے والوں کو۔[۸۰]

پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر کوئی اس کے گروہ میں سے ایسا نہ نکلا جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتا اور نہ ہی وہ خود اپنی مدد آپ کر سکا۔[۸۱]

دُوْنِ اللّٰهِ ق وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ج لَوْ لَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ط وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

پھر وہی لوگ جو کل اس کے مرتبے کی تمنا کرتے تھے، کہنے لگے کہ ہم تو بھول گئے تھے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے، وسیع کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے، کم کر دیتا ہے۔ (شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ) اگر اللہ تعالیٰ ہم پر مہربانی نہ فرماتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا۔ افسوس کہ ہم بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے کامیاب نہیں ہوا کرتے۔ [۸۲]

تشریح : قارون ایک بہت دولتمند آدمی تھا لیکن فخر اور تکبر کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو تکبر ہرگز پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حضرت لقمان علیہ السلام کے ذریعے سے فرمایا کہ ''زمین پر اکڑ کر مت چلو۔ تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی اپنے آپ کو اونچا کر کے پہاڑ کی بلندی تک پہنچ سکتے ہو''۔ (دیکھیں سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۳۷) (ایسی چال تکبر کی نشانی ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریائی میری چادر ہے، عظمت میری تہبند ہے۔ جو شخص ان میں سے میری ایک شے بھی چھینے گا، میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا''۔ (سنن ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱۹۷۷)

تکبر ایک بہت بڑی اخلاقی بیماری ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ غریبوں کو سلام کیا جائے۔ غریبوں کو مالی امداد کی جائے اور غریبوں کیساتھ بیٹھا جائے۔ ہمارے ملک میں ایک طبقہ ایسا ہے جو انتہائی تکبر کرتا ہے۔ انکا تکبر اقتدار کی وجہ سے ہے۔ جب تک وہ اقتدار میں ہوتے ہیں تو کسی غریب آدمی کو تو وہ انسان ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ لاعلاج ہیں اور یہی لوگ ملک کو تباہ کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ یہ خود پسند، خود پرست، لالچی اور پیسے

سے انتہائی محبت رَکھنے والے لوگ ہیں۔

دولت اور اقتدار انسان میں تکبر اور ظلم بھر دیتا ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''مظلوم کی بددُعا سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور مظلوم کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

گناہگاروں سے اس دُنیا میں ان کے گناہوں کی پوچھ گچھ نہیں ہوتی بلکہ یکدم ان کے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر جب چاہتا ہے، جیسا چاہتا ہے، عذاب بھیج دیتا ہے۔ دیکھیں قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ فرعون وغیرہ کا کیا انجام ہوا۔ ان سے پوچھ کر ان پر عذاب نہیں بھیجا گیا تھا۔

تکبر دِل کی سختی سے پیدا ہوتا ہے اور دِل کی سختی تکبر پیدا کرتی ہے۔ اس کا بہترین علاج اللہ تعالیٰ کا ذِکر ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اپنی زبان ذِکرِ الٰہی سے غافل نہ رَکھو کیونکہ ذِکرِ الٰہی سے خالی ہونا دِل کو سخت بنا دیتا ہے اور سخت دِل اللہ تعالیٰ سے دُوری پیدا کرتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۱۶۹)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہر چیز کیلئے صفائی کی کوئی چیز ہوتی ہے اور دِلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہے'' (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۲۱۷۸)

رزق کے متعلق: مشاہدہ ہے کہ زیادہ رزق انسان کو گمراہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ ''جب میں کسی بستی کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو اسکے خوشحال لوگوں کو بے راہ کر دیتا ہوں (یعنی وہ اپنی دولت کے نشے میں بُرائیاں کرتے ہیں اور پھیلاتے ہیں) (دیکھیں سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۱۶) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو اپنے تھوڑے رزق پر راضی رہا تو اللہ تعالیٰ بھی اسکے تھوڑے عمل پر راضی ہو جائیگا''۔ (مشکوٰۃ شریف) رزق کی تقسیم کلیۃً اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''رزق نہ عقل پر منحصر ہے، نہ علم پر۔ اللہ تعالیٰ بعض بیوقوفوں کو اتنا رزق عطا فرماتا ہے کہ عقلمند اور صاحب علم حیران رہ جاتے ہیں''۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''ہر چیز کا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے (یعنی علم، حکمت اور مال) میں تو صرف تقسیم کرتا ہوں''۔ (بخاری شریف) بہترین رزق وہ ہے جو ہاتھ کی کمائی سے حاصل کیا جائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف)

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ
عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ
﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ
بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ
الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ
جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا
كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً
مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا

ترجمہ ◄ (آیات ۸۳ سے ۸۸) آخرت کا گھر (یعنی جنت) ان لوگوں کیلئے ہے جو ملک اور زمین میں نہ اپنی **بڑائی** کرتے ہیں نہ **فساد**۔ اچھا انجام متقی لوگوں ہی کیلئے ہے۔[۸۳]

جو کوئی نیکی لے کر آئے گا تو اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور جو کوئی بُرائی لے کر آیا تو بُرائیاں کرنے والوں کو اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنا انہوں نے بُرا کیا۔[۸۴]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جس نے یہ قرآن کریم تم پر فرض کیا ہے، وہ تمہیں ایک بہترین ٹھکانے کی طرف پہنچانے والا ہے۔ ان کو بتاؤ کہ میرا رَبِّ کریم خوب جانتا ہے کہ ہدایت لے کر کون آیا ہے اور واضح گمراہی میں کون مبتلا ہے۔[۸۵]

تم تو اس بات کے ہرگز آرزومند نہ تھے کہ تم پر کتاب نازل کی جائے۔ یہ تو محض تیرے رَبِّ کریم کی رحمت سے ہے (کہ یہ کتاب تم پر نازل کی) پس تم کافروں کے مددگار مت بنو۔ (یعنی اسی کتاب پر عمل کرو۔ کافروں کے رسم ورواج کو کلیۃً ٹھکرادو) [۸۶]

يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۸۷ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۘ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۸۸

ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات جب تم پر نازل ہوں تو کفار تمہیں ان (پر عمل کرنے) سے باز رکھیں۔ (مشرکین کو) اپنے رَبِّ کریم کی طرف دعوت دو اور (خود) مشرکوں میں شامل مت ہو جانا۔ (یعنی کوئی شرک کا شائبہ بھی تمہارے عمل میں نہیں ہونا چاہیے)[۸۷]

اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی دوسرے رَبّ کو پکارنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا رَبّ ہے ہی نہیں۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اسکی ذاتِ اقدس کے۔ فرمانروائی اسی کیلئے ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔[۸۸]

تشریح : انسان کا جنت میں جانا اور دوزخ سے دُور رہنا صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے ہے۔ **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''کوئی شخص جنت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا داخل نہیں ہوگا''۔ ایک **اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا** نے سوال کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی؟'' اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا گیا کہ ''ہاں! میں بھی صرف اسی کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں ایسے بیٹھے ہوتے تھے کہ کوئی باہر سے آنے والا اجنبی یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ نبی کون ہے بلکہ وہ لوگوں سے پوچھتا تھا۔

ہمارے بڑے بڑے عالم اور چھوٹے چھوٹے سیاستدان ایسی شاہانہ کرسیوں پر بیٹھتے ہیں کہ انسان سمجھتا ہے کہ ساری کائنات کے مالک شاید یہی لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تکبر سے بچائے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اختیار دیا تھا کہ نبوت کیساتھ بادشاہت چاہتے ہو یا فقر چاہتے ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں فقر چاہتا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک دوسری حدیث شریف میں فرمایا کہ ''اگر دو آدمیوں پر بھی تمہیں کوئی مجبور کرے کہ امیر (سردار) بن جاؤ تو امیر بننے سے پرہیز کرنا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

لیکن ہم ایک کلرک کے تو قابل نہیں ہوتے اور وزیر بننے کیلئے ہم کروڑوں روپیہ صَرف کر دیتے ہیں۔ بے حساب جھوٹ بولتے ہیں اور جیسے ہی آپکو وزیر بننے کی کچھ اُمید نظر آتی ہے تو راتوں رات گردن ایسے اکڑ جاتی ہے گویا کہ لوہار نے بڑی چستی سے ایک لوہے کا پٹہ گلے میں جڑ دیا ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ ''**اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ**''۔ (یٰسین ۳۶، آیت ۸) ترجمہ ''ہم نے انکی گردنوں میں لوہے کے پٹے ڈال رکھے ہیں جو کہ ٹھوڑیوں تک ہیں جس سے انکے سر اوپر کو اُٹھے رہ گئے''۔ (یعنی تکبر کی وجہ سے اگر وہ سر جھکانا بھی چاہیں تو نہیں جھکا سکتے)

یہ ہے رویہ ہمارے اوپر کے طبقے کا جو کہ چھیاسٹھ سال سے ہم دیکھ رہے ہیں تو ایسے رویے سے ملک کی خدمت کیسے کی جاسکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہی ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس کے دِل میں رائی کے برابر تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا''۔ (مشکوٰۃ) یہ متکبرانہ رویہ مشرکین کا تھا جو قرآن حکیم کی درج بالا آیات مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔

لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ:

آسمانوں اور زمین کی حکمرانی تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اسکے سوا کوئی دوسرا حکمران نہیں ہوسکتا۔ زمین کی حکمرانی وہ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔ کچھ اچھے ہوتے ہیں اور کچھ بُرے

ہوتے ہیں۔ یہ اس کی اپنی حکمت پر منحصر ہے۔ ہم اس پر تنقید نہیں کر سکتے مثلاً نمرود کے متعلق فرمایا کہ ''**اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰـهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ** ''۔(البقرۃ ۲، آیت ۲۵۸) ترجمہ ''کیا تو نے غور نہیں کیا اس شخص پر جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑا کیا کہ اس (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام) کا رَبِّ کریم کون ہے؟ حالانکہ اس کو حکومت اللہ تعالیٰ نے ہی دی تھی''۔

شرک بدترین گناہ ہے۔ یہ نا قابل معافی ہے اور یہ ظلم عظیم ہے۔

کبیرہ گناہوں میں سے بدترین گناہ شرک ہے۔ (صحیح بخاری)

انتہائی ظالم انسان کو اللہ تعالیٰ نے حکمرانی عطا فرمائی۔ اس کی حکمت کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔

ہمارے نصیب میں جو حکمران آ رہے ہیں، معلوم نہیں کب کوئی ایسا آئے گا جس نے **تکبر** کا لباس نہ پہنا ہوا ہو بلکہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ہو جن کے لبادے پر چودہ پیوند لگے ہوئے تھے اور کھانے کے متعلق جس نے یہ فرمایا کہ جو شخص چپاتی زیتون کے تیل کے ساتھ کھاتا ہے (بجائے خشک کھانے کے) اس نے دو کھانے کھائے (گویا کہ یہ عیاشی ہے)

؎ صوفی کی طریقت میں فقط مستیِ احوال
ملا کی شریعت میں فقط مستیِ گفتار
شاعر کی نوا مُردہ و افسردہ و بے ذوق
افکار میں سرمست، نہ خوابیدہ، نہ بیدار
وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ پَے میں فقط مستیِ کردار

☆.....☆.....☆

؎ گریز کشمکشِ زندگی سے مردوں کی اگر شکست نہیں ہے تو اَور کیا ہے شکست

☆.....☆.....☆

؎ شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر اب تو ہی بتا تیرا مسلماں کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمد آیاتِ الٰہی کا نگہباں کدھر جائے

اَلْعَنْكَبُوْتِ ۲۹

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۶۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

الٓمّٓ ۝۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا
اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝۲ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ
الْكٰذِبِيْنَ ۝۳ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۳) الف لام میم۔ کیا (ایمان لانے والے) لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ صرف یہ کہنے سے کہ ''ہم ایمان لائے''، آزمائے جانے سے چھوڑ دیئے جائینگے۔[۱-۲]

ہم پہلے بھی لوگوں کو آزما چکے ہیں تا کہ جان لے اللہ تعالیٰ کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔[۳]

وہ لوگ جو بُرے کام کر رہے ہیں، (جس سے ہم نے منع کیا ہوا ہے) کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بے بَس کر دینگے۔ (یعنی وہ ہمیں انکو سزا دینے میں روک

اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۴ مَنْ كَانَ
يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ
لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷
وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ
لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ
اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸

لیں گے) بہت غلط فیصلہ ہے جو اپنے دِل میں یہ کر رہے ہیں۔[۴]

جو کوئی اللہ تعالیٰ سے (آخرت میں) ملاقات پر یقین رکھتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا وقت آیا ہی چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔[۵]

جو کوئی (آخرت کیلئے) محنت کرے گا، وہ اپنے ہی فائدے کیلئے کریگا۔ اللہ تعالیٰ تو تمام جہانوں سے بے نیاز ہے (تمہاری عبادت سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا)[۶]

جو لوگ ایمان لائینگے اور نیک عمل کرینگے، انکی بُرائیاں ہم مٹا دینگے اور انکے بہترین اعمال کا اچھا بدلہ دینگے۔[۷]

ہم نے انسان کو ہدایت فرمائی ہے کہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کرے لیکن اگر وہ تجھے مجبور کریں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک بناؤ جس کا ان کو کوئی علم نہیں ہے تو وہ ان کی بات نہ مانے۔ آنا تو سب نے میری ہی طرف ہے تو میں پھر تم سب کو بتا دوں گا کہ (زمین پر) تم کیا کرتے رہے تھے۔ (بُرائی کرنے کے بارے میں والدین کا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ
فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا
بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ
كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ
لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا
فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ

حکم مت مانو اور نیکی کرنے کے بارے میں والدین کا حکم ضرور مانو)[۸]

جو لوگ ایمان لائے اور (خلوص سے) انہوں نے نیک عمل کیے، انکو ہم ضرور نیک لوگوں میں شامل کرینگے۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر (مگر انکے دِل میں ایمان نہیں ہے) اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں لوگوں سے ستائے گئے تو انہوں نے لوگوں کی آزمائش کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح سمجھ لیا (اور دِل میں ایمان کو چھوڑ دیا) جب تیرے رَبِّ کریم کی مدد آئے گی (مخلص ایمان والوں کیلئے) تو یہ (منافق) لوگ کہیں گے کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ کیا لوگوں کی نیتوں کا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں ہے۔[۹-۱۰]

اللہ تعالیٰ ضرور یہ دیکھ کر رہے گا (آزمائش کے ذریعے) کہ صحیح مومن کون ہیں اور منافق کون۔[۱۱]

کافروں نے مومنین کو کہا کہ ہمارے طریقے پر چلو اور تمہاری خطائیں ہم اپنے اوپر لیں گے حالانکہ وہ انکی خطاؤں میں سے کچھ بھی اپنے اوپر نہیں لے سکتے، وہ

خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع

تو بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔ (کسی انسان کا عمل اچھا ہو یا بُرا، کسی دوسرے انسان کے سر پر نہیں پڑے گا) [۱۲]

لیکن بات یہ ہے کہ وہ اپنے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور اسکے ساتھ دوسروں کے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور قیامت کے دِن ان سے ضرور ان سازشوں کی باز پرس ہوگی جو وہ کرتے رہے تھے۔ (دوسروں کے بوجھ اس لیے کہ وہ دوسروں کو اپنے ساتھ مومنین کے خلاف سازشوں میں شامل کرتے تھے) [۱۳]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں منافقین کے بارے میں فرمایا جارہا ہے۔

جو تو صحیح کلمہ گو ہیں، وہ اللہ تعالی کے راستے میں ہر تکلیف برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں۔ جنہوں نے دِل سے نہیں بلکہ زمانے کے رُخ کو دیکھ کر کلمہ پڑھ لیا، وہ موقع کی تاک میں رہتے ہیں۔ جب مصیبت کا وقت آتا ہے تو اس سے بچنے کی تدبیریں اور بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ جب اَمن اور سہولت کا وقت ہوتا ہے تو پھر وہ بلند آواز سے کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ مختلف حالات میں لوگوں کو آزماتا ہے۔ بُرے حالات میں اللہ تعالیٰ انکی مدد فرماتا ہے جو صحیح مومن ہوتے ہیں اور منافقین ظاہر ہو کر ذلیل وخوار ہوتے ہیں کیونکہ وہ بُرے حالات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین سے گلہ شکوہ کرتے ہیں۔

جو لوگ مومنین کیساتھ ہر مصیبت میں ہوتے ہیں، انکو منافقین ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ تم ہماری بات مان لو، ہم تمہارا بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور اپنا بوجھ بھی حالانکہ اللہ تعالیٰ کا یہ مستقل قانون ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

اُخْرٰی''۔(النجم۵۳،آیت۳۸)ترجمہ''کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا''لیکن یہ بات ضرور ہے کہ منافقین کا مشورہ اور ترغیب مومنین صادقین کو کہ ہم تمہارا بوجھ بھی اُٹھائیں گے،اس غلط مشورے کا بوجھ اپنے باقی گناہوں کے بوجھ کیساتھ ضرور اُٹھائینگے۔ ''جو کوئی نیکی یا بدی کی ابتدا کرتا ہے،اس پر عمل کرنے والوں کا اَجر یا سزا ابتداء کرنے والے کے اعمال میں بھی لکھی جاتی ہے''(آیت نمبر۱۲اور۱۳پر غور کریں)(حدیث مشکوٰۃ شریف)

کسی کو غلط راستے پر لگانا منافقت ہے۔**حدیث مبارکہ میں آیا ہے** کہ''اگر کسی کو مشورہ دیں تو صحیح مشورہ دیں کیونکہ مشورہ ایک امانت ہے''۔امانت میں خیانت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

صحیح مومنین کیساتھ جو سازشیں منافقین کرتے رہے ہیں،ان سازشوں کا بوجھ وہ قیامت کے روز اپنے دوسرے گناہوں کیساتھ اُٹھائینگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں مومنین تین محاذ پر لڑ رہے تھے:

۱- ایک محاذ پر کھلے مشرک دُشمن تھے۔عرب کے مشرکین کافرین قبائل بشمولِ مکہ

۲- وہ مسلمان جو ابن الوقت تھے اور وقت کے لحاظ سے وہ کبھی مومنین کیساتھ ہو جاتے تھے،کبھی ان سے عملی طور پر علیحدگی اختیار کر لیتے تھے اور ہمیشہ مومنین کیخلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔اسکی کئی مثالیں ہیں لیکن قرآن حکیم میں تین موقعوں پر منافقین کا عمل واضح ہے۔

الف) جنگِ اُحُد میں عبداللہ بن ابی اپنے منافقین ساتھیوں کو واپس لے آیا تھا۔

ب) جنگِ تبوک کے موقع پر بہت سے منافقین نے گرمی اور اپنی فصل کے پکنے کا بہانہ بنا کر جنگ میں شامل ہونے سے گریز کیا تھا۔

ج) جب صحیح مومنین غزوہ تبوک کیلئے مدینہ طیبہ سے نکل چکے تھے تو پیچھے منافقین نے مسجدِ ضرار اس نیت سے بنائی کہ اس میں مسلمانوں کیخلاف منصوبے بنائے جائیں گے۔اس مسجد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے واپس آنے پر اللہ تعالیٰ نے گرانے کا حکم فرمایا۔

۳- یہود و نصاریٰ جن کی بستیاں مدینہ طیبہ اور مدینہ طیبہ کے اردگرد تھیں۔

پاکستان بننے کے بعد ہم آزمائشوں میں ڈال دیئے گئے تاکہ منافقین بھی ظاہر ہو

جائیں اور صحیح محبت کرنے والے اسلام سے اور پاکستان سے ظاہر ہو جائیں۔

پاکستان کی پوری تاریخ میں منافقین نے مستحکم حکومت کبھی بننے نہیں دی کیونکہ اگر وفاقی حکومت مستحکم نہ ہو تو ملک ترقی نہیں کر سکتا اور یہی صفت ہوتی ہے منافق کی کہ صحیح مسلمان غالب نہ آ جائیں۔ اتحاد ترقی کیلئے بہت ضروری ہے۔

یہ منافقین آج بھی سرگرم ہیں اور انکو مدد کرنے والی قوتیں بھی بالکل واضح ہیں لیکن صحیح مومنین اتنے کمزور ہیں کہ ان پر غلبہ حاصل نہیں کر رہے۔ جب صحیح مومنین کا غلبہ ہو جائیگا تو ان شاء اللہ پاکستان دُنیا کا ایک طاقتور ترین ملک بن کر اُٹھے گا۔

جو قوتیں انکو مدد کرتی ہیں، بعض تو واضح طور پر اسلام اور پاکستان کی دُشمن ہیں۔ بعض دوستی کے لبادہ میں ہمیں غیر مستحکم رَکھتی ہیں اور بعض قوتیں چھپی ہوئی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے، ہم نہیں جانتے۔

ہماری درخواست ہے کہ ہر مسلمان اسلام اور پاکستان سے اسی طرح محبت کرے جیسے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دِین اسلام، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور مدینہ طیبہ سے محبت کرتے تھے۔

ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کا مستقبل اسی سے وابستہ ہے۔ اس مستقبل کیلئے اللہ تعالیٰ نے پاکستان بنایا۔

یہ مستقبل کیا ہے؟

عام لوگ بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اگر پاکستان نہ ہوتا تو ہمیں ملازمتیں نہ ملتیں، کاروبار کرنے کی اجازت نہ ہوتی، کھیتی باڑی نہ کر سکتے، فیکٹریاں اور ملیں نہ لگا سکتے لیکن یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ مستقبل نہیں بلکہ دوسرا مستقبل ہے۔

وہ دوسرا مستقبل اللہ تعالیٰ کا دِین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہندوستان کے مسلمانوں کی قیادت کیلئے خاص طور پر حکم دیا تا کہ ہندوستان کے مسلمان مشرکین کے غلبہ سے آزاد ہو کر اپنے دِین کو قائم رَکھیں اور اپنے بچوں کے مستقبل کو دِینِ اسلام پر قائم رہنے کا موقع فراہم کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ملاقات حضرت قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کیساتھ لندن میں فلیٹ میں رات کے وقت ہوتی ہے۔ پورا واقعہ یوں ہے:

حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک ساتھی جنہیں حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی میں یہ واقعہ سنانے سے منع فرمایا تھا، حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد ان ہی کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ''ایک رات میں لندن (London) میں جب اپنے کمرے میں سو رہا تھا تو چارپائی کو ایک جھٹکا لگنے سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے دیکھا کہ کمرے میں کوئی نہیں ہے۔ میں پھر سو گیا۔ دوسرا جھٹکا تیز تھا۔ پس میں اُٹھا اور دروازہ کھول کر باہر کا جائزہ لیا اور یہ اطمینان کر کے کہ سب ٹھیک ہے، آ کر سو گیا۔ خیال تھا کہ شاید زلزلے کے جھٹکے ہیں۔ تیسرے جھٹکے نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ میں اُٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ میرا کمرہ خوشبو سے مہک رہا تھا اور میں کسی کی موجودگی محسوس کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ

Who are you?

جواب آیا کہ

I am your Prophet Muhammad صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

I have come to ordain you to leave for India & guide Muslims there in their Freedom Movement. I am with you. Finally you will emerge successful insh-Allah.

یہ سن کر میں نے جواب دیا کہ

Thank you my Holy Prophet صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

اس واقعہ کے بعد جتنی جلدی ممکن ہو سکتا تھا، میں مستقل طور پر بمبئی آ گیا''۔

[زیارت نبی بحالت بیداری، حصہ دوم، واقعہ نمبر ۱۱۴، محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ، ناشر فیروز سنز]

پاکستان کی آزادی کا مطلب تحریکِ آزادی کے دوران یہ تھا کہ

پاکستان کا مطلب کیا..... **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه**

تحریکِ آزادی کے وقت بھی بہت سے منافقین نے آزاد پاکستان کی مخالفت کی تھی اور آج بھی وہ پاکستان کے بیرونی دُشمنوں اور اندرونی منافقین کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔

؎ گو فکر خداداد سے روشن ہے زمانہ آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد

[اقبال]

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ◄ (آیات ۱۴ سے ۲۵) ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ ان میں نو سو پچاس سال (تبلیغ کرتے) رہے۔ آخر کار ان لوگوں کو طوفان نے آ لیا (اور غرق کر دیا) کیونکہ وہ ظالم تھے۔ (کیونکہ وہ مشرک ہی رہے اور ایمان نہیں لائے)[۱۴]

ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو اور کشتی میں انکے ساتھ سوار ہونے والوں (یعنی مومنین) کو بچا لیا (اور کافروں کو غرق کر دیا) اور ہم نے اس واقعہ کو آنے والی نسلوں کیلئے سبق آموز بنا دیا۔[۱۵]

پھر ہم نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کی نافرمانی سے ڈرو۔ یہی طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔[۱۶]

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن چیزوں کو تم پوج رہے ہو، وہ تو صرف بت ہیں اور یہ

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ

سب کچھ جھوٹ ہے۔ جن کو تم پوج رہے ہو، وہ تمہیں کوئی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ سے ہی رزق مانگو۔ اسی کی بندگی کرو اور اسی کا ہی شکر اَدا کرو کیونکہ بالآخر اسی کی ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔[۱۷]

اگر تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو تو تم سے پہلے بہت سی قومیں (اپنے نبیوں کو) جھوٹا سمجھتی رہی ہیں (اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب بھیجا اور صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا) رسول کا کام صرف پہنچا دینا ہوتا ہے۔[۱۸]

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کیسے مخلوق (مثلاً نباتات، حیوانات اور انسان) کو پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ پیدا کرتا چلا جاتا ہے (اسی طرح تم دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے قیامت کے دِن کیونکہ ہر چیز کا DNA زندہ رہتا ہے) یہ کام تو اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔[۱۹]

ان سے کہو کہ ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ اس نے کس طرح مخلوق کی ابتدا کی پھر اس کی دوبارہ تخلیق کرے گا قیامت کے روز۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔[۲۰]

اللہ تعالیٰ جسے چاہے، سزا دے اور جسے چاہے، اس پر رحم فرمائے۔ بالآخر

تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا
فِى السَّمَآءِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا
نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ
اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِىْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا
اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِىْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا
اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ

اسی کی طرف تم نے لوٹ کر جانا ہے۔تم نہ زمین میں اس کو عاجز کر سکتے ہو اور نہ ہی آسمانوں میں اور اللہ تعالیٰ سے بچانے والا تمہیں نہ کوئی دوست ملے گا، نہ کوئی مددگار۔ [۲۱-۲۲]

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور اس سے آخرت میں ملاقات پر یقین نہیں رکھتے، ایسے لوگ میری رحمت سے مایوس ہو جائینگے اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔[۲۳]

(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو اسکی قوم کا جواب یہ تھا کہ ''قتل کر دو اسے یا جلا ڈالو'' لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے آگ سے بچا لیا۔ یقیناً اس میں سبق آموز نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو صحیح مومن ہیں۔[۲۴] (اللہ تعالیٰ رسولوں اور مومنوں کو بچا لیتا ہے)

(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ تم نے دُنیا کی زندگی میں تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنا محبوب بنا لیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۖ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۲۵

کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہوگی اور وہاں تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔[۲۵]

تشریح : آج بھی دُنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کو پوجتے ہیں مثلاً (۱) بت (۲) نفسانی خواہشات (۳) اللہ تعالیٰ کے نبی (۴) اللہ تعالیٰ کی بزرگ ہستیاں یہ سب مشرک ہیں۔

انکے خلاف اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بھیجا۔ فرمایا کہ ''**قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا**'' (الاعراف ۷، آیت ۱۵۸) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے فرمایا، تم اعلان فرما دو کہ اے ''تمام دُنیا کے'' انسانو! میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں''۔

ظاہر بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تو بشر تھے اور ہر بشر کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ انہوں نے تو ایک دِن چلے ہی جانا تھا اور وہ چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی زندگی مبارکہ میں ایک ایسی قوم کی بنیاد رکھی جو کہ انکے چلے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا پیغام باقی دُنیا تک پہنچاتی رہے۔ اسکا ذِکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے کہ ''**كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ**'' (آلِ عمران ۳، آیت ۱۱۰) ترجمہ ''تم ایک بہترین اُمت ہو جو کہ تمام انسانوں کی رَہنمائی کیلئے نکالی گئی ہے۔ تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رَکھتے ہو''۔

یہ تھی اُمت کی ڈیوٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وصال کے بعد لیکن یہ ڈیوٹی ایک صدی کے بعد اُمت بھول گئی اور دُنیا جمع کرنے میں لگ گئی حالانکہ ''دُنیا کی

قیمت آخرت کے مقابلہ میں ایک مری ہوئی بکری کے برابر بھی نہیں ہے''۔

ایک دِن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مدینہ طیبہ سے باہر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کیساتھ جا رہے تھے کہ راستے میں ایک مری ہوئی بکری پڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے پوچھا کہ ''اس مری ہوئی بکری کو کون خریدے گا؟'' حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی کہ ''اس مری ہوئی بکری کی قیمت تو کچھ بھی نہیں، اسکی قیمت تو صفر ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''یاد رکھو کہ دنیا کی قیمت آخرت کے مقابلہ میں اس سے بھی کم ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

اصلی ڈیوٹی کو چھوڑ کر دُنیا جمع کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج تمام مسلم اُمہ ذلیل وخوار ہو رہی ہے۔ **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جب تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد چھوڑو گے تو تم ذلیل ہو جاؤ گے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

سیدھے راستے پر آنے میں اگر آپ چاہیں تو دیر نہیں لگتی۔

اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں۔ اپنی نفسانی خواہشات کو روک کر دُنیا کے لالچ کو چھوڑیں اور جنت کے شوق میں اور دوزخ کے خوف میں اللہ تعالیٰ کے راستے کو اختیار کریں۔ وہ دِن دُور نہیں جب آپ کھوئی ہوئی عزت واپس لے لیں گے۔ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اُمت کے مستقبل کی ایک پُر اُمید تصویر دیکھی تھی۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

؎ کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

؎ سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

؎ مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا زورِ حیدرؓ، فقرِ بو ذرؓ، صدقِ سلمانیؓ

قیامت میں دوبارہ زندہ اُٹھنے کے ثبوت:

(۱) خشک بنجر زمین پر بارش ہوتی ہے تو زراعت اور کیڑے مکوڑے پیدا ہو جاتے ہیں

(۲) نباتات، حیوانات اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک بیج سے ابتدا میں پیدا کیا۔ اب ہر مخلوق کا بیج زندہ رہتا ہے اس کے مرنے کے بعد بھی۔ اسی لیے انسان کی آبادی، زراعت کی قسمیں اور حیوانات دوبارہ پیدا ہوتے جاتے ہیں جبکہ پیدا کیا ہوا وجود ختم ہو جاتا ہے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مُردہ انسان کو گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا مارا گیا تو وہ دوبارہ زندہ ہو گیا۔ (سورۃ البقرۃ ۲، پارہ ۱)

(۴) اصحاب کہف تین سو سال غار میں رہے اور پھر تین سو سال کے بعد انکو زندہ اُٹھایا گیا۔ (سورۃ الکہف ۱۸، پارہ ۱۵) وہ تین سو سال سوئے رہے اور نیند کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں موت سے تشبیہ دی ہے۔ اس دوران اصحابِ کہف ہر احساس سے محروم تھے۔ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے۔ نہ بولتے تھے نہ دیکھتے تھے اور نہ سنتے تھے گویا کہ وہ مُردوں کی طرح پڑے ہوئے تھے گو سانس اور دِل کی حرکت موجود تھی

(۵) ایک نبی، اس کا گدھا اور اس کا کھانا سو سال سے زیادہ مُردہ رہے۔ سو سال کے بعد انکو دوبارہ زندہ کر دیا گیا۔ (البقرۃ ۲، پارہ ۳)

(۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کچھ پرندے ذبح کرنے کے بعد پہاڑ پر رَکھے اور پھر ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بلایا تو وہ بھاگتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ (البقرۃ ۲، پارہ ۳)

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے۔ (آلِ عمران ۳، پارہ ۳، المائدۃ، پارہ ۷)

(۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کا پرندہ بناتے تھے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھونک مارتے تھے تو وہ زندہ ہو جاتا تھا۔ (آلِ عمران ۳ پارہ ۳، المائدۃ، پارہ ۷)

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کو ملنے کیلئے جب گئے تو ان کے زادِ راہ میں ایک بھنی ہوئی مچھلی تھی۔ جب وہ آرام کرنے کے لیے ایک جگہ ٹھہرے تو مچھلی زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی۔ (الکہف ۱۸، پارہ ۱۷)

یہ سب واقعات اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوئے اور اسی طرح قیامت کے روز انسان اور باقی مخلوقات اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جائیں گے۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ
اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ
وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ
وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ
لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ
لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ
الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ
السَّبِیْلَ ۙ۬ وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا

ترجمہ◄ (آیات ۲۶ سے ۳۵) صرف (حضرت) لوط (علیہ السلام) ہی ان (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام) پر ایمان لائے (اور باقی قوم میں سے کوئی ایمان نہیں لایا۔ حضرت لوط علیہ السلام آپکے بھتیجے تھے) (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے (اب) فرمایا کہ میں اپنے رَبِّ کریم کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔ وہ زبردست اور دانا ہے (حضرت ابراہیم علیہ السلام کنعان موجودہ فلسطین میں جا بسے) اور ہم نے اسے (حضرت) اسحٰق (علیہ السلام) اور (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) عطا فرمائے اور اسکی نسل میں نبوت اور کتاب رَکھ دی اور اسے دُنیا میں بھی اَجر عطا فرمایا اور آخرت میں بھی صالحین میں سے ہونگے۔[۲۶-۲۷]

ہم نے (حضرت) لوط (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (جو سدوم میں رہتی تھی)۔ اس نے کہا کہ اے میری قوم! تم وہ بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی مخلوق نے نہیں کیا۔[۲۸]

كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ
انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ
رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا
اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾
قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا
ۣ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ كَانَتْ مِنَ

کیا تم مَردوں کے پاس جاتے ہو اور صحیح راستہ اختیار نہیں کرتے اور اپنی مجلسوں میں یہی بُرا کام کرتے ہو۔ اسکی قوم نے جواب دیا کہ لے آ اللہ تعالیٰ کا عذاب اگر تو سچا ہے۔[۲۹]

(حضرت) لوط (علیہ السلام) نے دُعا کی کہ ان فساد برپا کرنے والے لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ (ہر باطل فعل فساد کہلاتا ہے)[۳۰]

جب (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے بشارت لے کر پہنچے (اور بیٹے کی پیدائش کی بشارت دی تو) انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم اس بستی (یعنی سدوم اور اسکے مضافات) کے لوگوں کو ہلاک کرنے کیلئے آئے ہیں کیونکہ اسکے رہنے والے ظالم ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کر رہے ہیں)[۳۱]

(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ وہاں تو (حضرت) لوط (علیہ السلام یعنی نبی) موجود ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہیں کہ وہاں کون کون ہے۔ ہم اسکو اور اسکے اہل کو سوائے اسکی بیوی کے بچا لیں گے۔ اسکی بیوی پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔[۳۲]

الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّا اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ قف اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾

پھر جب ہمارے بھیجے ہوئے (حضرت) لوط (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو وہ انکی آمد پر سخت پریشان ہوئے اور انکا دِل تنگ ہونے لگا۔ فرشتوں نے کہا کہ ڈرو نہیں اور نہ ہی غم کھاؤ۔ ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو سوائے تمہاری بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے، بچالیں گے۔[۳۳]

ہم اس بستی کے رہنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں، اس بے حیائی کی وجہ سے جو یہ کرتے رہے ہیں۔[۳۴]

ہم نے اس بستی کی ایک واضح نشانی چھوڑ دی ہے ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیں۔[۳۵] (سدوم کے کھنڈرات آج بھی موجود ہیں)

تشریح: قومِ لوط کی بیماری آج بھی موجود ہے۔ یورپ کے بعض ملکوں میں تو قانوناً اسکو جائز قرار دے دیا گیا ہے لیکن ان پر عذاب کیوں نہیں آ رہا؟ اسکی حکمت وہی جانتا ہے جس نے کائنات کو بنایا ہے اور اس عمل کو حرام قرار دیا ہے۔

ہمارے لیے سبق یہ ہے کہ ہمیں اس سے بچنا چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ جو زلزلے آتے ہیں، اسکی وجہ سے ہی آتے ہوں اور وہ علاقہ اور وہ لوگ دُنیا سے ختم کر دیے جاتے

ہیں جن کی اکثریت میں یہ عمل جاری رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

ایک **اُمّ المومنین** رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا کہ ''آیا چند اوپر کے لوگ بے راہ ہوں تو تب بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب آ جاتا ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''نہیں! جب اکثریت گمراہی میں مبتلا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب اس وقت آتا ہے''۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جسکو تم قومِ لوط والا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۳۴۱۸)

؎ براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں
تمیز بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں! سخت ہیں فطرت کی تعزیریں
یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں
ہوئے مدفونِ دریا زیرِ دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو بن کر گوہر نکلے
جہاں میں اہل ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے
یقیں افراد کا سرمایہ تعمیر ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گر تقدیر ملت ہے
ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

یہ دُعا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی تھی، وہ ہمیں ازبر یاد کر لینی چاہیے اور اس کو بار بار پڑھنا چاہیے۔ ''**اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○**''۔ (الانعام ۶، آیت ۷۹) ترجمہ ''اس ذاتِ مقدس کی طرف یکطرفہ ہو کر رُخ کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور میں ہرگز کسی کو اسکا شریک نہیں ٹھہراتا''۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا وَّثَمُوْدَاْ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ

ترجمہ◄ (آیات ۳۶ سے ۴۴) اور ہم نے مدین کی طرف انکے بھائی (حضرت) شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ اس نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور آخرت پر یقین رکھو اور ملک میں فساد مت برپا کرو۔[۳۶]

لیکن انہوں نے اسکو جھٹلایا پھر ہم نے ایک سخت زلزلے سے انکو پکڑ لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔[۳۷]

اور عاد اور ثمود کو ہم نے ہلاک کیا اور وہ مقامات تمہیں دکھا چکے ہیں جہاں وہ رہتے تھے۔ شیطان نے انکے اعمال انکی نظروں میں خوشنما بنا دیئے تھے اور انکو سیدھے راستے سے روک رکھا تھا حالانکہ وہ ہوشیار لوگ تھے۔ (دُنیاوی لحاظ سے)[۳۸]

اور قارون و فرعون اور ہامان، انکے پاس (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) واضح نشانیاں لے کر آئے لیکن وہ ملک میں تکبر ہی کرتے رہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کو کسی طرح ہرانے والے نہیں تھے۔[۳۹]

فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝۳۹ صلج
فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ
حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ
مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا
كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ۝۴۰ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ صلج اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ
اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا
يَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴۲ وَتِلْكَ

آخر ہم نے ہر ایک کو انکے گناہوں میں پکڑ لیا۔ بعض پر ہم نے پتھر برسانے والی ہوا بھیجی، کسی کو زبردست دھماکے نے آ لیا، کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا، کسی کو ہم نے غرق کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔[۴۰]

جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو دوست بناتے ہیں، انکی مثال مکڑی جیسی ہے۔ وہ ایک ایسا گھر بناتی ہے جو سب گھروں سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ اس بات کا علم رکھتے۔[۴۱]

جو کوئی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اَور کو پکارتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت (یعنی نیت) کو خوب جانتا ہے۔ (ماننا پڑے گا کہ) اللہ تعالیٰ ہی زبردست ہے اور وہی حکیم

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

(دانا) ہے۔[۴۲]

یہ مثالیں ہم لوگوں کو سمجھانے کیلئے بتاتے ہیں مگر انکو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو علم رَکھتے ہیں۔[۴۳]

اللہ تعالیٰ نے ہی آسمانوں اور زمین کو سچ کی بنیادوں پر پیدا فرمایا اور اس (یعنی پیدائش) میں لوگوں کیلئے جو ایمان رَکھتے ہیں، سبق آموز نشانی ہے۔[۴۴]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذِکر کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا رَبّ بناتے ہیں اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو غرق کر دیا۔

بھلا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون رَبّ بن سکتا ہے؟ جبکہ اسی نے کائنات کو پیدا فرمایا اور اسی نے ان چیزوں کو پیدا فرمایا جن کو لوگ رَبّ بنا لیتے ہیں تو وہ تمام رَبّ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اتنے ہی کمزور ہیں جیسے کہ ایک مکڑی کا گھر۔ جب مکڑی اپنے گھر کو مضبوط نہیں بنا سکتی تو دوسروں کو کیسے حفاظت دے سکتی ہے، یہی حال اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے جھوٹے خداؤں کا ہے کہ جب وہ خود اتنے کمزور ہیں تو جو انکو رَبّ بنا رہے ہیں، انکی مدد وہ کیسے کر سکتے ہیں۔

اس سے انکار نہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے نفس کو رَبّ بنایا ہوا ہے۔ پیروں اور بزرگوں کو رَبّ بنایا ہوا ہے بلکہ بعض تو نبی کی تعریف میں اس حد تک آگے نکل گئے ہیں کہ رَبّ سے بھی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

یہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تک تمام نبی اللہ تعالیٰ کے ہی بندے تھے۔ کسی نبی نے رَبّ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ دعویٰ کر بھی کیسے سکتے تھے۔ وہ تو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے تھے لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ کو پیچھے چھوڑ کر انکو رَبّ بنا لیا ہے جو خود اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔

ہمارے ہاں یہ بہت عام ہوتا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ہم بزرگوں کے مزاروں پر جاتے ہیں دُعا مانگنے کیلئے، یہ وسیلہ ڈھونڈنا غلط ہے۔ اسی طرح نبی کا وسیلہ ڈھونڈنا بھی نبی کے فوت ہوجانے کے بعد غلط ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مزارِ اقدس پر سیکورٹی اہلکار کسی کو ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے کی اجازت نہیں دیتے جسکا مطلب یہ ہے کہ جب ہم کسی مزار پر ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتے، ہم اس شخصیت سے مانگتے ہیں جسکے مزار پر ہم کھڑے ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مشہور مفسرِ قرآن کریم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بلند پایہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف اتنا کرتے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مزارِ اقدس پر کھڑے ہوکر صرف سلام بھیجتے تھے بغیر ہاتھ اُٹھائے ہوئے (السلام علیک یا رسول اللہ [صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم]) اور چلے آتے تھے۔ (مشکوٰۃ) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وصال فرمانے کے قریب تھے کہ یہود ونصاریٰ نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا، لعنت ہوان پر۔ (مشکوٰۃ) یہ اشارہ تھا کہ میرے چلے جانے کے بعد میری قبر کو ہرگز سجدہ گاہ نہ بنالینا۔ یہ واضح طور پر شرک ہے۔ سجدہ گاہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ظاہری سجدہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اگر آپ کسی دوسرے سے مانگ رہے ہیں جبکہ وہ زندہ بھی نہیں ہے تو پھر دِل سے آپ اس کے سامنے سجدہ کر رہے ہیں۔ یہی مطلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حدیث مبارکہ کا۔

صحیح تعلیم کے فقدان کی وجہ سے یہ صورتحال پیدا ہوئی اور یہ معاشرے میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔

حکومت کی طرف سے قرآن کریم اور احادیث شریف کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہے جسکی وجہ سے بہت سے ظاہری علماء دَراصل عالم ہی نہیں ہیں۔

دِینی تعلیم اور فنی تعلیم کو یکجا کرنا اور اسکے معیار پر نظر رَکھنا حکومت کی ذِمہ داری ہے۔ یاد رہے کہ حجاج بن یوسف جو ایران اور بصرہ کے گورنر تھے، گو مشہور وہ اپنے ظلم کی

وجہ سے ہیں لیکن ایک کام انہوں نے اُمت کیلئے بہت ہی مفید کیا ہے، وہ یہ کہ عجمی علاقے جو اس وقت مسلمانوں نے فتح کیے، چونکہ وہ عربی زبان نہیں جانتے تھے تو حجاج بن یوسف نے قرآن کریم کو اعراب لگا کر عجمیوں کیلئے قرآن کریم پڑھنا آسان کر دیا۔

سلجوق خاندان کے ایک وزیر اعظم مصر کے دورے پر آتے ہیں اور تعلیمی مدارس کا معائنہ کرتے ہیں۔ ان میں ایک مدرسہ کی کارکردگی غیر تسلی بخش تھی لیکن اس میں ایک نوجوان جس پر معائنہ کے دوران نظر پڑی، ایسا نکلا جو بہت ہی ذہین تھا۔ وزیر اعظم نے مدرسہ کے پرنسپل کو کہا کہ میں تمہارے مدرسے کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہوں اور اسکو بند کرنا چاہتا ہوں لیکن اگر یہ لڑکا تمہارے مدرسے میں نہ ہوتا تو میں اس مدرسے کو بند کر دیتا۔ یہ وہ لڑکا ہے جو بعد میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

ان مثالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرات خلفاء اُمت کی تعلیم سے غافل نہیں تھے لیکن موجودہ زمانے کے ہمارے حکمران تعلیم کے معاملے میں انتہائی غافل ہیں۔

کوئی قوم تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی اور یہ بھی یاد رہے کہ پوری دُنیا میں بلکہ میں یوں کہوں گا کہ پوری کائنات میں اس وقت صرف دو کتابیں ہیں جو حکمت سے لبریز ہیں: ایک قرآن کریم اور دوسری احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ جب تک ان کتابوں کی تعلیم فنی تعلیم کیساتھ شامل نہیں کی جائیگی اور انکا معیار بلند نہیں کیا جائیگا، اس وقت تک ملک ترقی نہیں کر سکتا اور آپ جنت کے راستے پر نہیں چل سکتے۔

یہ خود فریبی ہے کہ میزائل اور ایٹم بم بنا کر آپ اپنے آپکو سمجھتے ہیں کہ ہم دُشمنوں سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ جب ایٹم بم کا دھماکہ کیا گیا تو ایک وزیر اعظم نے کہا کہ ''پاکستان اب ناقابل تسخیر ہو گیا ہے''۔.....کیا ایٹم بم بڑا ہے یا اللہ تعالیٰ.....؟

یہ تو پھر وہی بات ہوئی جو قوم ثمود اور فرعون اور ہامان جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی فوجوں پر بھروسہ رَکھے ہوئے تھے پھر انکی کوئی فوج انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا نہ سکی۔ ہم کیوں بھولتے جا رہے ہیں کہ ایمان سب سے بڑی طاقت ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جب دوسری چیزوں پر بھروسہ رَکھو گے تو شرک کے مرتکب ہو گے اور تباہی کے بھی مستحق ہو گے۔ غزوۂ حنین میں اوّلاً فوج میدان سے بھاگ گئی تھی کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی طاقت پر بھروسہ کر لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اوّلاً شکست دی پھر اپنے

نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بدولت جو کہ اس غزوہ میں موجود تھے، فتح عطا کی اور ان کی توبہ بھی قبول ہوگئی۔ (التوبہ ۹، آیت ۲۵ سے ۲۷ تک)

اس پیراگراف میں جن قوموں کی تباہی کا ذِکر ہے، ان سب میں مشرکانہ نظامِ زندگی تھا۔ شرک چونکہ ظلم عظیم ہے، اس کی کوئی معافی نہیں۔ ظلم عظیم اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے۔ اکیلی ہے۔ اس کا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ اس کی کوئی رفیق حیات نہیں۔ اس کا کوئی وزیر نہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں لیکن جب ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسری ہستی کو ملا دیتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرے اس دُنیا میں تو اس کا مطلب یہ بن جاتا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کام لینے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی کو واسطہ بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ واسطے کا مطلب یہ ہے کہ وہ واسطہ اللہ تعالیٰ کے ارادوں میں دخل اندازی کر رہا ہے۔ اتنی بات تو آپ بھی سمجھتے ہوں گے کہ اگر دُنیا کے حکمران کے کام میں دخل اندازی کی جائے تو وہ بھی سخت ناراض ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی انفرادیت پر کاری ضرب لگتی ہے۔ اس لیے یہ ایک انتہائی ظلم بن جاتا ہے

زندہ انسان سے اس طرح مدد لینا جائز قرار دیا گیا ہے کہ اس سے دُعا کروائی جائے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے دُعا کرواتے تھے لیکن فوت ہونے کے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا واسطہ کبھی نہیں دیا گو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شفاعت آخرت میں جائز قرار دے دی گئی ہے۔ یاد رہے کہ قانون سازی اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ جب کسی چیز کی وہ اجازت دے، ہمارے لیے اجازت ہے۔ جب کسی چیز سے وہ منع کر دے تو ہمارے لیے وہ ممنوعہ ہے۔ یہی مشرکین قومیں جن کا ذِکر اس پیراگراف میں ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسری چیزوں کو سفارشی بناتی تھیں۔ اس لیے ان کو تباہ کر دیا گیا۔ ''لا الہ الا اللہ'' کا یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی حاجات کے لیے کسی دوسرے کی طرف رُخ نہ کریں لیکن یاد رہے کہ تدبیر کرنا انسان کے لیے لازم قرار دے دیا گیا ہے اور اسی طرح تدبیر کیساتھ انجام کے لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا لازم قرار دے دیا گیا ہے۔ اسی کا نام توحید ہے۔ اگر تدبیر پر بھروسہ کیا تو اس کا نام شرک ہے۔

۝.....۝.....۝

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

ترجمہ◄ (آیات ۴۵ سے ۴۷) تلاوت کرو اس کتاب کی (سمجھ کر اور غور و فکر سے) جو تمہاری طرف وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے اور نماز قائم کرو کیونکہ نماز ہر بے حیائی اور ناپسندیدہ کاموں سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذِکر (یعنی نماز میں تلاوتِ قرآن کریم) بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم (صحیح/غلط کام) کرتے ہو۔[۴۵]

ظالم لوگوں (یعنی مشرکین) سے بے پرواہ ہو کر اہلِ کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) سے اچھے طریقے سے بحث کیا کرو اور (بحث اس طرح کرو کہ) انکو بتاؤ کہ ہم ایمان لائے اس چیز پر جو ہماری طرف بھیجی گئی اور اس چیز پر بھی جو تمہاری طرف بھیجی گئی (یعنی تورات) اور ہمارا خدا تعالیٰ بھی ایک ہے اور تمہارا خدا تعالیٰ بھی ایک ہے اور ہم تو اسی (یعنی اللہ تعالیٰ) کی اطاعت کرتے ہیں۔ (اور تم بھی اسی کی اطاعت کرو یعنی اللہ تعالیٰ کی اور تم ایمان لاؤ قرآن کریم پر جیسے ہم ایمان لائے تورات پر)[۴۶]

ہم نے اسی طرح (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم!) تمہاری طرف یہ

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝۴۷

کتاب نازل کی تو جولوگ پہلے سے کتاب رَکھتے ہیں، وہ اس پر ایمان لائیں گے اور ان میں سے بہت سے ایمان لے بھی آئے ہیں اوران (یعنی اہل کتاب) میں سے جو ہماری آیات مبارکہ کا انکار کرتے ہیں، وہ دَراصل کافر ہیں۔[۴۷]

تشریح: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ..... نمازقائم کرو:

نماز مومن کی زندگی میں ایک محور کی حیثیت رَکھتی ہے۔ اگر کسی چیز کا محور درست ہے اوراپنے مقام پر متوازن ہے تو وہ چیز بھی متوازن رہتی ہے۔ اگر کوئی چیز اپنے محور سے ذرا بھی ہٹ جائے یا اسکا محوراز خود ٹیڑھا ہو جائے تو وہ غیر متوازن ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نماز کا چھوڑنا اپنی پوری زندگی کا محور چھوڑنے کے مترادف ہے۔

سورج، زمین، چاند اور تمام ستارے اپنے اپنے محور پر ہی گھوم رہے ہیں اور ہمارے نظامِ شمسی میں تمام سیارے بشمول زمین سورج کے اردگرد اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔ اس نظام کی وجہ سے کائنات قائم ہے۔ جب یہ محوراور مدار سے ہٹ جائیں گے تو قیامت برپا ہو جائیگی۔

اسی طرح مومن کیلئے نماز کی مثال ہے۔ اگر وہ نماز سے ہٹ جائیگا تو وہ محوراور مدار جو اسکو سیدھے راستے پر رَکھتے ہیں، موجود نہیں ہوں گے لہٰذا سیدھا راستہ جو جنت کو جاتا ہے، وہ کھو بیٹھیں گے۔

اسلئے نماز سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تک ہر قوم کیلئے فرض رہی ہے۔

نماز انسان کی زندگی میں حیا پیدا کرتی ہے۔ اگر نماز نہیں تو حیا نہیں اور اگر حیا نہیں تو ایمان نہیں۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس میں حیا نہیں، اس میں ایمان نہیں'' (مشکوٰۃ) تو گویا نماز نہ پڑھنے سے آپ ایمان کے مدار سے نکل جاتے ہیں۔ اگر نماز آپکو بے حیائی اور مکروہ چیزوں سے نہیں روکتی تو آپ اپنی نماز کی فکر کریں۔

نماز دَراصل ایک دُعا ہے اور اسکا مرکز سورۂ فاتحہ کی یہ آیت شریفہ ہے ''**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ** ''۔اگر آپ نے نماز تو پڑھی لیکن آپکو نہ تو سیدھے راستے کا علم ہے اور نہ آپ سیدھا راستہ ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ آپ سیدھے راستے پر چلتے ہیں تو پھر اس نماز کا مقصد حاصل نہ ہوا گو فرض اَدا ہو گیا۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ:

سب سے بہترین ذِکر نماز میں قرآن کریم کی تلاوت ہے اور اسکے بعد کم دَرجے میں قرآن کریم کا بغیر نماز کے پڑھنا ہے۔(مشکوٰۃ،جلداول،حدیث۲۰۶۲)

قرآن کریم عربی زبان میں ہے۔ جب تک عجمی لوگ عربی زبان پر عبور حاصل نہیں کرینگے،قرآن کریم کو سمجھ نہیں سکیں گے۔

یہ عام فہم بات ہے کہ جس چیز کو آپ نہیں سمجھتے،اس پر آپ عمل بھی نہیں کر سکتے مثلاً آپکی کار خراب ہو جاتی ہے۔آپ خود اس کار کو ٹھیک کرنے کا علم نہیں رَکھتے تو آپ کار کو کیسے چلا سکیں گے۔اسی طرح جب تک آپ قرآن کریم کا علم نہیں سیکھیں گے تو آپ اپنے عمل کو درست سمت میں کیسے رَکھ سکتے ہیں۔اسکے لیے ضروری ہے کہ ہمارے نظامِ تعلیم میں عربی زبان کو بی-اے(B.A) تک لازمی قرار دیا جائے۔

تعلیم کا نظام حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ مدرسوں کا نظام علما کے ہاتھ میں ہے۔ حکومت بھی عربی زبان سے بالکل غافل ہے اور علما بھی عربی زبان پڑھانے سے بالکل غافل ہیں۔حکومت اور علما کو چاہیے کہ اپنے اپنے نظامِ تعلیم میں عربی زبان کو تمام طلبا کیلئے لازمی قرار دیا جائے۔ یونیورسٹی کی تعلیم میں تو دَراصل تعلیم نہیں سکھائی جاتی بلکہ ہنر سکھائے جاتے ہیں۔عربی زبان تو سکولوں اور کالجوں میں ہے ہی نہیں۔اسلامیات کا ایک مضمون موجود ہے لیکن اسکو بھی طلبا اسلئے پڑھتے ہیں کہ وہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسلامیات کے ٹیچر یا پروفیسر بن جائینگے۔ وہ اسلامیات اسلئے نہیں پڑھتے کہ وہ اسلام کی گہرائیوں کو سمجھیں۔وہ تو صرف روزی کمانے کیلئے بی اے یا ایم اے کرتے ہیں۔ جہاں تک مدرسوں کا کام ہے وہ چند ایک لوگوں کو عربی سکھا دیتے ہیں جن کو عالم بنانا ہوتا ہے اور باقی طلبا ناظرہ پڑھ کر اپنی تعلیم مکمل کر لیتے ہیں۔ یہاں بھی عالم بننے یا امام مسجد بننے کیلئے تعلیم حاصل کی جاتی ہے۔قرآن کریم کی سمجھ بوجھ پیدا کرنا اور احادیث شریف کو قرآن کریم کیساتھ پڑھ کر دونوں کے مطالب کی گہرائی میں مطالعہ کرنا مقصد نہیں ہے بلکہ صرف روزی کمانا ہی مقصد ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ
بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ
اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ
وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ لَآ
اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ
اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ
اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ

ترجمہ◄ (آیات ۴۸ سے ۵۵) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست لوگ مزید شک میں پڑ سکتے تھے۔[۴۸] (آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم لکھے پڑھے نہیں تھے)

دَراصل یہ روشن آیات مبارکہ ان لوگوں کیلئے ہیں جو علم حاصل کرتے ہیں۔ جو ہماری آیتوں کے متعلق جھگڑا کرتے ہیں، وہ ظالم ہیں۔[۴۹] (کیونکہ وہ علم حاصل کرنا نہیں چاہتے)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیوں نہ اسکے رَبِّ کریم نے اسکے ساتھ کچھ معجزات بھیجے۔ انکو بتاؤ کہ معجزات بھیجنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ میرا کام تو بُرے کاموں کے انجام سے خبردار کردینا ہے۔[۵۰]

کیا یہ کتاب (یعنی القرآن الحکیم) انکے لیے معجزہ کافی نہیں جو ہم نے تم پر نازل کی ہے اور انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ اس کتاب میں رحمت ہے اور نصیحت ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں۔[۵۱] (جو اس کو آسمانی کتاب مان کر اس پر عمل کرتے ہیں)

كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۵۲
وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۳ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ ۙ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝۵۴ۙ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۵۵

انکو بتا دو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ ہی گواہ کافی ہے۔ وہ سب کچھ جو آسمانوں اور زمین میں ہے، جانتا ہے۔ جو لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (جو حق ہے) کو ماننے سے انکار کرتے ہیں، وہ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔[۵۲]

وہ تم سے جلدی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر عذاب کیلئے ایک وقت مقرر نہ کیا ہوتا تو وہ ان پر آ جاتا۔ یقیناً وہ اپنے وقت پر آ کر رہے گا اور جب آئے گا تو اچانک آئے گا کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔[۵۳]

یہ تو جلدی عذاب مانگتے ہیں (لیکن انہیں علم نہیں کہ) جہنم انہیں گھیرے میں لے ہی چکی ہے۔ ایک دن آئے گا جب عذاب ان کے اوپر سے بھی چھا جائے گا اور ان کے پاؤں کے نیچے سے بھی اور پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب چکھو مزہ اپنے اعمال کا۔ (یعنی جہنم کا عذاب)[۵۴-۵۵]

تشریح: یہ ایک حقیقت ہے کہ جب انسان کسی بات کو ماننے یا قبول کرنے سے کترا رہا ہو تو سینکڑوں حیلے بہانے اور سوالات کرتا ہے۔ ان آیات مبارکہ میں یہی بات کہی جا رہی ہے کہ کفار بہانے بنا رہے ہیں قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہ ماننے کیلئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو رسول تسلیم نہ کرنے کیلئے۔

اللہ تعالیٰ نے صاف بتا دیا ہے کہ ایسا رویہ رکھنے والے لوگ بالآخر نقصان اُٹھاتے ہیں۔ نقصان یہ ہے کہ اس دُنیا میں وہ کافر کہلائے جاتے ہیں اور آخرت میں جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کافر کی مدد کرتا ہے اس دُنیا میں اور نہ ہی آخرت میں۔

اس کتاب میں رحمت ہے اور نصیحت ہے:

یہ کتاب قرآن حکیم ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی بہتری کے لیے واضح نصیحتیں فرمائی ہیں۔ اگر انسان ان نصیحتوں پر عمل کرے تو اس کی زندگی اس دُنیا میں بھی رحمت بن جائے گی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے نوازے گا یعنی جنت میں اس کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹھکانہ ہوگا۔ **یہ ہے بہت بڑی کامیابی جو اس کتاب کی نصیحتوں پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔**

یہ کتاب ہمارے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس میں کوئی تحریف نہ کی گئی ہے اور نہ ہی ہو سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذِمہ خود لیا ہے۔ کوئی انسان یا کوئی قوم اگر چاہے بھی تو اللہ تعالیٰ اس کا سدباب فوراً کرتا ہے۔ یہ ضمانت اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں پر نہیں دی تھی۔ صرف قرآن کریم پر یہ ضمانت دی گئی ہے کہ وہ اس کی حفاظت خود کرے گا۔ افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو رحمت بتا رہا ہے اور ہم اس رحمت کو غلاف میں بند کر کے الماری کے اوپر کے حصے میں رَکھ دیتے ہیں۔ اسکا جو حق ہے، وہ ہم ہرگز اَدا نہیں کر رہے۔ نہ اس کو سمجھنے کا انتظام کر رہے ہیں۔ نہ اس کی نصیحتوں پر توجہ دینے کے قابل ہیں۔ نہ اس کی نصیحتوں کو سمجھنے کے قابل ہیں تو ہم ان پر عمل کرنے کے قابل کیسے ہو سکتے ہیں۔ گویا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو کہ یہ تمہارے لیے رحمت ہے، ایسے بھلایا ہوا ہے جیسے ایک مریض ڈاکٹر کے نسخے کو بھلا کر موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔

؎ وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ
فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ قف ثُمَّ
اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط نِعْمَ اَجْرُ
الْعٰمِلِيْنَ صلق ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا
صلق اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ صلے وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

ترجمہ◄ (آیات ۵۶ سے ۶۹) اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی کرو۔ (اگر اسلام پر عمل کرنا کافر ملک میں مشکل ہو جائے تو ہجرت کر کے مسلمان ملک میں چلے جاؤ)[۵۶]

ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور پھر تم ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔[۵۷]

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، انکو ہم جنت میں بالا خانے عطا فرمائیں گے جنکے نیچے دریا بہہ رہے ہیں۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ کیسا اچھا اَجر ہے نیک عمل کرنے والوں کیلئے جنہوں نے صبر کیا (مصیبت کے وقت) اور اپنے رَبِّ کریم پر بھروسہ رَکھتے ہیں۔ (ہر وقت)[۵۸-۵۹]

کتنے ہی جاندار ہیں جو اپنا رزق ساتھ اُٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ تعالیٰ ہی انکو رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی۔ وہ سب کچھ سنتا ہے، جانتا ہے۔ (رزق کی خاطر ایمان نہ چھوڑو۔ اس کا ذِمہ اللہ تعالیٰ پر ہے)[۶۰]

۝٦٠ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى
يُؤْفَكُوْنَ ۝٦١ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝٦٢
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ
الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝٦٣ وَمَا
هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ
الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝٦٤

اگر تم ان لوگوں (یعنی مشرکینِ مکہ) سے پوچھو کہ زمین اور آسمان کس نے بنائے اور چاند سورج کس نے مسخر کر رکھے ہیں؟ تو یہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ پھر یہ کیونکر دھوکہ کھا رہے ہیں۔[۶۱]

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جسکا چاہے، رزق وسیع فرما دیتا ہے اور جسکا چاہے، تنگ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔[۶۲]

اور اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اس سے مُردہ زمین کو زندہ کیا؟ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ کہہ دو کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں مگر اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔ (وہ اپنے بتوں کی تعریفیں بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کیساتھ ملا دیتے ہیں۔ یہ شرک ہے)[۶۳]

تم نے اس دُنیا کی زندگی کو کھیل تماشا بنایا ہوا تھا حالانکہ آخرت کا گھر ہی ہمیشہ رہنے کیلئے ہے۔ کاش کہ لوگ اس حقیقت کو جان لیں۔[۶۴]

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۙ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا وقفة فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾

جب لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو خلوص سے پکارتے ہیں لیکن جب وہ انہیں بحفاظت خشکی پر لے آتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگتے ہیں۔[۶۵]

اور جو اللہ تعالیٰ نے انکو نعمت عطا فرمائی تھی (یعنی انکو بحفاظت طوفانوں سے بچا کر ساحل پر پہنچایا)، اسکی ناشکری کرتے ہیں اور پھر پہلے کی طرح زندگی کے مزے مشرکانہ طور پر لوٹتے ہیں۔ بہت جلد انکو اس غلط رویے کا علم ہو جائیگا۔[۶۶]

کیا یہ جانتے نہیں کہ ہم نے (انکے لیے) شہر مکہ کو پُر اَمن بنایا جبکہ اسکے گرد و پیش سے لوگ اغوا کر لیے جاتے ہیں۔ کیا پھر بھی یہ باطل (یعنی بتوں) پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر اَدا نہیں کرتے۔[۶۷]

اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ گھڑے یا سچ کو جھوٹا جانے جبکہ اسکے سامنے سچ آ چکا ہو۔ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہونا چاہیے۔[۶۸]

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۶۹

اور جولوگ ہماری راہ میں محنت ومشقت کرتے ہیں تو ہم انکو ہمارے سیدھے راستے ضرور دکھادیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ یقیناً اچھے لوگوں کیساتھ ہوتا ہے۔[۶۹]

تشریح: آیت مبارکہ نمبر ۵۶ سے ۶۰ تک:

یہ آیات مبارکہ ان لوگوں کو دارالکفر چھوڑنے کی ترغیب کیلئے ہیں جو ایمان لانے کے بعد مشرکین کیساتھ ہی رہ رہے ہیں اور ہجرت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ وہ اپنے گھر بار، آل اولاد اور مال و دولت کو ایمان سے زیادہ اہمیت دے رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ تم سب نے موت کا مزہ تو چکھنا ہے لہٰذا چندروزہ زندگی کو آخرت کی زندگی پر کیوں ترجیح دے رہے ہو۔

رزق تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ تم ہر صورت حاصل کر کے رہو گے۔ اسکے مقابلے میں اگر تم ہجرت کرو اور جو مصیبتیں تم پر آئیں، ان پر صبر کرو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی جنتوں میں داخل فرمائیگا جسکی نعمتیں اس دُنیا کی نعمتوں سے بہت بڑھ کر ہیں اور وہ زندگی چندروزہ نہیں بلکہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔

آیت مبارکہ نمبر ۶۱ سے ۶۳ تک:

ان آیات مبارکہ میں یہ واضح ہے کہ کافر اس بات کو مانتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ آسمان سے بارش برسانے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے جسکے ذریعے سے انسان کو روزی ملتی ہے لیکن یہ جان لینے کی حد تک ہے۔ کسی بات کو جاننے کے بعد جب تک مان نہ لیا جائے، اس وقت تک اس بات پر عمل کرنا مشکل ہے۔

یہی حال مشرکینِ مکہ کا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو جانتے تو تھے کہ سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے لیکن وہ ماننے کیلئے تیار نہیں تھے ورنہ وہ اپنے بتوں کو چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی مان لیتے۔

ماننے کیلئے انہوں نے بت رَکھے ہوئے تھے کہ یہ بت روزی دیتا ہے، وہ بت اولاد دیتا ہے، فلاں بت طوفان لاتا ہے اور فلاں بت بارش لاتا ہے۔

یا بتوں کے علاوہ وہ سورج، چاند، ستاروں اور ملائکہ کو بھی اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے تھے۔

صلح حدیبیہ کی رات بارش ہوئی تو **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ جو کوئی کہتا ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک کیا۔

تقریباً یہی حال آج کل ہمارا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ سود حرام ہے اور اسکی وجہ سے معیشت بڑھتی نہیں بلکہ گھٹتی ہے لیکن ہم ماننے کیلئے تیار نہیں۔ ہم مسلسل سودی کاروبار میں مشغول ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ شراب حرام ہے لیکن ہم مانتے ہی نہیں۔ ہمارے بڑے بڑے ہوٹلوں میں، کلبوں میں شراب کے جام عام چلتے ہیں اور حکومت باقاعدہ اسکا لائسنس دیتی ہے۔ لائسنس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت جاننے کے باوجود کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز ہے تو اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کر کے اسکی اجازت دے رہی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا** ''(البقرۃ ۲، آیت ۲۲۹) ترجمہ ''یہ (سب) اللہ تعالیٰ کے ضابطے ہیں سو ان سے باہر نہ نکلنا''۔

ہم جانتے ہیں کہ خواہشاتِ نفس کو رَبّ بنانا بہت بڑا شرک ہے لیکن ہم اسکے سوا کوئی کام نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''**اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ**''۔ (الفرقان ۲۵، آیت ۴۳) ترجمہ ''آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) نے اسکی بھی حالت دیکھی ہے جس نے اپنی (نفسانی) خواہشوں کو اپنا خدا بنا رکھا ہے۔''

نظامِ حکومت میں استحکام جیسے ترقی کا ضامن ہے، اسی طرح غیر مستحکم حکومتیں بھی بربادی کی ضامن ہیں۔ آج ہمارے دوست بھی دُشمن بنے ہوئے ہیں۔ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سچ کہا کہ

؎ تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!

ہوسِ اقتدار سب کا رَبّ بن گیا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ خیانت گناہِ کبیرہ ہے لیکن ہم مانتے نہیں۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اونٹنی تیار کرتے ہوئے گر پڑا اور حضرت صحابہ کرام رضی اللہ

تعالیٰ عنہم اجمعین اسکی دیکھ بھال کیلئے جمع ہو گئے لیکن وہ فوت ہو گیا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے آپس میں باتیں کیں کہ یہ تو جنتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ باتیں سن کر فرمایا کہ یہ جنتی نہیں ہے بلکہ جہنمی ہے کیونکہ اس نے مالِ غنیمت سے ایک چادر چرائی تھی۔ (مشکوٰۃ)

ذرا سوچیں کہ ایک چادر کی خیانت کرنے پر انسان جنت کھو بیٹھتا ہے تو روزمرہ جو ہمارے اداروں میں اربوں کھربوں کی خیانت (کرپشن) ہوتی ہے۔ انکا انجام کیا ہوگا جو خیانت کرنے والے ہیں؟

ہم جانتے ہیں کہ جھوٹ بولنا گناہِ کبیرہ ہے لیکن ہم مانتے نہیں۔ ہماری عدالتیں جھوٹے گواہوں سے بھری پڑی ہیں۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''مومن چوری بھی کر سکتا ہے، بدکاری بھی کر سکتا ہے لیکن مومن ہو کر جھوٹ نہیں بول سکتا''۔ ایک اَور حدیث مبارکہ میں **رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی گئی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى**''۔ (الانعام ۶، آیت ۱۵۲) ترجمہ ''اور جب بات کرو (یعنی گواہی دو) تو عدل قائم کرو اگرچہ وہ شخص قرابت دار ہی ہو (جسکے خلاف تم گواہی دے رہے ہو)''۔

یہ چند ایک مثالیں ہیں جو ہم نے دی ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ایک ایک بُرائی کو لیا جائے تو ہم میں کوئی ایسی بُرائی نہیں ہے جو ہم نہیں کر رہے۔ ہم ہر بُرائی کو جانتے بھی ہیں۔ اس بارے میں علم کی کمی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم وہ کرتے ہیں جو حرام ہے اور پھر اس پر فخر بھی کرتے ہیں۔ ہم دوسرے کو دھوکہ دے کر اپنے دوستوں میں گھمنڈ کے طور پر ذِکر کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار فرماتا ہے کہ ''شیطان جھوٹا ہے اور دھوکہ باز ہے'' لیکن ہم پھر وہی کرتے ہیں جو شیطان کہتا ہے۔

ہمیں دو بنیادی چیزوں کو پکڑ لینا چاہیے تاکہ ہم انکی برکت سے سیدھے راستے پر آ جائیں۔ ایک قرآن کریم کی تعلیم کو اور دوسرا سنت رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو۔ یہ کوئی مشکل نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرما دیا ہے کہ ''جس نے اچھے کام کا ثبوت دیا تو ہم اس کیلئے وہ کام آسان بنا دیتے ہیں''۔ اور مزید یہ کہ ''اور جس نے بُرے کام کا ثبوت دیا، اس کیلئے بُرا کام آسان کر دیتے ہیں''۔ (الیل ۹۲، آیات ۶ اور ۷-۹ اور ۱۰)

اَلرُّوم ۳۰

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۶۰ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۙ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ
لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ
الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۳) الف-لام-میم۔ رومی قریب کی سرزمین میں شکست کھا گئے ہیں اور اس شکست کے بعد چند سال کے اندر وہ فتح یاب ہو جائینگے۔ اللہ تعالیٰ ہی کا حکم تھا پہلے اور اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہوگا بعد میں جس دِن مومنین اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی فتح پر خوشیاں منائیں گے (کیونکہ وہ اہل کتاب کی فتح ہوگی اور مشرکین کو شکست ہوگی) [۱-۴]
اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے جسکی چاہتا ہے۔ وہی زبردست ہے لیکن رحیم ہے۔ [۵]
یہ وعدہ ہوا اللہ تعالیٰ کا اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کیخلاف نہیں کرتا لیکن اکثر

وَعْدَهٗ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٦
يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ
عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝٧ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ
اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا
مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝٨ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا
فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا

لوگ علم نہیں رکھتے۔[۶]

وہ دُنیا کی زندگی میں ظاہر کو دیکھ رہے ہیں اور آخرت کے علم سے غافل رہتے ہیں۔[۷]

کیا لوگ اپنے دِل میں کبھی یہ نہیں سوچتے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں اور ان کے درمیان پیدا فرمایا ہے، برحق پیدا فرمایا ہے اور صرف ایک مقرر مدت تک کیلئے ہے۔ دَراصل اکثر لوگ اپنے رَبِّ کریم کی ملاقات (یعنی آخرت میں حساب کتاب) پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ کیا انہوں (مشرکین مکہ) نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جو پہلے گزر چکے ہیں۔ وہ لوگ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور زمین کے وسائل زیادہ رکھتے تھے اور اسے اتنا آباد کیا تھا کہ جتنا انہوں (یعنی مشرکین مکہ) نے نہیں کیا اور انکے پاس بھی انکے رسول روشن ہدایات لے کر آئے تھے پھر (انکے کفر پر جب اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب بھیجا) تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔[۸-۹]

الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ
الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ
شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾

جن لوگوں نے بُرے کام کیے تھے، انکا انجام بُرا ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا (نہ انکو سچ مانا اور نہ ان پر عمل کیا) اور وہ انکا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔[۱۰]

اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو پیدا فرماتا ہے اور پھر وہی اسکو دوبارہ پیدا فرمائیگا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔[۱۱]

جب قیامت کی گھڑی قائم ہوگی تو مجرم لوگ بے بس نظر آئینگے۔ (انہیں کسی طرف سے مدد نہیں ملے گی جبکہ مومنین کیلئے نبیوں، نیک لوگوں کی سفارشیں ہونگی اور خود اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے انکو معاف کردے گا) انکے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی انکا سفارشی نہ ہوگا اور وہ اپنے بنائے ہوئے شریکوں کا انکار کرینگے۔ (اور شریک اپنے معبود بنائے جانے سے انکار کریں گے)[۱۲-۱۳]

تشریح: ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں ایران نے روم پر حملہ کیا اور اس حملے میں روم کے بیشتر علاقے اپنے قبضے میں کر لیے۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نبوت سے سرفراز کیا گیا اور اسی زمانے میں مکہ مکرمہ کے مشرکین نے مسلمانوں پر بہت ظلم کیا جسکی وجہ سے کچھ مسلمان ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔

ایران کی جنگ تقریباً ۶۱۹ء تک رہی۔ کچھ سالوں کے بعد ۶۲۳ء میں قیصرِ روم نے ایران کیخلاف نئے جذبہ سے جنگ شروع کی۔ ایرانی مشرک تھے اور رومی اہلِ کتاب نصاریٰ تھے۔ مشرکینِ مکہ کی دلچسپیاں ایران کیساتھ تھیں اور جب ایران رومیوں پر فتح پر فتح حاصل کیے جارہا تھا تو مکہ مکرمہ کے مشرکین خوشیاں مناتے تھے۔

مسلمانوں کی دلچسپی نصاریٰ کیساتھ تھی تو ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تسلی دی کہ تھوڑی ہی مدت میں ایران کے مشرکین شکست کھا جائینگے۔ ادھر ۶۲۴ء میں قیصر نے آذربائیجان میں گھس کر زرتشت کے مقامِ پیدائش آرمینیہ کو تباہ کر دیا اور ایرانیوں کے سب سے بڑے آتش کدہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ادھر اس وقت تک مسلمان مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت کر چکے تھے۔

۶۲۴ء میں مسلمانوں کی لڑائی بدر کے مقام پر مشرکینِ مکہ سے ہوئی تھی اور اسی سال ایران کے سب سے بڑے آتش کدہ کو تباہ کیا گیا اور ایران کی فتح اب شکست میں بدل چکی تھی۔ ان آیات مبارکہ میں اسی شکست کا ذِکر ہے۔

روم کی یہ لڑائی فارس کیساتھ ۶۲۹ء عیسوی تک جاری رہی۔

آیت مبارکہ نمبر ۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فارس کا فتح یاب ہونا بھی اسی کے حکم سے تھا اور پھر روم کا فتح یاب ہونا بھی اسی کے حکم سے تھا۔

اللہ تعالیٰ ہر کام اپنی حکمت سے کرتا ہے۔ ہماری نظریں ظاہر پر ہوتی ہیں، اسلئے اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کو سمجھنا اکثر دفعہ بہت مشکل ہوتا ہے۔ بس اتنی بات یاد رَکھنی چاہیے کہ انسان آخرت سے غافل نہ ہو اور اپنا کام اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق کرتا رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے جسکو چاہتا ہے، فتح دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے، شکست دیتا ہے۔

ہماری تاریخ میں بہت سے واقعات ایسے ہیں جو ہماری توقعات کیخلاف نکلے لیکن انکی کچھ حکمت اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان فرمائی۔ ان میں سے جنگِ اُحُد اور جنگِ حنین کے وقتی طور پر شکست کھانے میں جو حکمتیں ہیں، وہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ ان میں غور کر لینا چاہیے۔

انسان ظاہری اسباب پر نظر رَکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت پر نظر کم ہوتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ تمام کاموں کا انجام تمہارے ہاتھ میں نہیں بلکہ ہمارے ہاتھ میں ہے تو تمہیں چاہیے کہ ہمارے حکم کی اطاعت کرتے رہو۔ انجام بالآخر تمہارے لیے ہی اچھا ہوگا۔ قرآن حکیم میں ہے کہ ''**وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ**''۔ (الحج ۲۲، آیت ۴۱) ترجمہ ''تمام معاملات کا انجام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے''۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ
يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ
﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ
تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ
الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۴ سے ۲۷) اور جس دِن قیامت قائم ہوگی لوگ مختلف گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، وہ جنت میں خوش وخرم ہونگے۔[۱۴-۱۵]

جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھوٹا سمجھا اور ہماری ملاقات سے انکار کیا تو وہ عذاب میں گرفتار ہونگے۔[۱۶]

تسبیح کرو اللہ تعالیٰ کی جب تم شام کرتے ہو اور صبح کرتے ہو۔ آسمانوں اور زمین میں ہر کوئی اسی کی تعریف کرتا ہے اور تم تسبیح کرو تیسرے پہر اور جب تم ظہر کرتے ہو۔ (یہ فرض نمازوں کے اوقات کی طرف اشارہ ہے)[۱۷-۱۸]

اللہ تعالیٰ وہ ہے جو مُردے کو زندہ کرتا ہے اور زندہ کو موت دیتا ہے اور زمین کو مر جانے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح تم بھی دوبارہ زندہ کر کے اُٹھائے جاؤ گے۔[۱۹]

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ
اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ
تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ
اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ
مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ
وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

ان نشانیوں میں سے (موت اور زندگی کی) ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا جو بالکل مُردہ تھی اور پھر اس زندگی سے تم کو زندگی دیتے چلے گئے اور تم زمین میں زندہ پھیل گئے۔[۲۰]

اسکی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تم ہی میں سے تمہاری بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ ان نشانیوں میں بہت سے سبق ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور وفکر کرتے ہیں[۲۱]

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کو مختلف بنایا۔ یقیناً اس میں حکمت کی باتیں ہیں ان لوگوں کیلئے جو علم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔[۲۲]

اسکی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے رات سونے کیلئے بنائی

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ
الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَيُحْيِيْ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ
السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً
صلٰق مِّنَ الْاَرْضِ صلٰق اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾
وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ

اور دِن روزی تلاش کرنے کیلئے بنایا۔اس میں سبق ہیں ان کیلئے جوغور سے اللہ تعالیٰ کی آیات کو سنتے ہیں۔[۲۳]

اسکی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے جسکے ساتھ خوف اور طمع ہوتے ہیں اور پھر آسمان سے پانی برساتا ہے اور اسکے ذریعے زمین کو مرنے کے بعد زندگی بخشتا ہے۔اس میں حکمت کی باتیں ہیں ان لوگوں کیلئے جو عقل رَکھتے ہیں۔[۲۴]

اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے ہی ٹھہرے ہوئے ہیں پھر جب وہ تمہیں پکارے گا تو تم ایک ہی پکار سے زمین میں سے نکل آؤ گے اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور سب اس کے تابع ہیں۔[۲۵-۲۶]

اور وہی ہے جو اوّل میں پیدا کرتا ہے پھر اسکو دوبارہ پیدا کریگا اور یہ اسکے

عَلَيْهِ ط وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ع

لیے انتہائی آسان کام ہے اور آسمانوں اور زمین میں وہی سب سے اعلیٰ ہے اور وہ بہت ہی زبردست ہے اور دانشور ہے۔[۲۷]

تشریح : بے شمار نشانیوں میں سے اللہ تعالیٰ نے صرف چند ایک نشانیوں کا ذِکر فرمایا ہے جو کہ انسان کے ماحول میں ہر وقت موجود رہتی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ مشرک شخص ان نشانیوں پر غور کرے اور سمجھ جائے کہ کائنات کا پیدا کرنے والا اور کائنات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی ہوسکتا ہے کیونکہ اسی نے ہر نشانی کو پیدا کیا اور وہی اس نشانی کا مالک ہے۔ کوئی اَور مالک ہو نہیں سکتا۔ نہ کوئی بت نہ کوئی نبی نہ کوئی ولی بلکہ یہ سب خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ ان آیات مبارکہ میں خاص طور پر ان نشانیوں کا اللہ تعالیٰ نے ذِکر کیا ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ مُردہ کو زندہ کرتا ہے اور زندہ کو موت دیتا ہے۔
(۲) قیامت کے دِن تمام مُردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔
(۳) انسان کو مُردہ مٹی سے پیدا کیا پھر اس کی نسل کو زمین میں پھیلایا۔
(۴) نسل انسانی کو پھیلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے عورت کو پیدا کیا اور بیوی اور شوہر میں محبت رَکھ دی۔
(۵) آسمان کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا اور اسی نے ہی زمین کو پیدا کیا۔
(۶) انسان ایک ہی انسان سے پیدا ہوتے گئے لیکن انکے رنگ اور زبانیں مختلف ہیں
(۷) اللہ تعالیٰ نے رات اور دِن بنائے۔ رات آرام کیلئے اور دِن کام کیلئے۔
(۸) اللہ تعالیٰ نے بارش کا نظام بنایا جس سے مُردہ زمین اور مُردہ فصلیں دوبارہ زندہ ہوجاتی ہیں۔
(۹) پوری کائنات کا بنانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لیے حاکم بھی وہی ہے۔ کوئی دوسرا نہ تو حاکم بن سکتا ہے۔ نہ اس کا کوئی وزیر بن سکتا ہے۔ وہ اکیلا ہی حکمرانی کر رہا ہے۔ اس کو کسی کے مشورے کی ضرورت نہیں۔ کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔
(۱۰) اسی نے انسانیت کی ہدایت کیلئے چنے ہوئے انسان بھیجے جن کو نبی اور رسول کہا

جاتا ہے لیکن باوجود نبیوں اور رسولوں کی تعلیم کے انسان پھر بھی شیطان کے پیچھے لگ جاتا ہے اور ظاہریت سے دھوکہ کھا جاتا ہے۔

(۱۱) یہ کائنات ایک خاص وقت تک ہے۔ جب وہ وقت آئے گا تو اس کو بدل کے ایک دوسری کائنات میں تبدیل کر دیا جائے گا اور تمام انسانوں کو جو قیامت کے صور سے فوت ہوئے تھے، دوبارہ صور پھونکنے سے زندہ ہو کر اپنی قبروں سے نکل آئیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ اکیلا ہی سب کا حساب کتاب کرے گا۔ جو بدقسمت ہوں گے وہ جہنم میں جائیں۔ جو قسمت والے ہوں گے وہ جنت میں جائیں گے

(۱۲) انسان کو اللہ تعالیٰ نے جائز ناجائز حلال وحرام کی تمیز عطا کی ہے۔ فرمایا کہ ''ہم نے انسان کو دونوں راستے دکھا دیئے''۔ (دیکھیں سورۃ البلد ۹۰، آیت ۱۰) نیکی کا راستہ بھی بُرائی کا راستہ بھی اور یہ بھی بتا دیا کہ شیطان تمہارا دُشمن ہے۔ وہ تمہیں بُرائی میں طرف ترغیب دے گا اور اچھائی سے روکے گا۔ ہم نے تمہیں اختیار بھی دیا ہے کہ اگر تم چاہو تو نیکی کا راستہ قبول کرو، چاہو تو بُرائی کا راستہ۔ اگر تم نیکی کا راستہ قبول کرو گے تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اگر تم بُرائی کا راستہ اختیار کرو گے تو ہماری مدد سے محروم رہو گے اور شیطان تمہاری مدد کرے گا کیونکہ وہ خود بھی جہنمی ہے اور وہ لوگوں بھی جہنم میں لے جانا چاہتا ہے۔ جو اس کے ساتھی بن جائیں گے، وہ مرتے دَم تک بُرے کاموں میں ہی مشغول رہیں گے سوائے ان کے جو توبہ کر لیں اور واپس اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف لوٹ آئیں۔

؎ جانتا ہوں میں یہ اُمت حامل قرآن نہیں ہے وہی سرمایہ داری، بندۂ مومن کا دِین

[اقبال]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایک دفعہ حضرت صحابہ کرام کی مجلس میں فرمایا کہ ''مجھے یہ فکر نہیں کہ تم کافر ہو جاؤ گے لیکن فکر اس بات کا کہ دُنیا تم پر کھول دی جائے گی''۔ ایک صحابی نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کیا خیر بُرائی لائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''موسم ربیع میں بارش سے جب گھاس اُگتی ہے تو تازہ اور میٹھی ہوتی ہے۔ جانور اس کو کھاتا ہے۔ کھوکھیں اس کی بھر جاتی ہیں۔ پھر وہ دھوپ میں بیٹھ کر لِد اور پیشاب کرتا ہے (اور پھر اُٹھتا ہے اور پھر کھانا شروع کر دیتا ہے تو تم لوگ یہی کرو گے اور اصلی مقصد کو بھول جاؤ گے۔ اصلی مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کے پیغام کو تمام دُنیا میں پہنچانا) (بخاری)

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ
فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ
اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ
۝۲۸ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ
فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ
نّٰصِرِيْنَ ۝۲۹ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ
اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ

ترجمہ◄ (آیات ۲۸ سے ۴۲) اللہ تعالیٰ خود تمہاری اپنی ہی ذات سے ایک مثال بیان کرتا ہے۔ کیا تمہارے غلاموں میں سے کچھ ایسے غلام بھی ہیں جو ہمارے دیئے ہوئے مال میں تمہارے برابر کے شریک ہوں اور تم ان سے اس طرح ڈرو جس طرح آپس میں ڈرتے ہو۔ اس طرح ہم اپنی آیات کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیں۔[۲۸] (یعنی جب تم ہمارے دیئے ہوئے مال کی نعمت میں اپنے غلاموں کو شریک بنانا پسند نہیں کرتے تو ہمارے غلاموں [یعنی نبی، ولی، علماء اور بتوں] کو ہماری دوسری نعمتوں [مثلاً اولاد، بارش، صحت وغیرہ] میں کیوں شریک بنا لیتے ہو)

دَراصل یہ ظالم (یعنی مشرک) بغیر کسی علم کے اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں تو کون اس شخص کو ہدایت دے گا جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اور ایسے لوگوں کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔[۲۹] (جو علم کی بجائے اپنی مرضی پر چلتے ہیں، وہ سیدھے راستے پر نہیں ہوتے)

پس تم قائم رہو اس دِین (اسلام) پر یکسو ہو کر۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو (اسلام کی) فطرت پر پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں آ سکتی۔ یہی

اللّٰهِ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ قلا وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ قلا مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۳۱ لا مِنَ
الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ط كُلُّ حِزْبٍ
بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝۳۲ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ
دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ
رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝۳۳ لا
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ط فَتَمَتَّعُوْا وقفة فَسَوْفَ

دِین درست ہے لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔[۳۰] (والدین بچے کو اس فطرت یعنی اسلام سے ہٹا کر مشرک بنا دیتے ہیں۔[الحدیث])

اسی (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف رجوع کرو اور اسی سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور شرک ہرگز نہ کرو۔[۳۱]

(انکی طرح نہ ہو جاؤ یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح) جنہوں نے اپنا اپنا دِین الگ بنا لیا ہے اور کئی گروہ ہو گئے ہیں اور ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ خوش ہے[۳۲]

جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رَبِّ کریم کی طرف رجوع کر کے اس سے دُعائیں مانگتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا ذائقہ چکھا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ پھر (ولیوں اور بتوں وغیرہ کے ذریعے) شرک کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح وہ ہمارے احسان کی ناشکری کرتے ہیں۔ اچھا! فائدہ اُٹھا لو (اس غلط طریقے سے) تمہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا (کہ اس طرزِ عمل کا انجام کتنا بُرا ہے اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا)[۳۳-۳۴]

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ
بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ
رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا
قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا
اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا
الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ
خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ز وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل (ثبوت) نازل کی ہے جو شرک کو حق (سچا) ثابت کر دے۔[۳۵]

جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر انکے اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے جو انکے ہاتھوں نے کیے ہیں، مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔[۳۶] (مایوسی میں وہ ہمیں بھول جاتے ہیں اور شریکوں سے مصیبت کا علاج ڈھونڈتے ہیں)

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسکا چاہے، رزق کشادہ کر دے۔ جسکا چاہے، تنگ کر دے۔ یقیناً اس میں بہت سے سبق ہیں ان لوگوں کیلئے جو اس بات پر ایمان لاتے ہیں۔[۳۷] (رزق کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں [مشکوٰۃ] وہ اپنی حکمت سے تقسیم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بنایا ہوا کوئی شریک اس رزق کو کم یا زیادہ نہیں کر سکتا)

پس اے لوگو! اپنے رشتہ داروں کو انکا حق دو اور مسکین اور مسافر کو انکا حق دو۔ یہ ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی لوگ کامیاب

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ
اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ
مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ
يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ
يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا
كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ

ہونے والے ہیں۔[۳۸] (بنائے ہوئے شریکوں پر خرچ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے رشتہ داروں اور غریبوں پر خرچ کرو)

جو مال تم سود پر دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مال میں بڑھے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مال نہیں بڑھتا اور جو زکوٰۃ (اور صدقہ) تم دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرو تو وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کو بڑھاتے ہیں۔[۳۹] (سود مال کو گھٹاتا ہے۔صدقہ مال کو بڑھاتا ہے[بقرۃ۲، آیت ۲۷۶])

اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا فرمایا پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو موت دے گا اور پھر تمہیں دوبارہ زندہ فرمائیگا۔کیا کوئی تمہارے شریکوں میں سے ایسا ہے جو ان میں سے کوئی چیز کر سکے؟ سب تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں اور اسکی ذاتِ اقدس بہت بلند ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔[۴۰]

(زمین میں) بری اور بحری سطح پر لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں، اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ ان کو چکھا

عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾

دے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ باز آ جائیں۔ (اور شرک چھوڑ دیں)[۴۱] (موجودہ زمانے کی مصیبتوں پر نظر ڈالیں اور اپنے اعمال کو پرکھیں)

ان (یعنی مشرکین) سے کہو کہ ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا کیا حال ہوا۔ ان میں اکثر مشرکین ہی تھے۔[۴۲] (وہ سب ہلاک کر دیئے گئے)

تشریح : فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ: [الروم۳۰،آیت۳۰]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہر نومولود اپنی فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں اسکے ماں باپ اسکو یہودیت یا نصرانیت یا مجوسیت وغیرہ کی جانب مائل کر دیتے ہیں جس طرح چار پایہ پورا بچہ جنتا ہے۔ کیا تم اس میں نقص محسوس کرتے ہو''۔ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے درج بالا آیت مبارکہ پڑھی (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۸۳

نوٹ: چار پایہ پورا بچہ جنتا ہے۔ عربوں میں رواج تھا کہ چار پائے بچے کے بتوں کے نام پر کان چیر دیتے تھے۔ یہ شرک ہے۔

انسان کی فطرت بدلتی نہیں لیکن انسان ماحول کے اَثر سے اپنے عقائد کو بدل لیتا ہے کیونکہ ماحول میں بہت سے محرکات ایسے ہوتے ہیں کہ انسان کا نفس اسکی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ**''۔ (الروم۳۰، آیت ۲۹) ترجمہ ''مگر یہ ظالم اپنی خواہشات کے پیچھے اندھوں کی طرح چل پڑتے ہیں''۔ یہ حکمت تھی ہماری اس ریاست کی تخلیق کی۔ ہماری اس ریاست کی تخلیق کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے قائد

اعظم تک پہنچایا۔ چونکہ براعظم ہند میں آزادی کے بعد آگے بننے والی حکومت جمہوریت کی طرز پر ہونی تھی، اسلئے ہمیشہ کیلئے مشرک کا اکثریت میں رہنا اور حکومت بنانا لازم نظر آتا تھا۔ جس معاشرے میں آپ اقلیت بن کر رہیں گے، اس معاشرے کی اکثریت کے رسم و رواج اور عقائد کو آپ قبول کرتے جائینگے۔ چند صدیوں کے بعد مسلمانوں کی اکثریت مشرک بن چکی ہوتی اگر آج ہم ایک آزاد ریاست کے مالک نہ ہوتے۔

جو اس وقت مسلمان وہاں ہیں، ان میں ایسی ہی تبدیلیاں دیکھی جا رہی ہیں کہ انکے بچے مشرکوں کے اَثر سے اسلامی اخلاق و آداب سے ناواقف ہیں۔

شرک کیا ہے؟

(۱) بت پرستی کو تو ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ واضح شرک ہے۔

(۲) یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام نے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ہوا ہے۔

(۳) ہمارے ہاں بزرگوں کی قبریں شرک کے بہت بڑے اَڈے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مرضی اور قانون کو چھوڑ کر اپنی مرضی (یعنی نفس) کیلئے کام کرنا شرک ہے مثلاً

(الف) دکھاوے کے لیے کوئی نیک کام کرنا شرک ہے۔

(ب) اپنی شہرت کے لیے کوئی نیک کام کرنا شرک ہے۔

(ج) دُنیا کے فائدے کے لیے کوئی نیک کام کرنا شرک ہے۔

ے میں نے اقبال سے ازراہِ نصیحت یہ کہا — حامل روزہ ہے تو اور نہ پابند نماز
تو بھی ہے اس شیوۂ اربابِ رِیا میں کامل — دِل میں لندن کی ہوس لب پہ تیرے ذِکر حجاز
جھوٹ بھی مصلحت آمیز تیرا ہوتا ہے — تیرا اندازِ تملق بھی سراپا اعجاز
ختم تقریر تیری مدحت سرکار پہ ہے — فکر روشن ہے تیرا موجد آئین نیاز
درِ حکام بھی ہے تجھ کو مقام محمود — پالسی بھی پیچیدہ تر از زلف ایاز
اور لوگوں کی طرح تو بھی چھپا سکتا ہے — پردۂ خدمت دین میں ہوس جاہ کا راز

ے پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل — عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق — عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

[اقبال، بانگ درا]

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ
يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ
كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ
يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾
وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ
مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ
فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ

ترجمہ◄ (آیات ۴۳ سے ۶۰) (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور اے مومنین)! اپنی زندگی کا رُخ اس صحیح دِین کی طرف رکھو پیشتر اسکے کہ وہ دِن آئے جسکے ٹل جانے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی صورت نہیں ہوگی۔ اس دِن لوگ ایک دوسرے سے الگ الگ ہو جائینگے۔[۴۳]

جس نے کفر کیا ہوگا، اسکا وبال اسی پر ہوگا اور جس نے نیک عمل کیے ہونگے تو انہوں نے اپنا ہی راستہ سیدھا کیا ہوگا۔[۴۴]

اس دِن اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اپنے فضل سے اچھا بدلہ دیگا۔ وہ یقیناً کفر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (یعنی جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ ان کو ناپسند کرتا ہے)[۴۵]

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے بشارت کے طور پر پھر تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے کہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تم اس کی روزی تلاش کرو اور اس کا شکر کرو۔[۴۶] (جہاز رانی قدیم زمانے میں

قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ

قدرتی ہوا سے تھی)

تم سے پہلے بھی ہم نے قوموں کی طرف رسول بھیجے اور وہ انکے پاس واضح (توحید و رسالت کی) نشانیاں لے کر آئے تو پھر ان میں سے جن لوگوں نے جرم (یعنی کفر) کیا، ان سے ہم نے انتقام لیا اور ہم پر لازم تھا کہ ہم نے مومنوں کی مدد کرنی ہے۔ (اور کافروں کو سزا دینی ہے)[۴۷]

یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادل اُٹھاتی ہیں اور پھر جیسے چاہتا ہے، ان بادلوں کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے یا انہیں ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ پھر تو دیکھتا ہے کہ اس میں سے مینہ برستا ہے۔ پھر جب یہ مینہ اپنے بندوں میں سے جہاں چاہتا ہے، برساتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ (جو ہمارے بندے نہیں ہیں، وہ شریکوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں ہمارا شکریہ ادا نہیں کرتے)[۴۸]

اور اس بارش سے پہلے وہ مایوس ہو چکے تھے۔[۴۹] (بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصلیں تباہ ہوتی ہیں۔ انسان اور جانور قحط سے مرجاتے ہیں)

رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ
اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۵۰ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا
لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝۵۱ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ
الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا
مُدْبِرِيْنَ ۝۵۲ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ
ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ۝۵۳ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ
جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ

پس دیکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار کہ ایک مُردہ زمین کس طرح زندہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح (اللہ تعالیٰ) قیامت کے روز مُردوں کو زندہ کریگا اور وہ ہر کام کرنے کی طاقت رَکھتا ہے۔[۵۰]

اگر ہم ایک ایسی ہوا بھیج دیں جو کھیتی کو زرد (یعنی تباہ) کر دے تو ظالم (یعنی مشرکین اور کافر) لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ناشکری کرنے لگتے ہیں۔[۵۱]

تو اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ ہی ان بہروں کو (اللہ تعالیٰ کا) پیغام سنا سکتے ہو جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے ہوں۔[۵۲]

اور نہ ہی تم اندھوں کو انکی گمراہی سے نکال کر ہدایت دے سکتے ہو۔ تم تو انہی کو ہمارا پیغام سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان رَکھتے ہیں اور انہوں نے اطاعت کرنا تسلیم کرلیا ہے۔[۵۳] (کافر نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں۔ نہ عقل سے کام لیتے ہیں)

قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ
الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ
ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾
وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ
فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۫ فَهٰذَا يَوْمُ
الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا
يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ
يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

یہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے تمہاری پیدائش کی ابتداء کمزوری کی حالت سے کی پھر تمہیں قوت بخشی پھر قوت کے بعد دوبارہ کمزور کر دیا اور بڑھاپا آ گیا۔ جیسے چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے اور وہ صاحبِ علم ہے اور صاحبِ اقتدار۔[۵۴]

جب قیامت کی گھڑی آئیگی تو مجرم لوگ (یعنی کافر) قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم تو ایک گھڑی سے زیادہ (دُنیا میں یا قبر میں) نہیں ٹھہرے۔ اسی طرح یہ دُنیا میں دھوکہ کھایا کرتے تھے۔[۵۵] (قبر میں ہزاروں سال رہے لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ ایک گھڑی۔ کتنا بڑا دھوکہ کھایا۔ اسی طرح دُنیا میں حق اور باطل میں دھوکہ کھایا)

اور جن لوگوں کے پاس علم ہوگا اور ایمان ہوگا تو وہ کہیں گے کہ ہم اتنے دِن ٹھہرے جتنا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس دِن تک کے متعلق لکھا ہوا تھا اور یہ وہی حشر کا دِن ہے لیکن (اے کافرو!) تم جانتے نہ تھے۔ (حق کو)[۵۶] (ایمان والوں نے اسی طرح دُنیا میں حق کو اللہ تعالیٰ کی کتاب دیکھ کر پہچانا اور عمل کیا)

پس اس دِن ظالموں (یعنی کافروں) سے کوئی بہانہ قبول نہیں کیا جائیگا اور نہ

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

ان سے معافی مانگنے کیلئے کہا جائیگا۔[۵۷]

ہم نے اس قرآن کریم میں لوگوں کو ہر طرح کی مثال سے سمجھایا۔خواہ تم کوئی نشانی بھی لے آؤ۔(یہ لوگ جو نہیں مانتے نہیں مانیں گے) جن لوگوں نے نہیں ماننا، وہ یہی کہیں گے کہ تم باطل (یعنی غلطی) پر ہو۔[۵۸]

اس طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دِلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو صحیح علم حاصل کرنا نہیں چاہتے۔[۵۹]

پس اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! صبر کرو، اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور ہرگز وہ لوگ تمہیں کمزور نہ سمجھیں (یعنی اپنی قوت تیار رکھا کرو) جو ایمان نہیں لاتے۔[۶۰] (پھر ایک وقت آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ان سب ایمان نہ لانے والوں پر غالب آ گئے)

تشریح: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ:

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ**''۔

ان دونوں آیات مبارکہ کا مطلب ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کو حوصلہ دے رہا ہے کہ تمہاری مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔

اس فقرے پر ذرا غور کریں۔اسکو دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہم مدد تو ضرور کرینگے لیکن ان لوگوں کی جو واقعتاً مومن ہونگے۔

مومن کی نشانی کیا ہے؟

حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے عرض کی گئی کہ ''کیا مومن **بزدل** ہوسکتا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہاں! ہوسکتا ہے'' پھر سوال کیا گیا کہ ''کیا مومن **کنجوس** ہو سکتا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہاں! ہوسکتا ہے''۔ پھر پوچھا گیا کہ ''کیا مومن **جھوٹ** بول سکتا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**نہیں**!'' (**مومن جھوٹ نہیں بول سکتا**)۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۴۶)

ایک بدو نے اسلام قبول کیا اور پھر کہنے لگا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! مجھے ایک بات کی اجازت دیجئے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کیا''۔ کہنے لگا کہ مجھے عورتوں سے بڑی محبت ہے۔ میں اس پر کنٹرول نہیں کرسکتا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میں اجازت تو نہیں دے سکتا لیکن تم ایک بات پر عمل کرو کہ **جھوٹ بولنا بالکل ترک کردو۔ جب بولو سچ بولو**''۔ تو وہ شخص پھر کچھ مدت کے بعد آیا۔ کہنے لگا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! سچ بولنے کی عادت نے **میری دوسری بُری عادت چھڑادی ہے**''۔ (مشکوٰۃ شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مسلمان وہ ہے جو صرف مسلمان کی ہی بھلائی چاہتا ہے اور **مومن** وہ ہے جو **سب انسانوں کی بھلائی** چاہتا ہے'' (مشکوٰۃ

حدیثِ جبریل میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! ایمان کیا ہے؟'' (یعنی جسکو مومن کہتے ہیں، وہ کن باتوں کو دِل سے مانتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جواب دیا کہ

(۱) ''وہ اللہ تعالیٰ کو واحد مانتا ہے یعنی توحیدِ باری تعالیٰ پر ایمان رَکھتا ہے۔

(۲) وہ فرشتوں کو مانتا ہے۔

(۳) وہ آسمانی کتابوں پر ایمان رَکھتا ہے۔

(۴) تمام رسولوں اور نبیوں پر ایمان رَکھتا ہے۔

(۵) آخرت پر پورا یقین رَکھتا ہے۔

(۶) (اچھی یا بُری) تقدیر کو بَرحق کہتا ہے۔
([متفق علیہ] تلخیص مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱)

وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ:

ہلکا (یعنی کمزور) نہ پائیں تم کو وہ لوگ جو یقین نہیں رَکھتے۔ (آخرت پر) (اشارہ ہے مشرکین کی طرف)

مسلمان، ہندوؤں کیساتھ صدیوں رہے اور صدیوں ان پر حکمرانی کی لیکن انکی اکثریت ایمان لانے سے محروم رہی۔ آج بھی وہ مسلمانوں کے دُشمنِ اوّل ہیں۔ ہمیں اپنے دفاع میں کمزوری نہیں رَکھنی چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انکی تعداد ہم سے بارہ گنا زیادہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے **کامیابی** تعداد اور وسائل کی کثرت پر نہیں رَکھی بلکہ **ایمان پر رَکھی ہے۔**

قرآن حکیم میں ہے کہ ''**قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ** ''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۲۴۹) ترجمہ ''انہوں (یعنی مومنین) نے کہا کہ ایک دِن اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے۔ کتنی دفعہ ایسا ہوا کہ ایک تھوڑی سی تعداد نے ایک بڑے گروہ پر غلبہ حاصل کر لیا اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ یاد رَکھو کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کیساتھ ہوتا ہے''۔

دفاعی وسائل اکٹھا کرنے کیساتھ ساتھ ہمیں اپنے ایمان کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ ایمان کے بھی دَرجات ہیں۔ کمزور ایمان والوں کی اگر ملک میں اکثریت ہوگی تو قوم کمزور ہوگی۔ مضبوط ایمان والوں کی اگر اکثریت ہوگی تو قوم مضبوط ہوگی۔

مضبوط ایمان انکا ہے جن میں تقویٰ زیادہ ہو۔ **تقویٰ کا مطلب** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو پورے خلوص سے سرانجام دیا جائے۔ ایک معمولی سی بات سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک ہمیں چاہیے کہ اس بات کا خیال رَکھیں کہ جو کچھ قرآن حکیم اور احادیث شریف نے ہمیں تعلیم دی ہے، اس پر سو فیصد عمل کرنے کی کوشش کریں۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم قرآن حکیم اور احادیث شریف کو سمجھ کر، غور و فکر کر کے روزانہ عمل

کرنے کی کوشش کریں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا طریقہ معلوم نہیں ہونگے اور یقینِ محکم کیساتھ انکو نہیں مانیں گے تو عمل کا دَرجہ کمزور رہ جائیگا۔

؎ یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

؎ نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

؎ جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روحِ اُمم کی حیات کشمکشِ انقلاب

[حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ]

آج کل ہمارے حالات بھی ایسے ہی ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اوّل دُشمن مشرکین، دوم دُشمن منافقین، سوم دُشمن مدینہ اور اس کے اردگرد یہود و نصاریٰ، چہارم دُشمن فارس اور رومی تھے۔ آج ہمارے دُشمن اوّل مشرک ہیں، دوم دُشمن منافقین ہیں، سوم دُشمن یہود و نصاریٰ ہیں، چوتھے دُشمن بین الاقوامی کچھ ایسی قوتیں ہیں جو ظاہر میں دوست اور اندر سے دُشمن ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو صاف الفاظ میں بتایا کہ

(۱) تمہاری قوت تمہارے ایمان کے معیار پر منحصر ہے۔ (الانفال ۸ آیات ۶۵-۶۶)
(۲) دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ اپنے گھوڑے ہر وقت تیار رکھو۔ (الانفال ۸ آیت ۶۰)
(۳) اس بات کا یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ تمہاری مدد کیلئے ہوتا ہے۔
(۴) جب چاہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتے بھی تمہاری مدد کے لیے بھیجتا ہے۔
(۵) یہ بھی نصیحت فرمائی کہ اپنی طاقت پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو (جنگ حنین)
(۶) اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔
(۷) اللہ تعالیٰ حوادثات سے تمہاری مدد کرتا ہے۔ (جنگ احزاب)

لقمان ۳۱

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳۴ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۙ ﴿۲﴾ هُدًى
وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۙ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ ﴿۴﴾
اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۱) الف-لام-میم۔ یہ ایک ایسی کتاب کی نصیحتیں ہیں جو حکمت سے لبریز ہے۔ یہ کتاب سیدھا راستہ دکھانے والی اور باعثِ رحمت ہے اچھے کام کرنے والوں کیلئے جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ اَدا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رَکھتے ہیں۔ (آخرت کے حساب کتاب سے خوف کھاتے ہیں)[۱-۴]

ایسے ہی لوگ اپنے رَبِّ کریم کی طرف سے سیدھے راستے پر رہتے ہیں اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں۔[۵]

الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ
وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝٦
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ
يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ
اَلِيْمٍ ۝٧ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝٨ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ
عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ

لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو بیہودہ کلام خرید کر لاتے ہیں تا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے غافل کر دیں بغیر علم کے اور جو کلامِ سچا ہے، اسکا مذاق اُڑائیں۔ یہ ہیں وہ لوگ جنکے لیے ذِلت کا عذاب تیار ہے۔(یعنی جہنم کا)[۶]

جب ہماری نصیحتیں انکو سنائی جاتی ہیں تو بڑے تکبر سے منہ موڑ لیتے ہیں گویا کہ انکو سنا ہی نہیں اور کان بہرے ہیں تو اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! ایسے لوگوں کو دَردناک عذاب کی خبر دے دو۔[۷]

(اسکے برعکس) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، انکے لیے نعمت بھرے باغات ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے اور وہ بہت زبردست اور حکیم مطلق ہے۔[۸-۹]

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا فرمایا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور زمین میں پہاڑ جما دیئے تا کہ وہ تمہیں لے کر ڈھلک نہ جائے اور اس زمین پر ہم نے ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے اور آسمان سے پانی برسایا اور اس میں ہر قسم کی نباتات

تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑩ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⑪

کے جوڑے پیدا کر دیئے۔(اکیلی ذات صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جسکا کوئی جوڑ انہیں)[۱۰]
(زمانہ قدیم اور زمانہ جدید کے) اے مشرکو! یہ ہیں میری پیدا کی ہوئی چیزیں۔اب تم بتاؤ میرے سوا کسی دوسرے نے (جن کو تم نے خدا بنایا ہوا ہے اور انکو تم پوجتے ہو) کون سی چیزیں پیدا کی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مشرکین بہت بڑی گمراہی میں ہیں[۱۱]

تشریح: قرآن حکیم کو ایک جگہ نہیں، کئی جگہ کہا گیا ہے ''کتاب الحکیم''۔اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول اور فعل کو فرمایا کہ یہ میری طرف سے ہے۔قرآن حکیم میں ہے کہ ''**وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○**''۔(النجم۵۳، آیات۳-۴) ترجمہ ''وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتا۔وہ جو کچھ فرماتا ہے، وحی سے فرماتا ہے''۔پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یہ فرمایا کہ ''**مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ**''(النساء۴، آیت۸۰) ترجمہ ''جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کی، اُس نے دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی''۔

اس سے ثابت ہوا کہ قرآن حکیم اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی دو ایسی کتابیں ہیں جو **حکمت** سکھا سکتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے سارے قرآن حکیم میں کسی دوسری کتاب کو کتاب الحکیم نہیں کہا۔ان دو کتابوں کی تعلیم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی قوم کو جو کہ بالکل اَن پڑھ تھے، **حکمت سکھائی**۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ**''۔(آلِ عمران۳، آیت۱۶۴) ترجمہ ''(اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) وہ (یعنی اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کتاب (قرآن حکیم) کا علم دیتا ہے اور حکمت سکھاتا ہے''۔اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس زمین پر سے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عربی قوم

دُنیا کی **حکیم ترین** قوم تھی۔اسی لیے چند گنتی کے سالوں میں وہ پوری دُنیا کا چوتھائی حصہ فتح کر چکے تھے اور انہوں نے اپنا نظام حکمرانی **علم** اور **حکمت کی بنیادوں** پر قائم کیا ہوا تھا۔

ہم چونکہ قرآن کریم سے غافل ہو چکے ہیں، اسلئے ہمارا طرزِ حکمرانی **علم** اور **حکمت** پر نہیں بلکہ **جہالت** اور **بیوقوفی** پر چل رہا ہے جسکی وجہ سے ابھی تک کوئی منظّم حکومت نہیں آئی اور نہ ہی کوئی حکومت نظامِ تعلیم کی طرف توجہ دے رہی ہے۔جو تعلیم یونیورسٹی اور کالجوں میں چل رہی ہے وہ تعلیم نہیں بلکہ ہنر کی تربیت ہے اور جو تعلیم مدرسوں میں چل رہی ہے وہ صرف تعلیم کا نام ہی نام ہے، اسکا مغز کوئی نہیں ہے۔ان آیات مبارکہ میں یہی بتایا جا رہا ہے کہ صحیح علم قرآن کریم کا ہے جسکو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھول کر بتا دیا اور عمل کر کے دکھا دیا۔اسکے علاوہ ہنر کا علم بھی مفید علم ہے اور بالکل جائز ہے بلکہ ضروری ہے لیکن اسکے علاوہ کوئی بیہودہ علم جو کہ آج کل ناولوں افسانوں فلموں ڈراموں گانوں کی صورت میں نظر آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لہوالحدیث ہے، اسکا کوئی فائدہ نہیں بلکہ اسکے نتائج بُرے نکلتے ہیں جو کہ جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

(۱) اے (حضرت) داؤد (علیہ السلام)! لوگوں کے درمیان انصاف (یعنی علم اور حکمت) سے فیصلہ کرو اور نفسانی خواہش کی پیروی مت کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے تجھے ہٹا دے گی۔(ص ۳۸، آیت ۲۶) مزید فرمایا کہ ''تو خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل نہ چھوڑ دینا''۔(النساء۴، آیت ۱۳۵)

ہمارے حاکم اور عدلیہ کو ان آیات مبارکہ کی سخت ضرورت ہے۔**حضرت خریم بن فاتک** رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ **نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے صبح کی نماز پڑھائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر تین مرتبہ فرمایا کہ ''جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی گئی ہے، جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی گئی ہے، جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی گئی ہے''۔(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

آیت مبارکہ نمبر ۶: ٹیلیویژن، پرنٹ میڈیا، سوشل میڈیا خرافات سے بھرا ہوا ہے۔یہ سب شیطانی کام ہیں اور اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ''**لہوالحدیث**'' پسند نہیں ہیں۔یہ نیکی نہیں بلکہ بُری چیز ہے۔ہر قسم کی ''**لہوالحدیث**'' سے ہمیں اجتناب کرنا چاہیے۔**آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جس مجلس میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نہیں لیا جاتا، وہ شیطان کی مجلس ہے''۔(مشکوٰۃ)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ

ترجمہ◄ (آیات ۱۲ سے ۱۹) ہم نے (حضرت) لقمان (علیہ السلام) کو **حکمت** عطا فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہو۔ جو کوئی شکر کرے گا تو اسکا فائدہ اسی کو ہی ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور ہر طرح سے لائقِ تعریف ہے۔ (اللہ تعالیٰ کسی سے اپنی تعریف اور شکریے کا محتاج نہیں ہے)[۱۲]

(حضرت) لقمان (علیہ السلام) نے ایک دفعہ اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کیونکہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔[۱۳]

ہم نے انسان کو اپنے والدین سے حسنِ سلوک کی نصیحت فرمائی۔ اسکی ماں نے کمزوری پر کمزوری جھیلتے ہوئے اپنے پیٹ میں رکھا پھر دو سال اسکا دودھ چھڑانے میں لگے، اسلئے میرا بھی شکر گزار رہو اور اپنے والدین کا بھی۔ آخر کار میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔ (اور پھر اس بات کے تم جواب دہ ہو گے کہ آیا میرا اور اپنے والدین کا حق اَدا کیا یا نہیں؟)[۱۴]

لیکن اگر وہ (یعنی والدین) تجھ پر زبردستی کریں کہ میرے ساتھ کسی کو

عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا
تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ
سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَىَّ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ
فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَىَّ اِنَّهَآ اِنْ
تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِىْ صَخْرَةٍ
اَوْ فِى السَّمٰوٰتِ اَوْ فِى الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَىَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ
وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ

شریک بناؤ جسکا علم تمہارے پاس نہیں ہے تو یہ بات انکی ہرگز نہ ماننا لیکن دُنیا میں انکے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اور پیروی اس شخص کی کرنا جو میری طرف رجوع کرتا ہے (یعنی جو میرے ساتھ شرک نہیں کرتا) آخر کار تم سب کو آنا تو میری ہی طرف ہے۔ اس وقت میں تمہیں بتادوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے تھے۔ (دُنیا میں)[۱۵] (آیا اچھے عمل کیے یا بُرے)

(اور حضرت لقمان علیہ السلام نے کہا کہ) اے میرے بیٹے! کوئی چیز خواہ وہ رائی کے دانے کے برابر ہی ہو۔ کسی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں چھپی پڑی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے (قیامت میں حساب کتاب کیلئے) نکال لائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ باریک سے باریک باتوں کی بھی خبر رَکھنے والا ہے۔[۱۶]

اے میرے بیٹے! نماز قائم رَکھنا، نیکی کا حکم کرتے رہنا اور بُری باتوں سے لوگوں کو روکتے رہنا اور پھر جو مصیبت تم پر آ پڑے، اس پر صبر کرنا۔ یہ باتیں دَراصل بڑی ہمت کے کام ہیں۔[۱۷]

اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۷ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝۱۸ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝۱۹

اور (خبردار!) لوگوں سے اپنا رُخ (یعنی چہرہ) مت پھیر (تکبر کی وجہ سے) اور زمین پر اکڑ کر نہ چل۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کسی کو پسند نہیں فرماتا جو فخر کرنے والا ہو اور خود پسند ہو۔[۱۸]

اپنی چال میں میانہ روی پیدا کر (نہ ہی ضرورت سے زیادہ تیز چل اور نہ ہی ضرورت سے زیادہ سست ہو جا) اور اپنی آواز پست رکھ۔ بلاشبہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔ (جو اونچی ہوتی ہے)[۱۹]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کی زبان سے انسان کو مندرجہ ذیل نصیحتیں فرمائی ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر اَدا کرتا رہ۔ اسکا فائدہ اسی کو ہی ہے جو شکر اَدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کے شکر کا محتاج نہیں ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ۔

(۳) والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ اور اللہ تعالیٰ کے شکریے کے ساتھ انکا بھی شکر اَدا کرو کہ تیری پرورش کی۔

(۴) دِین کے بارے میں اگر والدین شرک کی بات کریں تو وہ نہیں ماننی چاہیے بلکہ اس شخص کی پیروی کریں جو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو۔

(۵) یاد رَکھ کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ چھوٹی سے چھوٹی نیکی اور بُرائی حساب کتاب

کیلئے لا حاضر کرے گا۔

(۶) نماز کو باقاعدگی سے اَدا کیا کرو۔

(۷) نیکی کا حکم کرو اور بُری باتوں سے لوگوں کو منع کرو۔

(۸) جو بھی دُنیا میں تجھ پر مصیبت آئے، اس پر صبر کرو۔ (گلہ شکوہ اور واویلا مت کرو)

(۹) لوگوں کے ساتھ تکبرانہ رویے سے مت ملو۔

(۱۰) زمین پر اپنی چال کو نہ تو تیز کرو اور نہ ہی سست رَکھو بلکہ میانہ روی کی چال چلو۔

(۱۱) اپنی آواز کو بلند مت کرو۔ بلند آواز اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

؎ جمہوریت ایک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
لوگوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے

کیا آپ نے پارلیمنٹ میں کبھی پست آواز دیکھی یا سنی ہے۔

ایک دفعہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اپنی فوج کیساتھ واپس مدینہ طیبہ آ رہے تھے تو جب مدینہ طیبہ کے دَر و دیوار نظر آئے تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے **اونچی آواز** سے ''**اللہ اکبر**'' کا نعرہ لگایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم جسکو سنانا چاہتے ہو، اگر تم آہستہ کہتے تب بھی اس نے سن لینا تھا۔ (**صحیح بخاری**

یہ سب باتیں جو حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کے طور پر بتائیں، **حکمت کی باتیں** ہیں۔ جو بھی ان پر عمل کرے گا، وہ دُنیا کا حکیم ترین انسان بن جائے گا۔ حکمت **محنت**، **تجربہ** اور **غور وفکر** سے آتی ہے۔ صرف پڑھ لینے سے نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''جو بندہ ہمارا شکر اَدا کرتا ہے، ہم اسکو زیادہ نعمت عطا کرتے ہیں''۔ (ابراہیم ۱۴، آیت ۷) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو بندوں کا شکر اَدا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر اَدا نہیں کرتا''۔ (**مشکوٰۃ**) آج کل والدین کیساتھ حسن سلوک ایک ثانوی حیثیت رَکھتا ہے۔ ہم زیادہ اہمیت دوستوں کیساتھ حسن سلوک کو دیتے ہیں۔ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (**مشکوٰۃ**) ہم میں صبر وتحمل ختم ہو چکا ہے۔ **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''عجلت (یعنی بے صبری) شیطان کی طرف سے ہے اور صبر وتحمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے''۔ (مشکوٰۃ)

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً
وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ
عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ
اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا
عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى
عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ
وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ

ترجمہ◄ (آیات ۲۰ سے ۲۴) کیا تم لوگوں نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے اور اس نے تمہارے اوپر ہر قسم کی نعمتیں ظاہری اور چھپی ہوئی مکمل کر دی ہیں۔ اسکے باوجود انسانوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں (جاہلانہ) جھگڑا کرتے ہیں باوجود اسکے کہ انکے پاس کوئی علم نہیں ہوتا اور نہ ہی انکے پاس کوئی ہدایت یا روشنی دکھانے والی کتاب ہوتی ہے۔[۲۰] (مشرکین مکہ کی طرف اشارہ ہے۔ آج یہ بات ہمارے لیے ہے)

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اطاعت کرو اس چیز کی جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی (یعنی قرآن کریم) تو کہتے ہیں کہ ہم تو انہی باتوں کی پیروی کریں گے جو ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے خواہ شیطان ان (یعنی باپ دادوں) کو جہنم کی آگ کی ہی طرف کیوں نہ بلاتا رہا ہو۔[۲۱]

جس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا سر جھکا دیا (یعنی اس کو اپنا رَبّ مانا) اور اس نے اعمال بھی نیک کیے تو اس نے ایک مضبوط سہارا تھام لیا کیونکہ سارے کاموں

وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾

کا آخری فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔[۲۲]

جو یہ بات تسلیم نہیں کرتا (اللہ تعالیٰ کو اپنا رَبّ تعالیٰ ماننے سے انکار کرتا ہے اور قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں مانتا) اسکے اسلام نہ لانے پر غم مت کھاؤ۔ انہوں نے آنا تو ہمارے پاس ہی ہے۔ پھر ہم انہیں بتا دینگے جو کچھ یہ کر کے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو سینوں تک کی چھپی باتوں کو جاننے والا ہے۔[۲۳]

ہم تھوڑی مدت کیلئے دُنیا میں انہیں اپنی مرضی کرنے کا (یعنی اپنی خواہشات پر چلنے کا) موقع دے رہے ہیں پھر انکو زبردستی ہم ایک سخت عذاب کی طرف لے جائینگے۔[۲۴] (اگر وہ اپنی مرضی چھوڑ کر ہماری مرضی پر زندگی بسر کریں تو وہ جنت میں جائینگے)

تشریح: ان آیات مبارکہ سے بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات انسان کے فائدے کیلئے بنائی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں رات دِن ایک کر دیتا لیکن شیطان کے ورغلانے سے انسان کی کثیر تعداد ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی رہی ہے۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ دُنیا کا زیادہ حصہ کافرین ہیں اور جو ایمان والے ہیں، انکی اکثریت بھی عملی شکر گزاری سے محروم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس اتنی رحیم و کریم ہے کہ نہ تو سب پر فوری عذاب نازل کرتی ہے اور نہ ہی لوگوں کو دُنیا کی نعمتوں سے محروم کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو انکے ظلم (یعنی شرک) پر پکڑنے لگے تو زمین پر کسی چلنے والی مخلوق کو نہ چھوڑے لیکن اللہ تعالیٰ ایک وقتِ مقرر تک مہلت دے رہا ہے''۔ (النحل ۱۶، آیت ۶۱)

لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ آخرت میں سب کا حساب ہوگا اور اسکے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دی جائیگی۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا
يَعْلَمُوْنَ ۝۲۵ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۲۶ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي
الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ
بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۷ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا
كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۲۸ اَلَمْ

ترجمہ◄ (آیات ۲۵ سے ۳۴) اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ کہو کہ **الحمدللہ** لیکن ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ (کہ اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا مطلب کیا ہے؟)[۲۵]

جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے، سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ یقیناً **بے نیاز** ہے اور **لائق تعریف** ہے۔[۲۶]

اگر زمین میں سارے درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائیں پھر سات سمندر مزید لائے جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی باتیں لکھنے سے ختم نہ ہونگی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زبردست اور دانا ہے۔[۲۷]

تم سب کا پیدا کرنا اور پھر دوبارہ زندہ کر دینا ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص کا پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ (ایک ہی وقت میں) سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔[۲۸]

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات دِن میں لے آتا ہے اور دِن رات میں

تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ
فِى الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۫ كُلٌّ يَّجْرِىْٓ
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ
۲۹ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ ۳۰
اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ
اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ ۳۱ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ

لے جاتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو پابند بنا رکھا ہے (ایک ضابطے کا) سب ایک وقتِ مقرر تک چلے جا رہے ہیں اور یقین جانو کہ جو کچھ بھی تم کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہوتا ہے۔ یہ سب انتظامات (مستحکم) اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے (یعنی ہر کام سچائی پر ہے اور اللہ تعالیٰ خود سچا ہے) اور اسکے سوا جن جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں، سب باطل ہیں (سب جھوٹے ہیں) اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سب سے عالی مرتبہ اور سب سے بڑا ہے۔[۲۹-۳۰]

کیا تم دیکھتے نہیں کہ کشتی سمندر میں اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت سے چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں (سمندر میں اللہ تعالیٰ کی) کچھ نشانیاں دکھائے۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو صبر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والے ہیں۔[۳۱]

مثلاً جب سمندر میں ان پر ایک موج سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کو **خلوصِ نیت** سے پکارتے ہیں لیکن جب وہ بچا کر انہیں خشکی پر لے جاتا ہے

دَعَوَا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ
اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَا اِلَّا
كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝۳۲ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ
وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ز وَلَا
مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ
بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۳۳ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ
وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا

تو ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو اپنے خلوص پر رہتے ہیں (اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے سمندر کے طوفان سے بچایا۔ باقی لوگ پھر اپنے شریکوں کا شکریہ ادا کرنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احسان کو بھول جاتے ہیں) اور ہماری نشانیوں کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جو باغی (یعنی جو اللہ تعالیٰ سے خلوص نہیں رکھتے) اور ناشکرے ہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کے احسان کو تسلیم نہیں کرتے) [۳۲]

اے لوگو! اپنے رَبّ تعالیٰ سے ڈرو اور اس دِن کا خوف کرو جب کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دیگا اور نہ ہی کوئی بیٹا اپنے باپ کی طرف سے بدلہ دینے والا ہوگا۔ یہ وعدہ بالکل سچا ہے (اور خبردار!) دُنیا کی زندگی میں دھوکہ نہ کھاؤ اور نہ ہی دھوکہ باز (یعنی شیطان) تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکے میں ڈال دے۔ (سیدھے راستے پر چلو۔ شیطان کے ورغلانے سے غلط راستہ اختیار نہ کرو) [۳۳]

اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کی گھڑی کا علم ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹ میں کون پرورش پا رہا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا

تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾

کہ کل وہ کیا کرنے والا ہے اور نہ ہی کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ کس زمین پر وہ مرے گا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور وہ خبر رکھنے والا ہے۔[۳۴]

تشریح : مشرکین جانتے تو ہیں کہ کائنات کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے لیکن انکو اس بات کا علم نہیں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے تو صرف وہی مستحق عبادت ہے۔ جاننے کے باوجود وہ پھر غیر اللہ کو پوجتے ہیں۔

جو ایمان والے ہیں، وہ بھی اکثر یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ کرنے والا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دُنیا کے وسائل پر بھروسہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جب کوئی سخت مصیبت آتی ہے تو پھر دُنیا کے وسائل کو چھوڑ کر سب لوگ مشرکین اور مومنین اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو ٹال دیتا ہے تو ان میں سے مشرکین پھر وہی کرنے لگتے ہیں جو پہلے کرتے تھے۔

قیامت کے دِن ہر شخص صرف اپنے ہی اعمال کا جواب دہ ہوگا۔ وہ کسی کی مدد نہیں کر سکے گا، اسلئے یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ تمہارے گناہوں کا جواب تم سے ہی لیا جائیگا اور تمہاری نیکیوں کا اَجر تم کو ہی دیا جائیگا۔

لہٰذا اے انسان! اپنے اعمال کی فکر کر۔ آج کے دِن کو غنیمت سمجھ۔ معلوم نہیں کہ کل کا دِن تمہیں نصیب ہوگا یا نہیں۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

؎ کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا
فقط امروز ہے تیرا زمانہ

۝.....۝.....۝

اَلسَّجْدَةِ ۳۲

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۳۰ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ؕ ﴿۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ
مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ
قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۲۲) الف-لام-میم۔ بلاشبہ یہ کتاب رَبّ العالمین کی طرف سے نازل ہوئی ہے لیکن لوگ (یعنی مشرکین) کہتے ہیں کہ اس شخص نے خود گھڑ لی ہے۔ نہیں! بلکہ سچ یہ ہے کہ یہ تیرے رَبّ کریم ہی کی طرف سے ہے تا کہ تو خبردار کر دے ایک ایسی قوم کو جسکے پاس تجھ سے پہلے کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا۔ ممکن ہے کہ وہ ہدایت پا جائیں۔[۱-۳]

اللہ تعالیٰ ہی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور ان سب چیزوں کو جو انکے درمیان ہیں چھ [۶] دِن میں۔ پھر اسکے بعد عرش پر متمکن ہوا۔ اسکے سوا تمہارا نہ تو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ
وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ
مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ
كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵ ذٰلِكَ
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶ الَّذِيْۤ
اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ
مِنْ طِيْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ
مَّهِيْنٍ ۝۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ

کوئی مددگار ہے اور نہ کوئی شفیع ہے (یعنی مصیبت سے نکالنے والا)۔ کیا تم غور نہیں کرتے۔[۴]

وہ آسمان سے زمین کی طرف معاملات کی تدبیر بھیجتا ہے پھر اس تدبیر کا انجام اسکے پاس ایک ایسے دِن میں جاتا ہے جسکی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔[۵]

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔ وہ زبردست ہے لیکن رحیم وکریم بھی ہے۔[۶]

اس نے جو چیز بھی بنائی، خوبصورت بنائی۔ اس نے انسان کی پیدائش کا آغاز گارے سے کیا۔ پھر اسکی نسل کا سلسلہ ایک کمزور پانی سے جاری رَکھا۔[۷-۸]

اللہ تعالیٰ نے اسکی ہر چیز کو درست رَکھا (یعنی متوازن رَکھا) پھر اسکے اندر اپنی روح پھونکی اور تم کو کان دیئے، آنکھیں دیں اور دِل دیا لیکن تم لوگ ہو کہ ذرا بھی

لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا
تَشْكُرُوْنَ ۝۹ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا
لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ
۝۱۰ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ
ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ
الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ
اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا
مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا

شکر نہیں کرتے [۹] (اللہ تعالیٰ نے تمہیں وجود دیا اور وہ تمام قوتیں دیں جن سے تم حق اور باطل کو پہچان سکو اور جنت کما سکو لیکن افسوس ہے انسان پر کہ وہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر نہیں اَدا کرتا)

اور لوگ کہتے ہیں کہ اب ہم مٹی میں گم ہو جائینگے تو کیا ہم پھر نئے سرے سے پیدا کیے جائینگے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ (منکرینِ حق) اپنے رَبّ تعالیٰ سے ملنے کا یقین نہیں رَکھتے ہیں۔ [۱۰] (یہ دوبارہ زندہ ہونے میں یقین نہیں رَکھتے)

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سے کہو کہ موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے، وہ ضرور تم کو موت دیگا اور پھر اسکے بعد تم اپنے رَبّ تعالیٰ کے سامنے لائے جاؤ گے [۱۱]

کاش تم وہ وقت دیکھو جب یہ مجرم سر جھکائے اپنے رَبّ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونگے اور کہہ رہے ہونگے کہ اے ہمارے رَبّ تعالیٰ! ہم نے دیکھ لیا، ہم نے سن لیا۔ اب ہمیں واپس بھیج دے۔ ہم ضرور نیک عمل کرینگے۔ اب ہمیں یقین آ گیا ہے۔ (جو ہم پہلے نہیں مانتے تھے) [۱۲]

اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے مگر میری بات پوری ہو کر رہے

وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ
لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ
الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا
الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ السجدة تَتَجَافٰى
جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا
وَّطَمَعًا ۡ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ

گی کہ میں نے جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھرنا ہے۔ پس اب چکھو تم مزہ اپنے اس حرکت کا کہ تم نے اس دِن (یعنی حساب کتاب کے دِن) کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ اب ہم بھی تمہیں بھلائے دیتے ہیں۔ اب چکھو ہمیشہ رہنے والے عذاب کا مزہ (جہنم میں) ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔[۱۳-۱۴]

دَراصل ہماری آیات مبارکہ پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں یہ آیات مبارکہ سنائی جاتی ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رَبِّ کریم کی **تعریف** بیان کرتے ہیں اور اسکے سامنے **تکبر** نہیں کرتے۔ (وہ سجدے میں گر کر مکمل اطاعت کا یقین دلاتے ہیں)[۱۵]

انکے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ اپنے رَبِّ کریم کو خوف اور اُمید سے پکارتے ہیں (یعنی رات کو تہجد پڑھتے ہیں) اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے، اس میں سے (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) خرچ کرتے ہیں۔[۱۶]

کسی شخص کو اس بات کا علم نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا

مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ
لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۙ نُزُلًا ۢ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ
كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا
وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ
تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى

سامان انکے اعمال کے بدلے میں کیا کچھ چھپا رکھا ہے۔[۱۷](یعنی جنت)

کیا وہ شخص جو ایمان لایا، اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو ایمان نہیں لایا۔ دونوں ہرگز برابر نہیں ہوسکتے۔[۱۸](ایمان والے جنت میں جائیں گے اور ایمان نہ لانے والے جہنم میں اور دونوں اپنی اپنی جگہ ہمیشہ رہیں گے)

جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے، انکے لیے ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں۔ یہ ہے مہمان نوازی انکے کاموں کے بدلے میں۔[۱۹]

لیکن جو ایمان نہیں لاتے، ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔ جب بھی وہ نکلنے کا ارادہ کریں گے، اسی میں دھکیل دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ چکھو اب اس آگ کا مزہ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اور ہم اس دُنیا میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کا مزہ چکھاتے رہیں گے پیشتر ان کے بڑے عذاب سے۔ شاید وہ (چھوٹے عذابوں سے ڈر کر) ہماری طرف پلٹ آئیں۔[۲۰-۲۱]

دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع

اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جسکو اسکے رَبِّ کریم کی آیات سے نصیحت کی گئی لیکن اس نے منہ پھیر لیا۔ ہم ایسے مجرموں سے ضرور انتقام لے کر رہیں گے۔[۲۲]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل باتوں کا یقین دلایا ہے:

(۱) قرآن حکیم بلا شک وشبہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس میں لوگوں کیلئے سیدھے راستے کی ہدایت ہے۔

(۲) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اَور کوئی نہیں ہے۔

(۳) آسمانوں اور زمین پر حکمرانی اکیلا اللہ تعالیٰ ہی کر رہا ہے۔ ہر کام کی وہی تدبیر کرتا ہے پھر وہ آسمان سے زمین کی طرف اس تدبیر کو بھیجتا ہے۔ اسکی تدبیر ایک دِن کیلئے نہیں ہے بلکہ ہزاروں سالوں کی تدبیر ہے۔

(۴) وہ غائب اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔

(۵) کائنات میں جو بھی چیز ہے، اسی نے پیدا فرمائی ہے۔

(۶) انسان کی پیدائش مٹی سے کی ہے اور پھر اسکی نسل کو بڑھانے کیلئے ایک کمزور پانی کو بنیاد بنایا۔

(۷) حق اور باطل کا علم حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو کان، آنکھیں اور دِل ودماغ دیئے۔

(۸) مشرکین آخرت پر یقین نہیں رَکھتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے حساب کتاب کی ملاقات پر یقین رَکھتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ ملک الموت ہر ذی روح کی جان قبض کرنے کی پوری قدرت رَکھتا ہے اور مرنے کے بعد قیامت کے روز سب اللہ تعالیٰ کے سامنے اکٹھے ہونگے۔

(۹) جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رَکھتے، قیامت کے دِن وہ حقیقت کو جان لینگے اور پھر

اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ اب ہمیں یقین آ گیا ہے، ہمیں واپس بھیج دے اب ہم نیک عمل کرینگے لیکن اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ کوئی شخص واپس زمین پر نہیں آئیگا۔

(۱۰) اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اب یہاں عذاب کا مزہ چکھو۔ جب تم زمین پر زندہ تھے تو تم نے مجھے بھلایا ہوا تھا یعنی میری ہدایات کو۔ اسی طرح آج ہم تم کو بھلاتے ہیں یعنی تمہیں کوئی مدد نہیں ملے گی اور ہمیشہ رہنے والا اب عذاب چکھو۔

(۱۱) جو لوگ ہماری آیات پر ایمان لائے تھے تو جب انکے پاس ہمارا ذِکر ہوتا تھا تو وہ سجدے میں گر جاتے تھے اور ہماری تعریف اور تسبیح کرتے تھے اور تکبر نہیں کرتے تھے اور وہ لوگ رات کو اللہ تعالیٰ سے خوف اور اُمید سے دُعائیں مانگتے تھے اور سوتے کم تھے یعنی تہجد گزار تھے۔

(۱۲) اور جو ہم نے انکو رزق دیا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے تھے۔ باقاعدہ زکوٰۃ اور صدقہ اَدا کرتے تھے۔

(۱۳) کیا مومن اس طرح کا ہوتا ہے جیسے کافر .....نہیں! دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ جو مومن ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں، انکے لیے تو جنت کا مقام ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ جو کافر ہیں، انکا ٹھکانہ نارِ جہنم ہے۔ وہ بھی وہاں ہمیشہ رہیں گے۔

(۱۴) جب وقت تھا زمین پر تو کافر ہماری نصیحتوں سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔ اب ضرور ہم ان سے انتقام لینگے۔

جیسے مشرکینِ مکہ کا یہ رویہ تھا جو اوپر چودہ پوائنٹس میں بیان کر دیا گیا ہے، حقیقتاً ہمارا بھی رویہ آج وہی ہے گو ہم میں اور مشرکینِ مکہ میں صرف ایک فرق ہے کہ ہم زبان سے ایمان لاتے ہیں اور مشرکینِ مکہ زبان سے بھی ایمان نہیں لاتے تھے۔ نہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر اور نہ ہی قرآن کریم پر۔

ہم لفظی ایمان تو لاتے ہیں اللہ تعالیٰ واحد پر اور قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی سمجھتے ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل نہیں کرتے۔ بات تو عمل کی ہے اور عمل سے ہی انسان جنت یا جہنم کماتا ہے۔ مثال کے طور پر ہر مسلمان کو اس بات کا علم ضرور ہے کہ

سود حرام ہے اور زکوٰۃ فرض ہے۔ نہ تو ہمارے حکمران، نہ ہم انفرادی طور پر سود سے پرہیز کرتے ہیں اور نہ ہی ٹھیک طریقے سے زکوٰۃ دیتے ہیں۔

تو صرف جان لینے کا کیا فائدہ! اَجر وثواب اور سزا وعذاب تو عمل پر ہیں، صرف جان لینے پر نہیں۔

؎ خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ [الا اللہ] تو کیا حاصل
دِل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

☆.....☆.....☆

؎ آزادیٔ افکار سے ہے ان کی تباہی
رَکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

☆.....☆.....☆

؎ زندگی کچھ اَور شے ہے علم ہے کچھ اَور شے
زندگی سوزِ جگر ہے علم ہے سوزِ دماغ
علم میں دولت بھی ہے قدرت بھی لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
اہل دانش عام ہیں کمیاب ہیں اہل نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ
شیخ مکتب کے طریقوں سے کشادہ دِل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ

☆.....☆.....☆

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فرار کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

[اقبال]

○.....○.....○

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ
مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ ﴿۲۳﴾
وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۖ
وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ
بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾
اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ
الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ

ترجمہ◄ (آیات ۲۳ سے ۳۰) ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی تورات) دی تو تم بھی اس چیز (یعنی قرآن کریم) کے ملنے پر شک نہ کرو اور وہ کتاب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم بنی اسرائیل کیلئے باعثِ ہدایت تھی۔ (اسی طرح قرآن کریم آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی قوم کیلئے باعثِ ہدایت ہے) [۲۳]

اور ہم نے ان میں پیشوا اُٹھائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے جب تک انہوں نے ثابت قدمی دکھائی اور یقین رکھا ہماری آیات پر۔ [۲۴]

(بعد میں) جو اختلافات بنی اسرائیل کے درمیان پیدا ہوئے، قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ فرما دے گا۔ [۲۵]

کیا ان لوگوں کو اس بات سے ہدایت نہیں ملی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی بستیوں کو ہلاک کر دیا ہے جنکے رہنے کی جگہوں (یعنی کھنڈرات) میں یہ چلتے پھرتے ہیں۔ اس میں بڑے سبق آموز مشاہدات ہیں۔ کیا یہ سنتے نہیں ہیں؟ [۲۶] (یہ مشرکین مکہ کے لیے تھے اور اب سب دُنیا کے لیے ہیں)

الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم پانی (یعنی بادلوں) کو ایک بنجر زمین کی طرف لے جاتے ہیں اور پھر اس زمین سے زراعت پیدا کرتے ہیں جس سے انکے جانوروں کو بھی خوراک ملتی ہے اور خود (انسان) بھی اپنی خوراک لیتے ہیں تو کیا یہ اس حقیقت سے کچھ نہیں سیکھتے [۲۷] (اسی طرح قیامت میں مُردوں کو ہم دوبارہ زندہ کریں گے)

اور یہ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ (یعنی قیامت کا) کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔ [۲۸]

انکو بتاؤ کہ اس دِن ہوگا جب ایمان لانا ان لوگوں کیلئے کوئی نفع بخش نہیں ہوگا جنہوں نے پہلے سے کفر کیا تھا اور پھر انکو کوئی مہلت بھی نہیں ملے گی۔ [۲۹]

پس انکی باتوں کی پرواہ نہ کرو۔ تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔ (قیامت کے اس وقت کا جو ہم نے اپنی تقدیر میں لکھا ہوا ہے) [۳۰]

تشریح : بنی اسرائیل کے لیے کتابِ ہدایت تھی تورات، اسی طرح قرآن کریم آج تمام دُنیا کے لیے کتابِ ہدایت ہے۔ قرآن کریم کے نزول کے بعد تمام سابقہ شریعتیں ساقط ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بادشاہِ مطلق ہے۔ ہمیشہ اسی کا قانون چلے گا۔ وہ جب چاہے، اپنی شریعت جیسی چاہے، بھیج دے اور پہلی شریعتوں کو ختم کر دے۔ اب لازم ہے کہ تمام دُنیا قرآن کریم ہی کو کتابِ ہدایت مانے اور اس پر عمل کرے اور حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو آخری نبی مانے اور ان کے نقشِ قدم پر چلے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اب

دِین **صرف دینِ اسلام** ہے جس کی تفصیل قرآن حکیم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں موجود ہے۔ قیامت تک نہ کوئی دوسرا نبی آئے گا، نہ کوئی دوسری کتابِ ہدایت آئے گی۔ خوش نصیب ہیں وہ انسان اور وہ قومیں جو قرآن کریم کو اپنی کتابِ ہدایت مانیں اور اس پر عمل کریں اور بدنصیب ہے وہ شخص اور وہ قومیں جو قرآن کریم کو کتابِ ہدایت ماننے سے انکار کریں اور اپنے پُرانے طریقے پر چلتی رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے **سورۃ البینہ ۹۸** میں فرمایا کہ ''افسوس ہے اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) اور مشرکین (یعنی دُنیا کے باقی تمام مذاہب) واضح نشانیاں آجانے کے باوجود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائے۔ انہیں پہلے بھی بتا دیا گیا تھا اور اب بھی یہ قرآن کریم اور یہ رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) وہی دِین بتاتا ہے کہ خالص اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو۔ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ یہی صحیح دِین ہے جس پر تمام دُنیا کو ایمان لا کر قائم رہنا چاہیے''۔

معراج کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ پہنچے۔ مسجد اقصیٰ میں تمام سابقہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ سابقہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں اب شریعتِ دِینِ اسلام کے تابع ہوں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک اَور جگہ فرمایا کہ ''**قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا**''۔ (سورۃ الاعراف ۷، آیت ۱۵۸) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے فرمایا، تم اعلان فرما دو کہ اے ''تمام دُنیا کے'' انسانو! میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں''۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ کیا تم کو جو کتاب اور حکمت (نبوت) دوں اور پھر تمہارے پاس وہ عظیم رسول آجائے جو تمہاری شریعت کی تصدیق کرے تو تم ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا (یعنی ان کی شریعت پر چلنا) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور میرے اس عہد کو قبول کیا۔ سب نبیوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو گواہ رہنا اور میں خود بھی

تمہارے ساتھ گواہ ہوں پھر اگر کوئی اس کے بعد اپنے عہد سے پھر جائے تو وہی لوگ نافرمان ہوں گے''۔(**آلِ عمران**۳، آیات ۸۱-۸۲)

حضرت امام ابن جریر رحمہ اللہ علیہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آنے تک اس سے یہ عہد لیا گیا کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئیں تو وہ ضرور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نصرت کریں اور ہر نبی نے اپنی اُمت سے عہد لیا کہ جب یہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائیں تو تم نے ان پر ایمان لانا ہے اور انکی نصرت کرنی ہے یعنی انکی شریعت پر چلنا ہے۔(**شرح صحیح مسلم** کتاب الایمان از غلام رسول سعیدی) **حضرت جابر** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''خدا کی قسم! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے زمانہ میں زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کیلئے اَور کوئی چارۂ کار نہ تھا''۔(**شرح صحیح مسلم** کتاب الایمان از غلام رسول سعیدی)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر کوئی یہودی اور نصاریٰ (اور دوسرے مذاہب) میں سے کوئی میرا نام سنے اور مجھ پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ جہنم میں جائے گا''۔(مشکوٰۃ شریف)

؎ قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اُجالا کر دے

☆.....☆.....☆

؎ چشم اقوام یہ نظارہ اَبد تک دیکھے
رفعت شان **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** دیکھے

☆.....☆.....☆

؎ کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

۝.....۝.....۝

اَلاَحۡزَابِ ۳۳

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۷۳ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الۡكٰفِرِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقِيۡنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعۡ مَا يُوۡحٰۤى اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) اے اللہ تعالیٰ کے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور کافروں اور منافقین کے پیچھے مت چلو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور وہ دانا ہے۔[۱]
تم صرف اس بات پر عمل کرو جو تمہارے رَبِّ کریم کی طرف سے تمہاری طرف وحی کی جارہی ہے۔ جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اسکی پوری خبر رکھتا ہے[۲]
اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو۔ تمہاری مدد کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔[۳]

قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ
تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ
اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ
الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ
هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ
فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰـكِنْ مَّا
تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝
اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ

اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے جسم میں دو دِل نہیں رکھے۔ نہ ہی اس نے تم لوگوں کی ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو، تمہاری ماں بنا دیا ہے اور نہ اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے حقیقی بیٹے بنایا۔ یہ تو تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سچی بات کرتا ہے اور وہ سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔[۴]

منہ بولے بیٹوں کو انکے باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔ اگر تمہیں کسی کے باپ کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دِینی بھائی اور دوست ہیں۔ غلطی سے جو بات تم کہو، اس پر کوئی گرفت نہیں ہے لیکن اس بات پر گرفت ہوگی جسکا تم دِل سے ارادہ کرو۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۵]

نبی اہل ایمان کیلئے انکی اپنی ذات سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور اسکی

اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝٦ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ص وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝٧ لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ج وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝٨ ع

بیویاں مومنین کی مائیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی کتاب میں عام مومنین اور مہاجرین رشتہ داری کی وجہ سے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں البتہ اپنے رفیقوں کیساتھ تم جو بھلائی کرنا چاہو، کر سکتے ہو۔ یہ حکم کتابِ الٰہی میں لکھا جا چکا ہے۔[۶]

ہم نے تمام نبیوں سے اور تم سے اور (حضرت) نوح (علیہ السلام) سے، (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) سے، (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) سے، (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) سے ایک عہد لیا تھا اور عہد بھی پکا لیا تھا تا کہ سچے لوگوں سے انکی سچائی کے بارے میں اللہ تعالیٰ سوال کر سکے اور کافروں کیلئے اس نے دَردناک عذاب تیار کر رَکھا ہے۔[۷-۸]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں مندرجہ ذیل ہدایات دے رہا ہے:

(۱) کافرین اور منافقین کے پیچھے مت چلو۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرو۔ (۳) اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رَکھو۔

(۴) اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی قابلِ اعتماد وکیل نہیں ہے۔

(۵) اپنے متبنّوں کو انکے حقیقی باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔

(۶) اپنی بیوی کو ماں کہنے سے وہ ماں نہیں بن جاتی، اسی طرح کسی کو بیٹا بیٹی کہہ دینے سے وہ اصلی بیٹا بیٹی نہیں بن جاتے۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات مومنین کی اپنی ذات سے مقدم ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا ہر بات میں تمہاری اپنی رضا سے مقدم ہوگی۔ ان کا ہر حکم ہر صورت میں ماننا پڑے گا اور اپنی مرضی کو چھوڑنا پڑے گا۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات مومنین کی مائیں ہیں۔ روحانی طور پر، اخلاقی طور پر، عزت واحترام کے مقام پر (نصی لحاظ سے نہیں)

(۹) لیکن مومنین آپس میں رشتہ داری کے لحاظ سے ایک دوسرے سے زیادہ حقدار ہیں۔ رشتہ داری کے حقوق اخلاقی ماؤں، اخلاقی بہن بھائیوں، اخلاقی بیٹے بیٹیوں سے مقدم ہیں۔

(۱۰) کسی دوست کو کچھ دینا چاہو تو بھلائی کے طور پر اسکو کچھ دے سکتے ہو۔

(۱۱) نبیوں سے جس عہد کا اللہ تعالیٰ نے ذِکر فرمایا ہے، وہ عہد یہ ہے کہ میری وحی پر عمل کرو اور دوسروں تک پہنچاؤ۔ [دیکھیں نمبر۲ اور دوبارہ نظر دوڑائیں آیات نمبر-۱ سے ۳] اس عہد کے بارے میں قرآن کریم میں کئی جگہ ذِکر آیا ہے مثلاً دیکھیں آلِ عمران ۳ آیت ۱۸۷، الاعراف ۷ آیات ۱۶۹ سے ۱۷۱ تک، المائدۃ ۵ آیت ۷۔ اللہ تعالیٰ کی ان نصیحتوں پر ذرا غور کریں اور پھر اپنے اعمال کا جائزہ لیں کہ ہم قرآن کریم پر کتنا عمل کر رہے ہیں۔ ان نصیحتوں پر جو عمل نہیں کریگا، وہ آخرت میں بہت نقصان اُٹھائیگا۔

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ:

[نبی اہل ایمان کیلئے انکی اپنی ذات سے زیادہ اہمیت رَکھتا ہے] **سورۃ التوبہ کی آیت مبارکہ ۲۴** میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما دیجیے کہ تمہارے آباؤ واجداد اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے مال اور وہ تجارت جسکے نقصان کا تمہیں ڈَر ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان اگر تم کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا''۔ موجودہ زمانے میں ہم نے ترجیحات کو بدل دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے۔ ہمیں پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہی اوّل پوزیشن میں رَکھنا ہوگا اور دوم پوزیشن انسان کی ذات ہوگی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ
جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا
لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ﴿۹﴾ اِذْ
جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ
زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ
وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ
الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ

ترجمہ◄ (آیات ۹ سے ۲۰) اے ایمان والو! جب تم پر دُشمنوں کے لشکروں نے چڑھائی کی تو ہم نے تمہاری مدد **تیز ہوا** سے کی اور ایسے لشکروں (یعنی فرشتوں) سے کی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر اَدا کرو۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو تم لوگ کر رہے تھے۔[۹]

جب وہ اوپر اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے (یعنی ہر طرف سے) اور تمہاری خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کے (بُرے) گمان کرنے لگے۔ اس وقت مومنین سخت آزمائے گئے اور بڑی شدت سے ہلا دیئے گئے۔[۱۰-۱۱]

اور منافقین اور کمزور ایمان والوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) نے ہم سے جھوٹا وعدہ کیا ہے پھر ان میں سے ایک

مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ
وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا
عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا
﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا
الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ
كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ
وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ
اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا
تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ

گروہ نے کہا کہ اے یثرب کے لوگو! تمہارے لیے یہاں ٹھہرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، پس واپس چلے چلو اور ایک گروہ نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) سے رُخصت طلب کر رہا تھا یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے۔ دَراصل وہ جنگ سے بھاگنا چاہتے تھے۔ (یہ دونوں گروہ منافقین تھے) اگر شہر کے باہر سے دُشمن گھس آئے ہوتے اور اس وقت وہ انہیں فتنے کی طرف دعوت دیتے تو یہ اس میں شامل ہو جاتے اور انہیں فتنے میں شامل ہونے سے ذرا بھی جھجک نہ ہوتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پہلے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر چکے تھے (جنگ بدر کے بعد) کہ آئندہ ہم پیٹھ نہ پھیریں گے۔ اللہ تعالیٰ کیساتھ کیے ہوئے وعدہ کے متعلق قیامت میں سوال کیا جائیگا۔[۱۲-۱۵]

ان سے کہو کہ تمہارا بھاگنا تمہیں فائدہ نہیں دیگا۔ تم موت سے اور قتل سے بھاگ رہے ہو لیکن فرار کے بعد تمہیں زندگی کا تھوڑا ہی موقع ملے گا۔[۱۶]

مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ
رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا
نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ
وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ
الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ
الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ
كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ
الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى
الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ

ان سے کہو کہ کون ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے بچا سکتا ہے اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا کون اسکی رحمت کو روک سکتا ہے اگر وہ تم پر مہربانی کرنا چاہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں انکا نہ کوئی دوست ہوگا، نہ کوئی مددگار۔[۱۷]

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ان لوگوں کو جو رکاوٹیں ڈالنے والے ہیں (یعنی منافقین) اور اپنے بھائیوں (یعنی منافقین) سے کہتے ہیں کہ آؤ ہماری طرف اور یہ (منافقین) لڑائی میں حصہ کم ہی لیتے ہیں۔[۱۸]

وہ (یعنی منافقین) تمہارا ساتھ دینے میں سخت بخیل ہیں۔ جب خطرے کا وقت آ جائے تو وہ تمہاری طرف آنکھیں پھرا پھرا کر اس طرح دیکھتے ہیں جیسے کہ کسی مرنے والے پر غشی طاری ہوگئی ہو۔ جب خوف کا وقت گزر جاتا ہے تو یہی لوگ حریص بن کر قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبانیں لیے تمہارے پاس آ جاتے ہیں۔ یہ لوگ ہرگز

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾

مومن نہیں ہیں (بلکہ پکے منافقین ہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے انکے سب اعمال ضائع کر دیئے اور یہ اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے[۱۹] (اعمال کی جزا وسزا نیت پر منحصر ہے[الحدیث])

یہ لوگ (یعنی منافقین) سمجھ رہے ہیں کہ حملہ آور ابھی گئے نہیں اور اگر وہ (یعنی حملہ آور) پھر آ جائیں تو وہ چاہتے ہیں کہ اس موقع پر یہ صحرا میں جا کر بدوؤں کیساتھ جا بیٹھیں اور وہیں سے تمہارے متعلق خبریں حاصل کریں۔ اگر یہ تمہارے درمیان رہیں بھی تو لڑائی میں بہت کم حصہ لینگے۔[۲۰]

تشریح: ان آیات مبارکہ کے پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کا ذِکر فرمایا ہے جو مومنین پر فرمائی کہ آندھی اور فرشتے بھیج کر دُشمنوں کو بھگا دیا۔

دُشمن کے محاصرے کے دوران منافقین نے دِل چھوڑ دیئے اور وہ طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔

جب انسان کا ایمان پختہ ہو تو وہ بے دَردی سے لڑتا ہے اور جب انسان منافق ہو تو وہ بزدلی دکھاتا ہے اور میدانِ جنگ سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی رویہ مدینہ منورہ کے منافقین کا ان آیات مبارکہ میں بتایا گیا ہے۔

؎ آئینِ جوانمرداں، حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کا آتی نہیں روباہی

مدینہ طیبہ کے منافقین کا رویہ شعر کے پہلے مصرعے سے بالکل مختلف تھا اور وہ

''روباہی'' کی چال چلتے رہتے تھے۔

جبکہ پورا شعر مومنین صادقین کی مثال ہے۔

میدانِ جنگ میں منافقین کا رویہ تو ہم نے جان لیا، اَمن کے زمانے میں انکا رویہ کیا ہوتا ہے؟.....

(۱) وہ ملک سے عداوت رَکھتے ہیں۔

(۲) حب الوطن عناصر پر تنقید کرتے ہیں۔

(۳) دوسرے لوگوں کو ساتھ ملا کر ہر اچھے کام میں روڑے اٹکاتے ہیں۔

(۴) ہر وقت جھوٹی الزام تراشی کیلئے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔

یہ سب کچھ اور اسکے علاوہ بہت کچھ ہماری سیاست اور ہمارے مذہبی حلقوں میں ہو رہا ہے۔

سڑکیں بند کر دینا، توڑ پھوڑ کرنا، حب الوطنی نہیں ہے۔ یہ لوگ جمہوریت کی خاطر نہیں کر رہے، اپنے نفس کی خاطر اَمنِ عامہ کو تباہ کرتے ہیں جسکا نقصان زیادہ غریب طبقے کو ہوتا ہے اور ملکی معیشت تباہ ہو جاتی ہے۔ ملک کا اَمن تہ و بالا کرنا اسلام نہیں ہے۔

قرآن کریم کہتا ہے کہ ''**وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ**'' (البقرۃ۲، آیت۱۱)

ترجمہ ''جب ان (یعنی منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ (جھوٹ بول کر) زمین میں فساد برپا نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو حقیقتاً اصلاح کرتے ہیں''۔

جس جمہوریت کی خاطر یہ کیا جا رہا ہے، وہ نظام خود اسلامی جمہوریت سے متضاد ہے۔

حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریک آزادی کے موقع پر بار بار فرمایا تھا کہ ''وہ پارلیمانی جمہوریت جو انگلستان میں رائج ہے، ہمارے لیے ناموزوں ہے''۔ (اس وقت ابھی پاکستان نہیں بنا تھا)

تحریکِ آزادیِ ہند کے وقت جب آل انڈیا مسلم لیگ نے پاکستان بنانے کا مطالبہ کیا تو کئی مسلم سیاسی پارٹیاں جن میں بہت سے علماء بھی شامل تھے، پاکستان کی تخلیق کیخلاف تھے حالانکہ پاکستان کی تخلیق کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے حکم سے رَکھی گئی تھی۔ (دیکھیں تلخیص مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث نمبر۶۳ کی حکمتیں)

○.....○.....○

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ
كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا
هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ
عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ

ترجمہ◄ (آیات ۲۱ سے ۲۷) تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی زندگی میں بہترین (ہدایت کی) مثال موجود ہے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر یقین رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنے والا ہے۔[۲۱]

جنگِ احزاب میں سچے مومنوں نے جب حملہ آوروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو وہی چیز ہے جسکا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی بات بالکل سچی ہے۔ اس موقع پر انکا ایمان اور اطاعت زیادہ شدت اختیار کر گئے۔[۲۲]

ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ سچا کر دکھایا۔ ان میں کوئی اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر تھا۔ انہوں نے اپنے خلوص میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔[۲۳]

اب اللہ تعالیٰ مومنین صادقین کو تو اچھا اَجر دے گا انکی سچائی کے بدلے اور

الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ
اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ ۚ
وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا
خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ
اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ ۚ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ
اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ ۚ
وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ

منافقین کو چاہے تو معاف کر دے اور چاہے ان کو عذاب دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۲۴]

یہ اللہ تعالیٰ ہی تھا جس نے کفار کو واپس جانے پر مجبور کیا جبکہ ان کے دِل غصے سے بھرے ہوئے تھے کیونکہ انہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہی مومنین کی مدد کے لیے اس جنگ میں کافی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور بڑا زبردست ہے۔[۲۵] (جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ نے صرف ہوا کو حکم دیا اور ہوا ہی کافی تھی احزاب کو بھگانے کے لیے)

اس جنگ میں اہلِ کتاب نے (یعنی یہودی قبیلہ بنی قریظہ نے جو مسلمانوں کے حلیف تھے) دُشمنوں کا ساتھ دیا تھا، اللہ تعالیٰ (بعد جنگ کے) انکو انکے قلعوں سے اُتار لایا اور انکے دِلوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا ایسا رُعب ڈال دیا کہ ایک گروہ کو تو قتل کر دیا گیا اور دوسرے گروہ کو قید کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو انکی زمین، انکے

تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

گھروں، انکے مال کا وارث بنا دیا اور وہ علاقہ تمہیں دیا جسے تم خود کبھی فتح نہیں کر سکتے تھے۔ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔[۱۵-۲۷]

تشریح: [گذشتہ پیراگراف میں منافقین کے بارے میں بات کی جا چکی ہے] اب جنگِ احزاب میں مسلمانوں کا دوسرا گروہ مومنین صادقین پر مشتمل تھا جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدد کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار تھا۔ انکے خلوص اور اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انکی خاص طور پر مدد فرمائی تیز ہوا سے اور ان قوتوں سے جو انسان کو نظر نہیں آیا کرتیں۔ (فرشتے اور دوسری قوتیں)

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ''**يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ** ''۔ (محمد ۴۷، آیت ۷) ترجمہ ''اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیگا اور تمہارے قدم جما دیگا''۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر خوشدلی سے اور جذبے سے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جائے تب انسان میں ایسی صلاحیتیں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور انسان سچا مومن بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ ''رسولوں اور مومنین کی مدد کرنا میرا ذِمہ ہے''۔ (**المومن ۴۰، آیت ۵۱**)

ہمارے مسائل دِن بدن بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پُر خلوص نہیں ہیں۔ ہم قرآن کریم بھی رکھتے ہیں۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، سنت اہل بیت، سنت حضرات خلفائے راشدین، سنت تمام حضرات صحابہ کرام سے بھی کافی حد تک واقف ہیں لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہدایات کے ان نشانات کو بالکل بھلا رکھا ہے۔ اسلئے ہم میں مومنین کی صفات تو پیدا نہیں ہوتیں گو ہم مسلمان ضرور ہیں۔

قوم کے دو بڑے لیڈر ایک علماء اور دوسرے سیاستدان دُنیا کمانے کے پیچھے لگ گئے ہیں اور اپنے فرائضِ منصبی سے بالکل غافل ہو چکے ہیں۔ علماء کا کام ہے کہ عوام الناس کے ذہنوں کو دُنیا کے اندھیروں سے نکال کر آخرت کی روشنی میں لایا جائے لیکن افسوس ناک پہلو یہ ہوا کہ وہ خود اندھیروں میں چل رہے ہیں۔ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ نے بال جبریل میں سچ کہا کہ

؎ نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری رہا صوفی، گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب ونظر مانگ نہیں ممکن امیری بے فقیری

دوسری قسم کے لوگ یعنی سیاستدان۔ انکا مقصد یہ تھا کہ وہ عوام الناس کی بہبود کے کام کریں جن میں سب سے اوّل **عدل** کا قائم کرنا ہے لیکن ہوا یہ کہ قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ کے بعد انہوں نے ایسا طرزِ حکمرانی اپنایا کہ ابلیس کو بھی مات کر دیا۔

؎ جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست باقی نہیں اب میری ضرورت تہہِ افلاک

[بال جبریل]

پُرخلوص ایمان کی تین واضح نشانیاں ہیں: **حضرت انس بن مالک** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تین چیزیں ایسی ہیں جس میں اگر وہ پائی جائیں تو وہ ایمان کی حلاوت اور چاشنی (خلوص) کو پالے گا۔ (۱) وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔ (۲) وہ شخص جو دوسرے انسان کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبوب رَکھتا ہو۔ (۳) وہ شخص جو حالت کفر میں لوٹنے کو جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس حالت سے نکال کر ایمان میں لے آیا ہو، اتنا ہی ناپسند کرتا ہو جتنا کہ آگ میں ڈالے جانے کو''۔ [مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ٦]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ (۱) ''جو امانت کو اَدا نہیں کرتا، وہ کامل ایمان والا نہیں۔ (۲) جو عہد (وعدہ) کو پورا نہیں کرتا، وہ کامل دِیندار نہیں''۔ [مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۳۰]

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ**'' (المائدۃ ۵، آیت ۱) ترجمہ ''اے ایمان والو! اپنے وعدے (جو تم نے اللہ تعالیٰ سے اور لوگوں سے کیے ہیں) پورے کیا کرو''۔ **حضرت عبداللہ بن عمر** رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان پھرتی رہتی ہے۔ کبھی ایک ریوڑ میں چلی جاتی ہے اور کبھی دوسرے ریوڑ میں''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۵۰) ہماری سیاست کچھ ایسی ہی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِكَ اِنۡ كُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ
الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا وَزِيۡنَتَهَا فَتَعَالَيۡنَ اُمَتِّعۡكُنَّ
وَاُسَرِّحۡكُنَّ سَرَاحًا جَمِيۡلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنۡ كُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ
اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَالدَّارَ الۡاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ
لِلۡمُحۡسِنٰتِ مِنۡكُنَّ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ
مَنۡ يَّاۡتِ مِنۡكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفۡ لَهَا
الۡعَذَابُ ضِعۡفَيۡنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرًا ﴿۳۰﴾

ترجمہ◄ (آیات ۲۸ سے ۳۴) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! اپنی ازواج سے کہہ دو کہ اگر تم دُنیا اور اسکی عیش چاہتی ہو تو آ ؤ! میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رُخصت کر دیتا ہوں اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے بہترین سلوک کرنے والیوں کیلئے اَجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔[۲۸-۲۹]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی بیویو! (یاد رکھو کہ) اگر تم کوئی بیجا حرکت کرو گی تو تمہیں دہرا عذاب دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ بہت آسان کام ہے۔[۳۰]

○.....○.....○

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا
نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ
فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ
مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ
وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ
الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ

ترجمہ◄ (آیات ۳۱ سے ۳۴) اور جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی اطاعت کریگی اور نیک اعمال سرانجام دیگی تو ہم اسکو دہرا اَجر دینگے اور ہم نے انکے لیے بہترین رزق مہیا کر رکھا ہے۔ (جنت میں) [۳۱]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی بیویو! تمہارا مقام عام عورتوں کا مقام نہیں ہے (تم اعلیٰ ترین مقام پر ہو) اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہو تو (غیر محرم سے) نرم زبان سے بات نہ کیا کرو تا کہ جس کے دِل میں روگ ہے، اس میں غلط لالچ نہ آ جائے لیکن بات جب بھی کرو، اچھی بات کرو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہا کرو اور پرانے دَورِ جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاؤ۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی اطاعت کرتی رہو۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے گھر والیوں سے ہر لغو کو دُور فرما دے اور تمہیں پوری طرح پاک فرما دے۔ [۳۲-۳۳]

الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

تمہارے گھروں میں جو اللہ تعالیٰ اور حکمت کی باتیں بتائی جاتی ہیں، انکو یاد رکھا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ باریک بین اور باخبر ہے۔[۳۴]

تشریح: جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مومن مردوں کیلئے مشعلِ راہ ہیں، اسی طرح اُمہاتُ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین، مومنین عورتوں کیلئے مشعلِ راہ ہیں۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مرتبہ عام مومن سے بہت بلند ہے، اسی طرح اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین کا مرتبہ عام مومنین عورتوں سے بہت بلند ہے۔

چند نصیحتیں جو اللہ تعالیٰ نے اُمہاتُ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین کو فرمائیں، ان کو ترتیب سے ہم یہاں لکھتے ہیں تاکہ ہماری مستورات کو آسانی سے رہنمائی مل سکے۔

(۱) تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نافرمانی سے ڈرو۔

(۲) غیر محرم کیساتھ ذرا سختی سے بات کیا کرو۔

(۳) بات ہمیشہ سچی کرو۔ (۴) تمہارا گھر بازار سے بہتر ہے۔

(۵) صرف ضرورت کے وقت ہی نکلا کرو۔

(۶) جاذبِ نگاہ کپڑا وغیرہ پہن کر مت نکلا کرو۔

(۷) نماز باقاعدہ اَدا کرو۔ (۸) زکوٰۃ دیا کرو۔

(۹) اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے احکامات کی پابندی کرو۔

(۱۰) لغویات سے پرہیز کرو۔ فلمیں، ڈرامے، مزاحیہ پروگرام، ٹیلی ویژن پر ناپسندیدہ پروگرام مت دیکھا کرو۔ غیر اسلامی ناول جو کہ جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں، مت پڑھو۔ کتابوں اور رسالوں میں وہ چیزیں پڑھو جو سچ پر مبنی ہوں اور جس سے تمہیں

کوئی زندگی کا یا آخرت کا سبق ملتا ہو۔ہم نے یہاں صرف اشارہ کر دیا ہے ورنہ لغویات بہت ہیں، ان سے پرہیز کرو۔

(۱۱) اپنے آپکو روحانی طور پر پاک سے پاک تر کرنے کی کوشش کرو۔

(۱۲) اپنے گھر میں اللہ تعالیٰ کی آیات مبارکہ یعنی قرآن حکیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی احادیث شریف پڑھتی رہا کرو۔

(۱۳) حکمت سیکھو اور حکمت سے کام کرو۔ (۱۴) اللہ تعالیٰ کا ذِکر کثیر کیا کرو۔

(۱۵) صدقات دیا کرو۔ (۱۶) زکوٰۃ دینا مت بھولو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے۔ جہاں کہیں بھی وہ اسے پائے، وہی اس کا زیادہ حقدار ہے''۔(مشکوٰۃ، ترمذی)

اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ حکمت حاصل کرنے کے لیے اتنی سخت محنت کرو جیسے تم اپنی قیمتی گمشدہ چیز کو تلاش کرنے کے لیے کرتے ہو لیکن افسوس کا مقام ہے کہ دُنیا کی تمام کتابوں میں سے جو کتاب بغیر سمجھ کے پڑھی جاتی ہے، کم از کم براعظم ہندوستان میں وہ قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔

کیا وہ لوگ جو اپنے آپ کو ''عالم دِین'' کہتے ہیں، وہ عربی زبان کی تعلیم مدرسہ میں سب طلباء کو کیوں نہیں دیتے اور حکمران کی یہ ذِمہ داری ہے کہ وہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی زبان کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام کرے تاکہ ہماری قوم قرآن کریم اور احادیث شریف کو سمجھنے کی اپنے اندر صلاحیت پیدا کرے۔ کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''جب ہم کسی کو اقتدار دیتے ہیں تو ان کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ نماز قائم کریں''۔(دیکھیں سورۃ الحج ۲۲، آیت ۴۱) ذرا غور کریں کہ آپ عربی زبان کے بغیر نماز کا نظام قائم کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے بھینس کے آگے بین بجانا۔

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو، یہ اندازِ مسلمانی ہے؟
حیدری فقر ہے نَے دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے؟

[اقبال]

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ
وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ
وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ
وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصَّآئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ
وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ

ترجمہ◄ (آیات ۳۵ سے ۴۴) اللہ تعالیٰ نے بخشش اور اَجرِ عظیم تیار فرما رکھے ہیں۔

(۱) اطاعت کرنے والے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کیلئے
(۲) ایمان لانے والے مومنین مردوں اور مومنین عورتوں کیلئے
(۳) فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں کیلئے
(۴) سچ بولنے والے مردوں اور سچ بولنے والی عورتوں کے لیے
(۵) صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں کے لیے
(۶) اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں کے لیے
(۷) (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) صدقہ دینے والے مردوں اور صدقہ دینے والی عورتوں کے لیے
(۸) روزہ رکھنے والے مردوں اور روزہ رکھنے والی عورتوں کے لیے
(۹) اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مردوں اور حفاظت کرنے والی عورتوں کیلئے
(۱۰) اللہ تعالیٰ کا بہت ذِکر کرنے والے مردوں اور ذِکر کرنے والی عورتوں کے لیے۔[۳۵]

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا
اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ ؕ وَاِذْ تَقُوْلُ
لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ
عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا
اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ
تَخْشٰهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا
لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ

کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کسی بات پر فیصلہ کر لیں تو پھر وہ اس معاملہ میں اپنی مرضی کریں۔ جس کسی نے بھی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی نافرمانی کی تو وہ بہت دُور گمراہی میں جا پڑا[۳۶] (یعنی وہ جنت سے بہت دُور ہو گیا اور جہنم کے قریب ہو گیا)

تمہیں یاد ہو گا کہ تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہ اپنی بیوی کو نہ چھوڑ و اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اس وقت تم اپنے دِل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر فرمانا چاہتا تھا اور تم لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حق زیادہ ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ پھر جب (حضرت) زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی بیوی سے حاجت پوری کر لی تو ہم نے اسکا نکاح تم سے کر دیا تا کہ مومنین پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے متعلق کوئی غلط فہمی نہ رہے

اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ
اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ
فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا
مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۙ ﴿۳۸﴾
الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا
يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ

جبکہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہو کر رہے گا۔[۳۷]

نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر کسی ایسے کام میں کوئی ممانعت نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسکے لیے فرض کر دیا ہو۔ یہی اللہ تعالیٰ کا طریقہ رہا ہے، سب نبیوں کے بارے میں جو پہلے گزر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم تقدیر میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔[۳۸]

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے (طعن کرنے والے لوگوں کا) حساب لینے کیلئے۔[۳۹]

(حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بن عبداللہ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اور خاتم النّبیّین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔[۴۰]

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا کرو اور صبح و شام اسکی تسبیح کرتے رہا

ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾

کرو۔ وہی ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے اور اسکے فرشتے تمہارے لیے رحمت کی دُعا کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے اور وہ مومنین پر بہت مہربان ہے۔[۴۱-۴۳]

جس روز وہ (یعنی مومنین) ان سے ملیں گے، انکا استقبال ''**سلام**'' سے ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے انکے لیے بہت بہترین اَجر تیار کر رکھا ہے۔[۴۴]

تشریح: وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ:

کوئی کام بھی کرنے کیلئے جسکی اللہ تعالیٰ نے اجازت دے رکھی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قانون کے مطابق حلال ہو لیکن معاشرے میں اسکا رواج ختم ہو رہا ہو یا ہو گیا ہو تو عام طور پر وہ انسان جو صحیح اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا چاہتا ہے تو لوگوں کی تنقید سے اس پر عمل پیرا ہونے سے ڈَرتا ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ یہی فرما رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجا لانا اور اللہ تعالیٰ سے ڈَرتے رہنا تم پر زیادہ لازم ہے بہ نسبت لوگوں سے ڈَرنے کے۔

عرب معاشرہ میں صدیوں سے ایک رواج چلا آ رہا تھا کہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کا دَرجہ دے دیا گیا تھا۔ وہ جائیداد کا وارث ہوتا تھا اور اسکی بیوی صحیح معنوں میں اسکے منہ بولے والد کی بہو خیال کی جاتی تھی۔ اگر متبنّٰی اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تھا تو اسکے منہ بولے والد کیلئے جائز نہیں سمجھا جاتا تھا کہ اس سے نکاح کرے۔

اللہ تعالیٰ کے قانون میں یہ بات غلط تھی۔صرف باپ وہی ہے جو اصلی باپ ہے۔ اسلئے اسکے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ کیساتھ نکاح کر لینا جائز تھا۔شریعت کے اس قانون کو اللہ تعالیٰ معاشرے میں دوبارہ رائج فرمانا چاہتا تھا۔اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ تمہارے منہ بولے بیٹے ہیں، وہ حقیقت میں بیٹے نہیں ہیں لہٰذا انکی مطلقہ عورت سے تم نکاح کر سکتے ہو۔اگر لوگ اس پر تنقید کرینگے تو یاد رکھو کہ تمہیں لوگوں سے نہیں، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کہ تم شریعت پر عمل کرنے سے غفلت نہ برتو۔

آخری آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مومنین! اللہ تعالیٰ کا ذِکر بہت کیا کروتا کہ تم میں شریعت پر قائم رہنے کیلئے مخالفین کی ایذا رسانیوں کو برداشت کرنے کا صبر پیدا ہو جائے۔جو شریعت پر اللہ تعالیٰ کے خوف سے عمل پیرا ہوگا، اسکے لیے ہم نے بہت باعزت اَجر تیار کر رکھا ہے یعنی جنت۔

آج کل ہم نے خاندان، قبیلہ، ذات برادری کے ڈَر سے شریعت کا بہت بڑا حصہ چھوڑا ہوا ہے اور بدعات کو شامل کیا ہوا ہے اور اس پر ہم ایسا عمل کرتے ہیں گویا کہ صحیح دِین یہی ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ**''۔(مشکوٰۃ شریف) ترجمہ ''ہر بدعت گمراہی ہے''۔

اگر جنت کی خواہش ہے اور دوزخ کا ڈَر ہے تو بدعات کو چھوڑ کر اصلی دِین کی طرف آئیں۔**حضرت ابن عباس** رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ پورے قرآن کریم میں جو آیت مبارکہ نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر سب سے زیادہ دُشوار اور شاق تھی، وہ یہ تھی کہ ''**فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ**''۔(ھود۱۲، آیت۱۱۲) ترجمہ ''جیسا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حکم دیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس پر ثابت قدم رہیں''۔ (شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعیدی، کتاب الایمان) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے ایک دفعہ اپنے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو فرمایا کہ ''عبادات میں حد سے نہ گزرو۔سب کے حقوق پورے کرو۔میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والا ہوں اور میں سب کے حقوق پورے کرتا ہوں''۔(ماخذ از مشکوٰۃ)

○.....○.....○

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا
وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا
﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا
كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ
اَذٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا
﴿۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ
طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ
عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ

ترجمہ ◄ (آیات ۴۵ سے ۵۲) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ہم نے تمہیں بھیجا ہے نگرانی کرنے والا (اور آخرت میں گواہی دینے والا) بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا اور ایک روشن چراغ۔[۴۵-۴۶] (چراغ سے انسان اپنا اندھیرے میں راستہ تلاش کرتا ہے)

مومنین کو اس بات کی خوشخبری سنا دو کہ ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔[۴۷]

کافروں اور منافقوں کی بات مت مانو اور انکی طرف سے تکالیف دیے جانے کی پرواہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو اور اکیلا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے تمہارا محافظ۔[۴۸]

اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدت ضروری نہیں ہے

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ
اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا
مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ
عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ
خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ز وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ
وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ
يَّسْتَنْكِحَهَا ق خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط
قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ط

جسکا تم مطالبہ کرسکو۔انہیں کچھ مال دے کر اچھے طریقے سے رُخصت کیا کرو۔[۴۹]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ہم نے تمہارے لیے جائز کر دیں تمہاری وہ بیویاں جنکے مہر تم نے اَدا کیے ہیں اور وہ عورتیں جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمہاری ملکیت میں آئیں اور تمہاری وہ چچا زاد اور پھوپھی زاد اور ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور وہ مومن عورت جو اپنے آپکو نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کیلئے ہبہ کر دے اگر نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اسے نکاح میں لینا چاہیں۔ یہ اجازت صرف تمہارے لیے ہے، دوسرے مومنوں کیلئے نہیں ہے۔ہم کو معلوم ہے کہ دوسرے مومنوں پر انکی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں کیا فرض کیا گیا ہے۔تمہیں اجازت اسلئے دی ہے تا کہ تمہارے لیے کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۵۰]

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ
مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ
مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ
تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ
كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ
وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ
حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾

تم اپنی بیویوں میں سے جسکو چاہو، اپنے سے الگ رکھ سکتے ہو۔ جسے چاہو، اپنے ساتھ رکھو اور جسے چاہو الگ کرنے کے بعد اپنے پاس بلا لو۔ اس معاملہ میں تم پر کوئی مضائقہ (تنگی) نہیں ہے۔ اس طرح زیادہ بہتر ہے کہ انکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ رنجیدہ نہ ہوں اور جو کچھ بھی تم انکو دو گے، اس پر وہ سب راضی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے، جو کچھ تمہارے دِلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ علم والا ہے اور بُردبار ہے[۵۱]

اسکے علاوہ تمہارے لیے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ اسکی اجازت ہے کہ انکی جگہ اَور بیویاں لے آؤ خواہ انکی خوبصورتی تمہیں کتنی ہی پسند ہو البتہ لونڈیوں کی تمہیں اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے۔[۵۲]

تشریح: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا:

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے فرائض منصبی میں تین باتیں آتی ہیں:

(۱) وہ شاہد تھے (۲) بشارت دینے والے تھے

(۳) خبردار کرنے والے تھے

''شاہد'' کا مطلب بہت وسیع ہے۔ مختصر یہ کہ وہ بنی نوع انسان کیلئے ''**ہادی**'' یعنی ہدایت دینے والا بن کر آئے تھے۔ وہ انکے اعمال کی نگرانی کرتے اور انہیں سیدھے راستے پر لانے کی کوشش کرتے اور بُرے راستے پر چلنے سے باز رَکھتے۔

قیامت میں اسی بات کی وہ شہادت دینگے جب اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم نے میرا پیغام (اللہ تعالیٰ کا دِین) پہنچا دیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم گواہی دینگے کہ ہاں! میں نے یا اللہ تعالیٰ! تیرا پیغام بے کم وکاست دُنیا کو پہنچا دیا تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ اُمت سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے میرا پیغام تم تک پہنچا دیا تو اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی یک زبان بول اُٹھے گی کہ ہاں! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا تھا، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع پر تمام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے جو کہ تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ تھے، یہ شہادت تین دفعہ لی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے خطبہ کے آخر میں فرمایا کہ

وَاَنْتُمْ تُسْاَلُوْنَ عَنِّیْ فَمَاذَآ اَنْتُمْ قَآئِلُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ اَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَنَصَحْتَ

اور لوگو! تم سے سوال کیا جائیگا میرے بارے میں تو کیا تم جواب دو گے۔ لوگوں نے کہا ہم گواہی دینگے کہ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے پہنچا دی امانت (دِین کی) اور اَدا کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حقِ رسالت اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔

بات یہاں ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اسی خطبہ میں فرمایا کہ ''**عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ لِيُبَلِّغُ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّهٗ رُبَّ مُبَلَّغٍ يَبْلُغُهٗ اَوْعٰی لَهٗ مِنْ سَامِعٍ**''۔ (سنن ابن ماجہ، باب علم کی تبلیغ) ترجمہ

''حضرت ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے قربانی کے روز خطبہ دیا اور فرمایا، ''حاضر شخص کو چاہیے کہ وہ غائب کو یہ باتیں پہنچا دے کیونکہ بہت سے لوگوں کے پاس احادیث پہنچائی جاتی ہیں اور وہ ان سننے والوں سے زیادہ بیدار مغز ہوتے ہیں''۔

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اس دُنیا سے میرے چلے جانے کے بعد تمہارا فرض ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے دِین کو دُنیا میں پھیلانا ہے۔ اگر تم اس فرض کو اپنے کندھوں پر نہیں اُٹھاؤ گے تو دُنیا میں ذلیل ہو جاؤ گے۔

ہم نے اس فرض کو کئی صدیوں سے بھلایا ہوا ہے، اسلئے ہر مسلمان ملک جن کی تعداد تقریباً ۵۷ ہے، یو این او میں کوئی موثر مقام نہیں رَکھتا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دُنیا کی رسّی ہمارے ہاتھ میں ہوتی جیسے ایک امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ ہمارا مقام یہ ہے کہ اونٹ کی رسّی ہمارے ہاتھ میں ہے، دوسروں کے ہاتھ میں نہیں ہونی چاہیے لیکن ہم نے قرآن کریم کو چھوڑ کر خود اپنے آپکو اس دَرجہ کمزور کر لیا ہے کہ ہمارے اعمال راکھ کا ڈھیر بن گئے ہیں، اسلئے ہماری حالت اس عالم میں بے وقعت ہوگئی ہے۔

لیکن اُمید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ حکیم الاُمت نے فرمایا کہ

ے نہیں ہے نا اُمید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

مومن کی قوت ایمان سے ہے۔ اگر ہم اپنے ایمان کو دوبارہ تازہ کر لیں یعنی قرآن کریم کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقے کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیں تو وہ دِن دُور نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو جائیں گے۔ حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ نے بانگ درا میں ''فردوس میں مکالمہ'' میں فرمایا کہ

ے ہاتف نے کہا مجھ سے کہ فردوس میں اک روز حالی سے مخاطب ہوئے یوں سعدیٔ شیراز
ے دِیں ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو بلندی فطرت ہے جوانوں کی زمیں گیر زمیں تاز
مذہب سے ہم آہنگی افراد ہے باقی دِیں زخمہ ہے، جمعیت ملت ہے اگر ساز
بنیاد لرز جائے جو دیوارِ چمن کی ظاہر ہے کہ انجام گلستاں کا ہے آغاز
پانی نہ ملا زمزم ملت سے جو اس کو پیدا ہیں نئی پود میں الحاد کے انداز

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ
اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰهُ ۙ
وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ
فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ
كَانَ يُؤْذِى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا
يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا
فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ
لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا
رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ

ترجمہ◄ (آیات۵۳ سے۶۲) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو بجز اس وقت کے جب تمہیں کھانے کیلئے (آنے کی) اجازت دی جائے اور جب بھی ایسے طور پر کہ اسکی تیاری کے منتظر نہ رہو البتہ جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو اور جب کھانا کھا لو تو چلے جایا کرو۔ باتیں کرنے کیلئے وہاں مت بیٹھو۔ تمہارا یہ رویہ نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو تکلیف دیتا ہے لیکن وہ حیا کی وجہ سے کچھ نہیں کہتا لیکن اللہ تعالیٰ حق بات کہنے میں نہیں جھجکتا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی بیویوں سے تم نے اگر کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور انکے دِلوں کیلئے پاکیزگی کا زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو تکلیف دو اور نہ یہ مناسب ہے کہ انکے بعد انکی بیویوں سے

بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾
اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ
اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ
وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ

نکاح کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔[۵۳]

تم جو بات بھی چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کو ہر بات کا علم ہو جاتا ہے۔[۵۴]

نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی بیویوں کیلئے اجازت ہے کہ انکے سامنے آسکتے ہیں، انکے باپ، انکے بیٹے، انکے بھائی، انکے بھتیجے، انکے بھانجے، انکی میل جول کی عورتیں اور انکے غلام۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بیویو!) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔[۵۵]

اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر درُود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درُود و سلام بھیجا کرو۔[۵۶]

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو تکلیف

وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ
لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا
وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ
وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ
جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا
يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ
يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

پہنچاتے ہیں، ان پر دُنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور انکے لیے ذِلت کا عذاب تیار ہے۔[۵۷]

جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بلا وجہ الزام دیتے ہیں تو وہ ایک بڑے بہتان اور صریح گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔[۵۸]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنین عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ تمہیں پہچان لیا جائے اور ستایا نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۵۹]

منافقین اور وہ لوگ جنکے دِلوں میں خرابی ہے (کمزور ایمان والے) اگر مدینہ میں غلط افواہیں پھیلائیں اور اپنی حرکت سے باز نہ آئیں تو ہم انکے خلاف کارروائی کرنے کیلئے تمہیں آمادہ کرینگے۔ پھر وہ اس شہر میں نہیں رہ سکیں گے۔ یہ لعنت

وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

زدہ ہیں، انہیں جہاں بھی پاؤ پکڑ لو اور بُری طرح مارو۔[۶۰-۶۱]

یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کے طریقے کو تبدیل ہوتا نہیں دیکھو گے۔[۶۲]

تشریح: مَلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا:

یہ ہدایت مسلم معاشرے میں مومنین صادقین کیلئے ہے اور **حکومتِ وقت** کیلئے ہے کہ جو شر پسند لوگ ہیں اور لوگوں میں انتشار، بدنظمی، فساد مچانے والے ہیں، وہ ملعون ہیں۔ انکی سزا یہ ہے کہ انکو پکڑ کر اتنی سزا دی جائے گویا کہ وہ قتل کر دیئے گئے ہیں۔

معاشرے کو شر پسندوں سے پاک کرنا **حکومتِ وقت** اور **معاشرے کے بااثر، نیک لوگوں** کا کام ہے۔ اگر شر پسندوں کو انکے شر سے روکا نہیں جائیگا اور انہیں سزا نہیں دی جائیگی تو معاشرے میں فساد، انتشار، دہشت گردی، دھوکہ دہی، کرپشن، جھوٹے مقدمات اور قتل و غارت بڑھتے جائیں گے۔

یہ حکومت کا فرض ہے کہ معاشرے کے اچھے لوگوں کو اپنے ساتھ ملائے رکھے اور انکی حوصلہ افزائی کرتی رہے تاکہ کچھ وہ اپنے اَثر سے اور کچھ حکومت تک حالات کی خبر پہنچانے کے ذریعے سے معاشرے میں فساد کو روکتے رہیں۔

افسوسناک پہلو ہے کہ ہمارے ملک میں ایک طرف حکومت کو اس بات کا شعور نہیں ہے کہ اَمن قائم کرنا اسکی اوّلین ذِمہ داریوں میں سے ہے اور دوسری طرف نیک لوگوں کی قلت اس دَرجہ تک پہنچ چکی ہے کہ ہزاروں میں کوئی ایک اچھا آدمی نظر آتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا:(آیت۴۵)

شاہد کا مطلب ایک یہ ہے کہ معاشرے پر نگاہ رکھی جائے۔ نیک اور بد کو پہچانا جائے۔ نیک کی حوصلہ افزائی کی جائے اور بد کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ شاھد کی بہترین تفسیر اللہ تعالیٰ نے خود فرمادی ہے۔ دیکھیں اور غور کریں آیت مبارکہ نمبر ۶۰-۶۱-۶۲

اب ملک کے خلاف جو کوئی بھی بات کرتا ہے، وہ منافق ہے۔ جو بھی اس کی ترقی میں حائل ہوتا ہے، وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ سرکار کا کام ہے کہ ان افراد کا قلع قمع کیا جائے۔ ہر معاشرے میں اچھے بُرے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ حکومت کی ذِمہ داری ہے کہ اچھے لوگوں کو اپنے ساتھ ملائے رکھے اور بُرے لوگوں پر نظر رکھے اور انکی معاشرے کے خلاف، حکومت کے خلاف، ملک کے خلاف حرکتیں نوٹ کر کے ان کو ایسی سزا دی جائے گویا کہ وہ قتل کر دیئے گئے ہیں۔

معاشرے کو شیطانوں سے محفوظ رکھنے کا یہی ایک طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے نمبر ۶۰-۶۱ اور ۶۲ میں بتایا ہے اور یہ مستقل طریقہ ہے جو کسی حکومت کو نہیں چھوڑنا چاہیے اور شیطانی قوتوں کے خلاف سستی اور غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

حقیقت یہ ہے اور اس سے آپ انکار نہیں کر سکتے کہ ہماری حکومتوں نے عرصہ دراز سے معاشرے کو پاکیزہ رکھنے کی پالیسی کو بالکل نظر انداز کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے آزادی کے بعد سے جرائم روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔

ایک اَور افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ہر جرم کے پیچھے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، حکومت کے ہی لوگوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔

؎ وائے ناکامی! متاعِ کارواں جاتا رہا کارواں کے دِل سے احساسِ زیاں جاتا رہا
[اقبال، بانگ درا]

؎ جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک
[اقبال، بالِ جبریل]

؎ آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، لب پہ آ سکتا نہیں محو حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے
[اقبال، بانگ درا]

يَسْـئَـلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّـمَا عِلْمُهَا عِـنْـدَ اللّٰـهِ ؕ وَمَـا يُـدْرِيْكَ لَـعَلَّ السَّـاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْـبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰـلِـدِيْـنَ فِيْهَـآ اَبَدًا ۚ لَا يَـجِـدُوْنَ وَلِيًّـا وَّلَا نَـصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَـوْمَ تُـقَـلَّـبُ وُجُـوْهُهُـمْ فِى النَّـارِ يَـقُوْلُوْنَ يٰلَـيْـتَـنَـآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَـآ اِنَّـآ اَطَعْنَا سَادَتَـنَا وَكُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا

ترجمہ◄ (آیات ۶۳ سے ۷۳) لوگ تم سے قیامت کا وقت پوچھتے ہیں۔ان سے کہہ دو کہ اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔تمہیں کیا خبر شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔[۶۳]

اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور انکے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔نہ انکا کوئی دوست ہوگا، نہ مددگار۔[۶۴-۶۵]

جس دِن انکے چہرے آگ میں اُلٹ دیے جائینگے تو وہ اس دِن کہیں گے کہ افسوس! ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کی بھی۔[۶۶]

اور وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رَبّ! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے ہٹا دیا۔[۶۷](بُرے سردار، بُرے حکمران، بُرے نمائندے جو اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں، وہ قوم کو بُرائی کی طرف لے جاتے ہیں اور اچھے سردار، اچھے حکمران، اچھے اسمبلیوں کے ممبر قوم کو اچھائی کی طرف لے جاتے ہیں)

اے ہمارے رَبّ! انہیں دُگنا عذاب دیجئے اور ان پر لعنت کریں بہت

السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ
وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا
قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ
لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا
الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ
فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا

بڑی لعنت۔[۶۸]

اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو تکلیفیں دیں پھر اللہ تعالیٰ نے (اسکے متعلق جو لوگوں نے باتیں بنائی ہوئی تھیں) اسکو بے عیب ثابت کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو وہ بہت مرتبے والا تھا[۶۹]

اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور بات ٹھیک ٹھیک کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست فرما دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ جس نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے حکموں کی پیروی کی تو وہ بہت بڑی کامیابی سے سرفراز ہوگا۔[۷۰-۷۱]

ہم نے اس امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسکو اُٹھانے سے انکار کر دیا اور وہ اس سے ڈر گئے لیکن اسکو انسان نے اُٹھا

الْاِنْسَانَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ﴿۷۲﴾ لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع

لیا۔ بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۔[۷۲]

(جنہوں نے اس امانت میں خیانت کی یعنی) منافقین مردوں اور منافقین عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو معاف فرما دے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۷۳]

تشریح: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا:

انسان نے اللہ تعالیٰ، اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور اسکی کتابوں کی اطاعت کرنے کی امانت قبول کر لی لیکن انسانوں کی اکثریت یہ امانت پوری طرح اَدا نہ کر سکی۔ اکثر انسانوں نے ظلم اور جہالت پر زندگی بسر کی۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کا علم حاصل نہیں کیا۔ ظلم اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو نہیں بچایا۔

جو ظلم اور جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اسکی کتابوں اور اسکے رسولوں کی اطاعت کرنے سے گریزاں رہے، وہ منافقین اور مشرکین تھے اور جنہوں نے امانت کو اَدا کرنے کا بیڑا تو اُٹھایا لیکن ان سے بہت غلطیاں ہوتی رہیں تو اللہ تعالیٰ نے انکو معاف فرمانے کی اُمید دلائی۔

اب صاف ظاہر ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اطاعت کرے گا، وہ امانت کو اَدا کرنے کیلئے کوشش کرے گا کیونکہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اب دُنیا کیلئے آخری رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہے اور یہ قرآن کریم دُنیا کیلئے آخری کتابِ ہدایت ہے۔

عقل کا تقاضا یہ ہے کہ اب قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے۔ انفرادی طور پر یہ مشکل ہوتا ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ نے اجتماعیت کو رواج دیا جیسے جمعہ کی نماز، حج اور عمرے کے وقت ساری مسلم دُنیا کا جمع ہونا، ذِکر کی مجلسیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی لیے

۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں گھر میں نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے''۔

۲) جمعے کیلئے ہر حال میں آپکو مسجد جانا پڑے گا کیونکہ جمعہ اکیلے شخص کا نہیں ہوتا۔

۳) قرآن کریم اور احادیث شریف کی تعلیم کیلئے مدرسوں کا قیام بھی اجتماعیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۴) حج بھی اکیلے آدمی کا نہیں ہوسکتا۔ ایک خاص وقت میں ساری دُنیا کے مسلمانوں کو ایک جگہ اکٹھا ہونا پڑتا ہے۔

۵) جنازہ بھی فرضِ کفایہ ہے کہ اس کے ساتھ جتنے زیادہ لوگ ہوں گے، بہتر ہے۔

۶) عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے اجتماع بھی اسی غرض کے لیے ہیں کہ ساری اُمت ایک ہی سوچ رَکھے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی۔

حکمرانوں اور سرداروں کا فرض ہے کہ عوام کو سیدھے راستے پر چلائیں اور انکو بُرے راستوں سے روکنے کی کوشش کریں۔ جو باز نہ آئے، انکو اس دُنیا میں حدود اور تعزیرات کے تحت سزا دی جائے۔

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جب کافرین سے پوچھے گا کہ کیا تمہارے پاس ہمارے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نہیں آئے تھے؟ تو وہ کہیں گے کہ آئے تو تھے لیکن ہم نے ان کا کہا نہ مانا۔ ہم تو اپنے سرداروں، حکمرانوں، بڑے لوگوں کا کہا مانتے رہے اور وہ ہمیں غلط راستے پر چلاتے رہے۔

اے ہمارے حکمرانو! یہ باتیں ہوائی باتیں نہیں ہیں۔ قیامت کی گھڑی مقرر ہے۔ کوئی موت سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ یہ آپکا مشاہدہ ہے۔ آپ اس مشاہدے کو جھٹلا نہیں سکتے۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ جنازے میں شامل ہونے کے بعد آپ اپنی آنکھیں بدستور بند رَکھیں۔ نہ آپ اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھتے ہیں، نہ اس پر غور کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر

عمل کرتے ہیں۔اسی طرح نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے طریقہ زندگی کے متعلق جاننے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مطالعہ اوراس پرغور وفکر کرتے ہیں۔

قرآن کریم بغیر احادیث شریف کے سمجھا نہیں جا سکتا اور احادیث شریف بغیر قرآن کریم کے سمجھی نہیں جاسکتیں۔اگر تم بے علم رہے اور اپنی قوم کو بے علم اور جاہل رکھا تو قوم کی جہالت اوراسکا غلط راستے پر قائم رہنا قیامت کے دِن تمہاری ذِمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف قرآن کریم میں فرما دیا ہے۔فرمایا کہ ''**وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى**''۔(طٰہٰ ۲۰،آیت ۷۹)ترجمہ''اور فرعون نے تو اپنی قوم کو گمراہ کیا اور سیدھا راستہ نہ دکھایا''۔یعنی وہ بُرے کام خود بھی کرتا رہا اور لوگ اسکے پیچھے وہی بُرے کام کرتے رہے اور کوئی نیک کام نہ اس نے خود کیا، نہ لوگوں کو کرنے کی نصیحت کی۔اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ قیامت کے دِن اپنی قوم کے آگے آگے (یعنی لیڈر بن کر جیسے وہ دُنیا میں لیڈر تھا) جہنم میں جائیگا۔

علم کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ''عالم کی سیاہی مجاہد کے خون کے مقابلے میں تولی گئی تو عالم کی سیاہی بھاری نکلی''۔(یعنی علم کی فضیلت شہادت کی فضیلت سے زیادہ ہے) (مشکوٰۃ شریف) **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ''میری باتیں (قرآن کریم اوراحادیث شریف) اگرچہ ایک ہی آیت ہو دوسروں تک پہنچاؤ لیکن اگر کسی نے میری طرف سے جھوٹی بات نقل کی تو اسکا ٹھکانہ جہنم ہو گا''۔([بخاری] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۸۷) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ''جو شخص دِین کا علم حاصل کرنے کیلئے نکلا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۹۳) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ''جو شخص قرآن کریم کی تلاوت کرے اور اسکو دوسروں کو سکھائے تو اللہ تعالیٰ ان پر سکون نازل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔فرشتے انکے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے پاس فرشتوں میں انکا تذکرہ خیر سے فرماتا ہے''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۹۳)

سَبَا ۳۴

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵۴ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۹) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے اور آخرت میں بھی اسی کیلئے سب تعریفیں ہیں۔ وہ دانا اور باخبر ہے۔[۱]

جو زمین میں جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے۔ ہر چیز کی وہ خبر رکھتا ہے۔ وہ بڑا ہی رحم فرمانے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔[۲]

جو کافر لوگ (اس زمانے کے مشرکینِ مکہ) کہتے ہیں کہ قیامت ہم پر کیوں

الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝۲ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا
السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّىْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ
الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِى الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ
اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۳ۙ لِيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ
كَرِيْمٌ ۝۴ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِىْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۵ وَيَرَى
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

نہیں آ رہی؟ انکو بتا دو کہ قسم ہے میرے رَبّ تعالیٰ کی! وہ تم پر آ کر رہے گی۔ وہی غیب کا علم رَکھنے والا ہے۔ کوئی ذرّہ برابر چیز بھی نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اس سے چھپی ہوئی ہے۔ نہ کوئی چھوٹی چیز اور نہ کوئی بڑی بلکہ سب کچھ ایک واضح کتاب میں دَرج کیا ہوا ہے۔[۳]

(جب وہ قیامت کی گھڑی آئیگی تب) جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان کو ان کا انعام ملے گا۔ ان کیلئے معافی ہے اور بہترین رزق (یعنی جنت)[۴]

(اسکے برعکس) جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں (یعنی جھٹلاتے ہیں)، انکے لیے (اس دِن) بدترین قسم کا دَردناک عذاب ہوگا۔[۵]

جو لوگ صحیح علم رَکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تمہارے رَبّ تعالیٰ کی طرف سے تم پر نازل فرمایا گیا ہے، وہ سراسر سچ ہی سچ ہے اور وہ راستہ دکھاتا ہے اس

هُوَ الْحَقُّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑦ۚ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ⑧ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ⑨ع

زبردست اور قابلِ تعریف ہستی کا راستہ۔[۶]

اور کافر لوگ (آپس میں) کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہیں بتائیں اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ جب تمہارے جسم گل سڑ گئے تو تم نئے سرے سے پیدا کیے جاؤ گے۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے یا وہ جنونی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے، ان کیلئے عذاب ہے اور وہ گمراہی میں بہت دُور نکل گئے ہیں۔[۷-۸]

کیا انہوں نے آسمان اور زمین میں جو انکے سامنے ہو رہا ہے اور جو ان سے پہلے ہو چکا ہے، اسکے متعلق کبھی نہیں سوچا۔ اگر ہم چاہیں تو انہیں ہم زمین میں غرق کر دیں یا آسمان سے کچھ ٹکڑے بھیجیں (جیسے پہلی قوموں کو عذاب دیا گیا)۔ اس میں

نشانی ہے ہر اس بندے کیلئے جو خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہے (اور ڈرنے والا ہے)[۹]

تشریح : اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز سے واقف ہے۔ بندوں کے جو اعمال اوپر چڑھتے ہیں، انکے ذرّہ ذرّہ سے واقف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جو تقدیر آسمان سے زمین کی طرف آتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بھی واقف ہوتا ہے۔ ہمارے اعمال کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے جو فیصلے رحمت کے یا عذاب کے آسمان سے آتے ہیں، ان سے پوری طرح واقف ہوتا ہے۔ کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں ہوتا۔

بہت سے اعمال کو تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ کچھ ایسے اعمال جن کی سزا اس دُنیا میں اس کے نزدیک دینے کی حکمت ہے، وہ سزا دیتا ہے اور جن اعمال کی سزا آخرت میں دینی ہوتی ہے، ان کو وہ موخر کر دیتا ہے۔ اسی طرح جن اعمال پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتیں عطا فرمانی ہوتی ہیں، ان کا کچھ حصہ اللہ تعالیٰ اس دُنیا میں عطا فرما دیتا ہے اور باقی رحمتوں کو آخرت کیلئے محفوظ رَکھتا ہے۔

مشرکینِ مکہ آخرت پر یقین نہیں رَکھتے تھے۔ آج بھی دُنیا میں بیشمار لوگ ایسے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رَکھتے۔ آخرت کے حساب کتاب پر یقین رَکھنے سے انسان بُرائی سے بچتا ہے اور نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جو یقین نہیں رَکھتے، وہ حساب کا خوف نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ بُرے کاموں میں ملوث رہتے ہیں جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ یہاں بھی انہیں سخت عذاب دیتا ہے اور آخرت میں ہمیشہ کیلئے جہنم ہے۔

یہ بات انسانی تاریخ سے بالکل ظاہر ہے کہ جو حد دَرجہ بُرے کام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو یہاں بھی سخت عذاب دیتا ہے۔ قومِ نوح، قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ لوط، قومِ شعیب کی مثالیں اللہ تعالیٰ نے اسی قرآن کریم میں بیان فرمائی ہیں جن پر اس دُنیا میں کئی آسمان سے طرح طرح کے عذاب بھیجے گئے۔ کچھ قوموں کو بارش اور زمین کے پانی سے غرق کر دیا گیا۔ کچھ قوموں کو زلزلوں اور تیز ہواؤں سے نیست و نابود کر دیا گیا۔ کسی کو زمین میں دھنسا دیا گیا جیسے قارون۔ ہاتھی والوں کا قصہ تو قرآن کریم کے نزول کے بالکل قریب واقع ہوا تھا۔ مشرکینِ مکہ کے سامنے ابراہہ کی فوج کو آسمان سے بھیجی ہوئی ابابیلوں نے تباہ کر دیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے عذاب کی نشانیاں ہیں۔

قرآن کریم سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔قرآن کریم کے علاوہ جو بھی عقیدہ اور راستہ اختیار کرے گا، وہ گمراہی میں دھنستا چلا جائے گا۔ہم پختہ عقیدہ تو رَکھتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے لیکن ہماری اکثریت اس راستے کو اختیار نہیں کرتی۔اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور مغفرت سے ہمیں مہلت دیئے جا رہا ہے کہ ہم اس کے قرآن کریم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ارشادات کو سامنے رَکھ کر اپنی زندگی بسر کریں۔

موت ہر ایک کیلئے یقینی ہے۔اس سے پہلے جو فائدہ نہیں اُٹھائے گا، وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والا ہوگا۔

ے رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے وہ دِل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج! یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ [۱] ''نماز نور ہے (تمہارے لیے۔اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جس سے تم سیدھا راستہ یہاں دیکھو گے اور جنت کا راستہ وہاں دیکھو گے) [۲] صدقہ دلیل ہے (اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت کی ایمان کے ساتھ) [۳] صبر کرنا روشنی ہے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ** ''۔(البقرۃ ۲، آیت ۱۵۳) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے''۔چونکہ اللہ تعالیٰ خود روشنی ہے اس لیے صبر کرنے والا اللہ تعالیٰ کی روشنی حاصل کر لیتا ہے یعنی سیدھے راستے پر رہتا ہے) [۴] قرآن کریم تیرے لیے حجت ہے (اگر انسان قرآن کریم پر عمل کرتا ہے تو قیامت میں قرآن کریم اس کی حمایت میں گواہی دے گا) [۵] قرآن کریم اس کے خلاف حجت ہے (جو شخص قرآن کریم پر عمل نہیں کرتا تو قیامت کے روز قرآن کریم اس کے خلاف گواہی دے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم خود گواہی دیں گے کہ ''میری قوم نے قرآن کریم کو چھوڑ رَکھا تھا''۔[دیکھیں سورۃ الفرقان ۲۵، آیت ۳۰]) [۶] ہر شخص جب صبح کرتا ہے اپنی جان فروخت کرتا ہے۔اگر نیک کام کرتا ہے تو جہنم سے آزاد کرا لیتا ہے۔اگر بُرے کام کرتا ہے تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۶۱)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِىْ مَعَهٗ
وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ
وَّقَدِّرْ فِى السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّىْ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ
وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ
الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ
يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾
يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ

ترجمہ◄ (آیات ۱۰ سے ۱۴) ہم نے (حضرت) داؤد (علیہ السلام) کو بڑی فضیلت دی۔ پہاڑ اسکے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور پرندے بھی اور ہم نے لوہے کو اسکے لیے نرم کر دیا تھا۔ وہ اس سے زِرہیں بناتے۔ انکے حلقے ٹھیک انداز پر رَکھتے اور ہم نے حکم دیا کہ اے آلِ داؤد! نیک عمل کرو۔ جو تم کرتے ہو، میں دیکھ رہا ہوں۔[۱۰-۱۱]

اور (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کیلئے ہم نے ہوا کو مسخر کیا۔ وہ صبح و شام ایک ایک مہینے کی راہ چلتی تھی۔ ہم نے اس کیلئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا اور جن اس کے قابو میں کر دیئے اور وہ اپنے رَبّ تعالیٰ کے حکم سے اس کے لیے کام کرتے تھے۔ ان میں سے جو ہمارے حکم کی نافرمانی کرتا، ہم اس کو بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھا دیتے۔[۱۲]

جن (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کیلئے جو وہ چاہتا، بناتے تھے مثلاً عمارتیں، تماثیل، بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور ایک جگہ پر جمی ہوئی بھاری دیگیں۔ ہم

وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ؕ﴿۱۴﴾

نے کہا کہ اے آلِ داؤد! اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرو لیکن میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں۔[۱۳]

پھر جب ہم نے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) پر موت طاری کر دی تو جنوں کو اس کی موت کا پتہ دینے والی کوئی چیز نہیں تھی۔ صرف ایک عصا تھا جس کو ایک چیز (یعنی دیمک) نے کھا لیا تو پھر جب (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) گر پڑے تو جنوں پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ غیب کے جاننے والے نہیں ہیں۔ اگر ہوتے تو اس ذِلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔[۱۴]

تشریح : حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت ان کو اور ان کی قوم کو دُنیا کی سپر پاور بنا دیا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں لوہے اور اس سے بنائی جانے والی چیزیں خاص طور پر زِرہوں کی صنعت عروج پر تھی اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے زِرہیں بنانے کا ایک نیا طریقہ نکالا تھا جسکو پہن کر پُرانی زِرہوں کے مقابلے میں انسان لڑائی کے وقت زیادہ پھرتیلا، چاک و چوبند رہتا تھا۔ پُرانی قسم کی زِرہوں میں جن میں حلقے اور کڑیاں نہیں ہوتی تھیں، انسان کا لڑائی میں تیزی سے چلنا پھرنا ممکن نہیں تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام جب زبور پڑھا کرتے تھے تو بہت ہی خوش الحانی سے

پڑھتے تھے۔ اتنی خوش الحانی سے کہ پرندے اور پہاڑ اور تمام مخلوق جو انکی آواز کو جہاں تک سنتے تھے، انکے ساتھ زبور پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ کائنات میں جو بھی چیز ہے وہ اللہ تعالیٰ کیلئے زندہ ہے گو ہمارے لیے بے جان ہے جیسے پہاڑ اور درخت۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے زندہ ہیں اور سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ**''۔ (التغابن ۶۴، ایت ۱) ترجمہ ''جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کبھی کبھی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن کریم سنا کرتے تھے کیونکہ وہ بھی قرآن کریم کو بہت خوبصورتی سے پڑھتے تھے۔ اتنی خوبصورتی سے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''(حضرت) ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو لحنِ داؤدی دیا گیا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کو نوازا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے، ان کو بھی اس دُنیا میں بہت نوازا۔ جنات ان کے محکوم کر دیئے گئے جن سے وہ بڑے بڑے کام لیتے تھے اور تجارت کو بہت فروغ حاصل ہوا اور پھر لوہے سے آگے یہ ترقی ہوئی کہ تانبا بھی صنعت میں استعمال ہونے لگا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جنات کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کی قومی ترقی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے **علم** اور **توفیق** سے تھی۔ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کے **دستِ قدرت** میں ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو یہاں بھی نوازتا ہے اور آخرت میں بھی انکے لیے اچھا مقام ہے یعنی جنت۔

جو لوگ یہاں اللہ تعالیٰ کے حکموں سے **رُوگردانی** کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ یہاں بھی ان کے لیے ہزار مصیبتیں پیدا کر دیتا ہے اور آخرت کے حساب کے متعلق وہی ہوگا جو قرآن کریم کہتا ہے۔

ذرا سوچیے کہ ۱۹۴۷ء سے لے کر ۲۰۱۸ء تک ایک بہت بڑا وقت ہے جس میں ہم اپنے بڑے بڑے اداروں کو سنوار سکتے تھے جن میں دواوّلین حیثیت رَکھتے ہیں۔

(۱) غیر سودی نظامِ معیشت (۲) غیر ظالمانہ نظامِ حکومت

لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں مہلت دیئے جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون بدلا نہیں کرتے۔ سودی کاروبار اللہ تعالیٰ کیخلاف جنگ ہے اور ظالمانہ نظامِ حکومت کا نتیجہ ہمیشہ تباہی ہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دِین سے غافل رہنے کا انجام:

اس سورت مبارکہ کی گذشتہ آیات شریفہ واضح بتا رہی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین حیات سے ہٹ کر اپنی مرضی کی زندگی بسر کریگا، اسکو اللہ تعالیٰ دُنیا میں بھی عذاب دیگا اور آخرت میں بھی ہمیشہ کیلئے آگ کا عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی مثال دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ جو ہمارے حکموں کے مطابق چلتا ہے، ہم انکو بڑی نعمتوں سے یہاں نوازتے ہیں اور آخرت میں ان کیلئے ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہونگی۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق زندگی بسر کریں تو اللہ تعالیٰ بہت مہربانی اور رحم کرنے والا ہے۔ ایک بہت بڑی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم اسکا شکر جتنا بھی کریں، کم ہے۔ وہ نعمت مشرک کے غلبہ سے **آزادی** ہے۔ اگر ہم مشرک کیساتھ ہی زندگی بسر کرتے تو ہماری تین نسلوں تک تقریباً تیسرا حصہ ہماری اولادوں کا مشرک بن جانے کا خطرہ تھا اور کوئی تین صدیوں تک بہت ممکن تھا کہ سارا برِاعظم ہندوستان مشرک ہی ہوتا۔ ایسی مثال آپکے سامنے ہے۔ ہسپانیہ میں آج ایک مسلمان خاندان بھی نہیں ملتا جس پر مسلمانوں نے کبھی سات سو سال تک حکومت کی تھی۔ اس وقت ہمارے بہت سے دُشمن پیدا ہو چکے ہیں اور ہم اس سے عملی طور پر غافل ہیں کہ ان سے مقابلہ کرنے کیلئے پوری طرح تیار ہونے کی کوشش نہیں کرتے۔ ہماری مثال اب کچھ ایسی ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم خانہ کعبہ کے پاس جب نماز پڑھ رہے تھے تو کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اذیت پہنچائی۔ ادھر سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافروں کو کہا کہ تم اس شخص (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کیساتھ صرف اسلئے دُشمنی رَکھتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو پکڑ لو اور بتوں کے رسم و رواج کو چھوڑ دو تو کفار نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ آج کل دُنیا کی غیر مسلم طاقتیں اسی طرح ہمارے پیچھے لگی ہوئی ہیں لیکن ہم خرگوش کی نیند سو رہے ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ
يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۭ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا
لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ
جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ
سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ
نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى
الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا

ترجمہ◄ (آیات ۱۵ سے ۲۱) اسی طرح قومِ سبا کی تاریخ میں بھی سبق موجود ہے۔ ہم نے ان کو دائیں اور بائیں دو باغ دیئے تھے۔ کھاؤ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر کرو۔ پاکیزہ ملک تھا اور ان کا رَبِّ کریم ان پر مہربان تھا۔[۱۵]

[پھر زمانہ گزرنے کیساتھ انہوں نے ناشکری شروع کردی اور نافرمانی شروع کی]

تب اللہ تعالیٰ نے ان کے بڑے بند کو توڑ دیا اور ان کے پہلے (بہترین) دو باغوں کی جگہ دوسرے (بدترین) دو باغ دیئے جن میں کڑوے کسیلے پھل اور جھاؤ کے درخت تھے اور تھوڑی سی بیریاں تھیں۔ یہ ان کی ناشکری کا بدلہ تھا۔ کیا ہم ناشکری کا بدلہ کسی اَور طریقے سے دیتے ہیں؟[۱۶-۱۷] (جیسا کروگے ویسا بھروگے)

ہم نے انکے اور ان بستیوں کے درمیان جن کو ہم نے برکت عطا فرمائی تھی، نمایاں بستیاں بسا دیں اور ان میں سفر کے فاصلے اندازے سے مقرر کئے۔ چلو ان راستوں پر رات اور دِن بے خوف وخطر[۱۸] (ملک میں اَمن اور خوشحالی اللہ تعالیٰ کی دو بہت بڑی نعمتیں ہیں اور بھوک اور خوف اللہ تعالیٰ کی دو بہت بڑی سزائیں ہیں [دیکھیں سورۃ القریش])

السَّيْرَ ط سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾
فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ط اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ
صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا
لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ
شَكٍّ ط وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ ع

(مگر انہوں نے ناشکری کی اور) کہنے لگے کہ اے ہمارے رَبّ تعالیٰ! ہمارے لیے سفر کی مسافتیں لمبی کر دے۔ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا (یعنی تکبر کیا) تو ہم نے بھی انہیں ایک افسانہ بنا کے رَکھ دیا اور انکو بالکل منتشر کر ڈالا۔ اس تاریخ میں ہر صبر کرنے والے کیلئے اور ہر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والے کیلئے سبق آموز نصیحت ہے۔[۱۹] (اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو مزید رحمتیں عطا کرتا ہے اور ناشکری کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے اور اپنی دی ہوئی نعمتیں واپس لے لیتا ہے)

ہوا یہ کہ ابلیس نے اپنا دعویٰ سچا کر دکھایا اور اس قوم نے اس کی پیروی کی سوائے چند ایک مومنین کے۔[۲۰] (ابلیس نے ان کی ناشکری سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیا اور اپنا ساتھی بنا لیا اور ہر عمل شیطان کے نقش قدم پر کرنے لگے)

دَراصل ابلیس کو تو ان پر کوئی اختیار حاصل نہ تھا مگر جو کچھ ہوا، وہ ہم نے اسلئے ہونے دیا تا کہ ہم چھانٹ لیں جو آخرت کو ماننے والے ہیں اور جو شک میں

ہیں۔اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر نگران ہے۔[۲۱]

تشریح : قومِ سبا جب حق پر زندگی بسر کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انکو دُنیا کی ہر نعمت عطا فرمائی تھی مثلاً کھانے پینے کی اعلیٰ سے اعلیٰ چیزیں، حقوق العباد کا پورا اَدا کرنا جس سے عدل کا نظام قائم تھا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر اَدا کرتے رہنا۔ شرک اور دوسری بُرائیوں سے بچتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ کے نظام کو اپنانے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو خوشحال اور پُر اَمن ملک دیا ہوا تھا۔

جب یہی قوم زمانہ گزرنے کیساتھ شرک میں ملوث ہوگئی اور شیطان ان پر غالب آ گیا اور انہوں نے بُرائیاں شروع کر دیں تو پھر خوشحالی سے بدل کر اللہ تعالیٰ نے بھوک اور خوف ان پر طاری کر دیا۔ پھر حال یہاں تک پہنچا کہ کھانے پینے کیلئے کچھ نہیں ہے۔ چوری، ڈاکہ زنی عام ہوگئی ہے۔ جھوٹ اور دھوکہ بازی روز کا معمول بن گیا ہے۔ قصہ مختصر کہ سب شیطانی کام کرتے رہے حتیٰ کہ رزق کی تلاش میں انہیں اپنا ملک چھوڑ کر وطن سے بے وطن ہونا پڑا اور وہ مشرقِ وسطیٰ میں تتر بتر ہو گئے۔

ان کے دو قبیلے اَوس اور خزرج مدینہ منورہ کے پاس جا کر آباد ہوئے اور وہاں بھی تاریخی حقائق کے مطابق آپس میں لڑتے رہتے تھے اور ان کی ایک مشہور لڑائی جو ۱۲۰ سال کے قریب چلتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مدینہ منورہ آنے پر ختم ہوئی۔

یہ ہے سبق جو ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے کتابِ مبین میں لکھ دیا ہے کہ

(۱) اگر تم میری نعمتوں کا شکر اَدا کرو گے تو میں تمہیں اَور زیادہ دوں گا۔

(۲) اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔

قرآن کریم میں واضح ہے کہ ''**وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ** ○'' (ابراہیم ۱۴، آیت ۷) ترجمہ ''اور (وہ وقت یاد کرو) جب تمہارے رَبّ تعالیٰ نے تمہیں اطلاع دے دی تھی کہ اگر شکر کرو گے، تمہیں ضرور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بڑا سخت ہے''۔

ہمیں اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کا شکر بجا طور پر اَدا کر رہے ہیں یا نہیں؟ اس نے ہمیں بیشمار نعمتیں عطا فرمائی ہوئی ہیں جن میں سب سے

بڑی نعمت آزادی ہے۔

یہ آزادی تو مشرک کے غلبہ سے ہے۔ اگر یہ آزادی ۱۹۴۷ء میں ہمیں نہ ملتی تو براعظم ہندوستان میں موجودہ نظامِ جمہوریت کی وجہ سے ہمیشہ حکومت مشرک کے ہاتھ میں رہتی۔ انسانی تاریخ بتاتی ہے کہ جیسی حکومت ہوتی ہے، عوام بھی ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم ہندو کی حکومت میں رہتے تو ایک دِن ضرور آتا کہ ہماری اولاد مشرک بن چکی ہوتی۔ ''بدترین مومن بہترین مشرک سے بہتر ہے''۔

جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزادی عطا فرمائی ہے، یہ آزادی اسلئے نہیں دی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قوانین سے بھی آزاد ہو جائیں۔ یہ آزادی اس لیے دی گئی ہے کہ ہم اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے قوانین کی حدود میں رہ کر بسر کریں اور ہمیں کوئی اس پر روک ٹوک کرنے والا نہ ہو۔ اگر حکومت مشرک کی ہوتی تو مشرک اپنے قانون کی طاقت سے ہمیں مسجدوں میں جانے تک سے روک سکتا تھا۔

لیکن پارلیمانی جمہوریت کا سہارا لے کر ہم ہر بُرے سے بُرا کام کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کہ ہمارا حشر کہیں قومِ سبا جیسا نہ ہو جائے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ بَلَآءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَة

اے ہمارے رَبِّ کریم! ہمیں دُنیا کی ہر بلا (مصیبت وآفات) اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَبِيًّا

میں اللہ تعالیٰ کو اپنا رَبّ تعالیٰ، اسلام کو اپنا دِین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنا نبی ماننے پر راضی ہو چکا ہوں۔

ے جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر — تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریف سنگ
یہ زورِ دست وضربِ کاری کا ہے مقام — میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ
خونِ دِل و جگر سے ہے سرمایہ حیات — فطرت ''**لہو ترنگ**'' ہے غافل! نہ جلترنگ!

ے اسی قرآں میں ہے اب ترک جہاں کی تعلیم — جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر
''تن بہ تقدیر'' ہے آج ان کے عمل کا انداز — تھی جہاں جنکے ارادوں میں خدا کی تقدیر
تھا جو ناخوب بتدریج وہی 'خوب' ہوا — کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

[اقبال]

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا
يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي
الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ
مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ
اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا
مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ
الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى

ترجمہ◄ (آیات ۲۲ سے ۳۳) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ان مشرکین سے پوچھو کہ پکار کر دیکھ لو اپنے ان معبودوں کو جن کو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنا رَبّ سمجھ بیٹھے ہو۔ وہ نہ تو آسمانوں میں اور نہ زمین میں ایک ذرّہ برابر کے بھی مالک ہیں اور نہ ہی ان میں شریک ہیں۔ ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا مددگار بھی نہیں ہے۔[۲۲]

اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی سفارش فائدہ نہیں دیتی سوائے اس شخص کی جسکے لیے اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہو حتیٰ کہ جب لوگوں کے دِلوں سے گھبراہٹ دُور ہوگی تو وہ سفارش کرنے والوں سے پوچھیں گے کہ تمہارے رَبّ تعالیٰ نے کیا جواب دیا۔ وہ کہیں گے کہ ٹھیک جواب ملا ہے۔ وہ بزرگ و برتر ہے۔[۲۳]

ان سے پوچھو کہ کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ ہم میں یا تم میں سے کوئی ایک گروہ تو ہدایت پر ہے اور دوسرا گمراہی پر۔[۲۴] (جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ساتھی ہے، وہ گروہ ہدایت پر ہے۔ جو اللہ

هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ
عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ
يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ
الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ
شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا
وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى
هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ

تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مخالف ہے، وہ گمراہی پر ہے)

ان کو بتا دو کہ جو ہم نے کوئی جرم کیا، اس کی باز پرس تم سے نہ ہوگی اور جو کچھ تم نے کیا، اس کی باز پرس ہم سے نہیں ہوگی۔[۲۵] (جو کرے گا، وہی بھرے گا)

بتا دو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع فرمائے گا پھر ہمارے درمیان حق (یعنی عدل) کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا اور وہ علم کی بنا پر فیصلہ فرمانے والا ہے۔[۲۶]

ان سے کہو کہ مجھے دکھاؤ تو سہی وہ ہستیاں جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔ (مان جاؤ کہ) نہیں! اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ تو زبردست اور دانا ہے اور بس وہ ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے۔[۲۷]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ہم نے تم کو تمام انسانیت کیلئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ صحیح علم نہیں رکھتے۔[۲۸]

یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔[۲۹]

يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۳۰ ع
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا
بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ
مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى
بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ
اسْتَكْبَرُوْا لَوْ لَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝۳۱ قَالَ
الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ
صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ
كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝۳۲ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

ان سے کہو کہ تمہارے لیے قیامت کا وقت مقرر ہے جس کے آنے میں نہ ایک سیکنڈ بھر کی تم تاخیر کرسکو گے اور نہ ایک سیکنڈ بھر اس سے پہلے لاسکو گے۔[۳۰]

کافر کہتے ہیں کہ ہم اس قرآن کریم کو نہیں مانیں گے اور نہ اس سے پہلے آئی ہوئی کسی آسمانی کتاب کو۔ کاش! تم دیکھ سکو ان کا حال اس وقت جب یہ ظالم اپنے رَبّ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے (قیامت کے دِن)۔ اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے (مثلاً) جو لوگ دُنیا میں کمزور بنا کر رَکھے گئے تھے، وہ بڑے بننے والے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے۔[۳۱]

بڑے بننے والے ان کمزور لوگوں کو جواب دیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں اس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی۔ نہیں! (ہم نے نہیں روکا) بلکہ تم خود ہی مجرم پیشہ لوگ تھے۔[۳۲]

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ نَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾

کمزور لوگ ان بڑے بننے والوں سے کہیں گے، نہیں! (تمہاری یہ بات ٹھیک نہیں ہے) بلکہ رات اور دِن تم مکاری سے کام لیتے تھے جس وقت تم ہم سے یہ کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کفر کریں اور دوسروں کو اسکا شریک بنائیں۔ جب یہ (بڑے اور کمزور) لوگ آخرت کا عذاب دیکھیں گے تو اپنے دِلوں میں شرمندہ ہونگے اور ہم کافروں کے گلوں میں لوہے کے پٹے ڈال دینگے۔ کیا لوگوں کو اسکے سوا کوئی اَور بدلہ ملے جیسے وہ عمل کرتے رہے ہیں۔[۳۳] (نہیں! جیسا کریں گے ویسا ہی بدلہ ملے گا)

تشریح: مشرکین کو بتایا جارہا ہے کہ تمہارے بنائے ہوئے شریک نہ تو سفارش کرنے کے لائق ہیں، نہ وہ تمہیں کوئی فائدہ دے سکتے ہیں۔ تم ہماری بات نہیں مانتے۔ ہم دونوں میں سے ایک ٹھیک ہے، ایک غلط ہے۔ یہ قیامت کے دِن واضح ہو جائے گا جب اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا عدل کے ساتھ۔ آج بھی جو غیر مسلم ہیں، وہ اپنے آپ کو ٹھیک سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کئی جگہ فرما چکا ہے کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ساری دُنیا کیلئے ہے اور یہ قرآن کریم ساری دُنیا کی ہدایت کیلئے ہے مثلاً

(۱) ''وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ''۔ [الانعام ۶، آیت ۱۹]

ترجمہ: ''اور میرے پاس یہ قرآن کریم بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے کہ میں اسکے ذریعہ سے تمہیں [بُرے کاموں کے انجام سے] ڈراؤں اور ہر اسکو بھی جسکے پاس یہ پہنچے''

(۲) ''قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا''۔
[الاعراف ۷، آیت ۱۵۸]

ترجمہ: ''اعلان کر دیجیے کہ اے انسانو! میں یقیناً تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں''۔

حدیث شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''بُعِثْتُ اِلَى الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ''۔
[مسند احمد، مرویات ابوحضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ]

ترجمہ: ''میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں''۔

(۲) ''وَكَانَ النَّبِى يبعث الٰى قومه خاصة وبعثت الى الناس عامة''۔[بخاری ومسلم من حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ]

ترجمہ: ''پہلے ہر نبی خاص اپنی قوم کیلئے ہی آتا تھا اور میں تمام انسانوں کیلئے نبی بن کر آیا ہوں''

(۳) ''بعثت انا والساعة كهاتين يعنى اصبعين''۔
[بخاری ومسلم]

ترجمہ: ''میرا آنا اور قیامت کا آنا اس طرح ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی دو انگلیاں اُٹھا کر یہ فرمایا۔ مطلب یہ تھا کہ میرے اور قیامت کے درمیان کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا اور میں ہی تمام انسانیت کیلئے تا قیامت نبی ہوں اور قرآن کریم تا قیامت کتابِ ہدایت ہے۔

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْ لَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ

قیامت کے دِن کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے:

یہ ایک مشاہدہ ہے کہ کمزور آدمی زبردست آدمی کے طریقوں پر چلتا ہے یا یوں کہہ لیں کہ اس کو مجبوری میں چلنا پڑتا ہے۔ کمزور آدمی کئی طریقوں سے کمزور ہوتا ہے:

(۱) غریب آدمی کمزور ہوتا ہے غربت کی وجہ سے۔
(۲) بھیک مانگنے والا کمزور ہوتا ہے محتاج ہونے کی وجہ سے۔
(۳) عام آدمی کمزور ہوتا ہے حکمران کا محتاج ہونے کی وجہ سے۔
(۴) اَن پڑھ کمزور ہوتا ہے تعلیم یافتہ کا محتاج ہونے کی وجہ سے۔

(۵) بے وقوف کمزور ہوتا ہے عقل مند کا محتاج ہونے کی وجہ سے۔
(۶) مظلوم کمزور ہوتا ہے ظالم کے ظلم کی وجہ سے اور محتاج ہوتا ہے عادل حکمران کا۔
(۷) کافر کمزور ہوتا ہے اپنے کفر کی وجہ سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اسکی مدد نہیں کرتے۔
(۸) عورت کمزور ہوتی ہے اپنے دِین اور عقل کی فطری کمزوری کی وجہ سے۔

یہ محتاجی اس معاشرے میں موجود ہوتی ہے جس معاشرے میں نظامِ عدل نہ ہو۔ جس معاشرے میں عدل کا نظام ہو تو یہی ترتیب اُلٹ ہو جاتی ہے مثلاً امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننے پر اپنے پہلے خطبے میں فرمایا کہ

''جو تمہارے نزدیک کمزور ہے، وہ میرے نزدیک قوی تر ہے۔
اور جو تمہارے نزدیک قوی ہے، وہ میرے نزدیک کمزور تر ہے''۔

جب عدل ہوگا تو کمزور اور طاقتور کا فرق مٹ جائیگا کیونکہ اس وقت سب سے زیادہ طاقت عادل حکمران کی ہوتی ہے۔

ایک ظالمانہ نظام میں جیسا کہ آج کل ہمارے ملک میں چل رہا ہے، ہر انسان ایک دوسرے سے کمزور ہے اور ہر انسان ایک دوسرے سے طاقتور ہے۔ موقع کے لحاظ سے کمزور آدمی طاقتور کو دھوکہ دے جاتا ہے اور دوسرے موقع پر طاقتور آدمی کمزور کو اپنے پیچھے لگا کر شیطانی حرکتوں میں ملوث کر دیتا ہے۔ اگر دونوں کا موازنہ کیا جائے تو طاقتور آدمی جسکے پاس حکومت ہے یا دولت ہے، زیادہ طاقتور ہے۔ اسلئے اسکا اَثر معاشرے پر زیادہ ہوتا ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ○**'' (بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۱۶) ترجمہ ''اور جب ہم ارادہ کر لیتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کرینگے تو اس (بستی) کے خوشحال (حکمران طبقہ اور مالدار) لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تو ان پر حجت قائم ہو جاتی ہے پھر اس (بستی) کو ہم تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں''۔

جب اکثریت بُرائی پر آ جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ عذاب بھیج دیتا ہے۔ ایک اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! اگر اوپر طبقہ کے چند لوگ گمراہ ہوں تو کیا اللہ تعالیٰ

کا عذاب اس وقت آتا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''نہیں! جب اکثریت گمراہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ عذاب اس وقت بھیجتا ہے''۔(بخاری)

اور بُرائی کو پھیلانے والے حکمران اور مالدار لوگ ہی ہوتے ہیں۔

نبی کے وصال کے بعد زمانہ جیسے قیامت کے قریب ہوتا جاتا ہے، انسان اپنے ایمان میں کمزور ہوتا جاتا ہے۔اس لیے معاشرے کے بے شمار شیاطین اسے اپنا ساتھی بنا لیتے ہیں اور اس کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔**حضرت حذیفہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت کے قریب امانت لوگوں کے دِلوں سے کھینچ لی جائے گی۔صبح کو لوگ خرید وفروخت کریں گے اور ان میں امانت اَدا کرنے والا کوئی بھی نہیں ہوگا۔پس کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں امانتدار آدمی ہے اور فلاں آدمی کتنا عقلمند ہے اور فلاں آدمی کتنا خوش اخلاق ہے اور فلاں آدمی کتنا ہوشیار ہے لیکن ان کے دِلوں میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا''۔([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۱۴۶) **حضرت حذیفہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''فتنے [بُرے کام] دِلوں میں اُترتے ہیں۔جو دِل ان فتنوں سے محبت کرتا ہے تو اس میں سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اور جو دِل انہیں ناپسند کرتا ہے، اس میں سفید نقطہ لگ جاتا ہے حتیٰ کہ دِل دو طرح کے ہو جاتے ہیں۔ایک سفید سنگ مرمر جیسا جس کو آسمانوں اور زمین کے رہنے تک فتنہ نقصان نہیں دیتا۔دوسرا سیاہ تارکول کی طرح اور وہ اوندھے کوزے کی طرح ہوجاتا ہے کہ نہ نیک کام کو پہچانے اور نہ بُرے کام کو ناپسند کرے۔پس اسے اپنی خواہشات سے ہی محبت رہتی ہے''۔([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۱۴۵) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''میرے زمانے سے پہلے شر کا زمانہ تھا۔میرا زمانہ خیر کا زمانہ ہے۔اسکے بعد پھر شر کا زمانہ ہوگا۔اسکے بعد پھر خیر آئے گا لیکن اس میں دھواں ہوگا''۔ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ''دھوئیں کا کیا مطلب ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''لوگ میرے طریقے کو چھوڑ کر اور میری عادت کو چھوڑ کر دوسرے طریقے اور عادات اختیار کرلیں گے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۱۴۷)

آج کل ہم اس زمانے سے گزر رہے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَا اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ز فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ◄ (آیات ۳۴ سے ۴۵) جب بھی ہم نے کسی بستی میں خبردار کرنے والا (یعنی نبی، رسول) بھیجا تو بستی کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ جو پیغام تم لے کر آئے ہو، ہم اسکو نہیں مانتے۔[۳۴] [خوشحال یعنی مال اور اولاد والے عام طور پر متکبر ہوتے ہیں]

اور کہا کہ ہمارے پاس مال اور اولاد بہت ہے اور ہمیں کبھی کوئی عذاب نہیں پہنچے گا۔[۳۵]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ان (یعنی مشرکین مکہ اور دُنیا کے تمام کافروں) کو بتاؤ۔ میرا رَبّ تعالیٰ رزق تو جس کو چاہتا ہے، زیادہ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے، کم دیتا ہے لیکن اکثر لوگ (اس کی حکمت) نہیں جانتے۔[۳۶] (حکمت یہ ہے کہ دونوں حالتوں میں انسان کی آزمائش ہوتی ہے)

نہ ہی تمہارا مال اور نہ ہی تمہاری اولاد تم کو ہمارا قرب دلاتے ہیں بلکہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، وہی قرب حاصل کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنکے لیے انکے اعمال کی دُگنی جزا ہے اور وہ (جنت میں) بلند و بالا عمارتوں میں اَمن سے

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي
الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ
اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ
الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ
لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اَهٰٓؤُلَاۗءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا
سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا
يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾

رہیں گے۔[۳۷]

(اسکے برعکس) وہ لوگ جو ہماری آیات کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں (یعنی جھٹلاتے ہیں) وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔[۳۸]

ان کو پھر کہو کہ میرا رَبّ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے رزق وسیع فرما دیتا ہے اور جس کیلئے اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے، تنگ کر دیتا ہے۔ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو، اس کی جگہ وہی تم کو اَور دے دیتا ہے۔ وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔[۳۹]

جس روز تمام لوگوں کو جمع فرمائیگا پھر وہ فرشتوں سے پوچھے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ تو وہ جواب دینگے کہ پاک ہے آپکی ذاتِ اقدس! ہمارا تعلق تو آپ سے ہے، نہ کہ ان لوگوں سے۔ دَراصل یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے (یعنی شیطانوں کی) لوگوں میں سے اکثر انہی پر ایمان رَکھتے تھے۔[۴۰-۴۱] (یعنی شیاطین نے ان کو گمراہ کیا ہوا تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اس لیے وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے تھے)

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ
وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ
كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا
بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ
عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا
اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا
جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ
مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ
مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ ؕ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا

آج (یعنی قیامت) کے دِن کوئی ایک دوسرے کو نہ نفع، نہ نقصان پہنچا سکے گا اور ظالموں (یعنی مشرکین اور کافرین) سے ہم کہیں گے کہ چکھو اس عذابِ جہنم کا مزہ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔[۴۲]

جب ہماری آیات صاف صاف تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو یہ کہتے تھے کہ یہ شخص تو چاہتا ہے کہ تم کو اپنے معبودوں (یعنی جھوٹے خداؤں) سے پھیر دے جن کی عبادت تمہارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں اور کہتے تھے کہ یہ قرآن کریم ایک جھوٹ ہے گھڑا ہوا اور کافر لوگ جب حق ان کے سامنے آ گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو واضح طور پر جادو ہے۔[۴۳] (یعنی رسالت اور قرآن کریم واضح جادو ہے)

حالانکہ نہ ہم نے ان لوگوں (یعنی مشرکین مکہ) کو پہلے کوئی کتاب دی تھی کہ اسے پڑھتے تھے اور نہ تم سے پہلے ان کی طرف کوئی خبردار کرنے والا (یعنی نبی) بھیجا

بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ قف فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ ع

گیا تھا۔[۴۴]

ان سے پہلے بھی لوگ جھٹلا چکے ہیں (نبیوں کو)۔ جو کچھ ہم نے انہیں (دُنیا میں) دیا تھا، اس کے عشرِ عشیر کو بھی یہ نہیں پہنچے مگر جب انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو (تاریخ کے اوراق سے) دیکھ لو کہ میری سزا کیسی سخت تھی۔[۴۵]

تشریح : یہ تمام آیات مبارکہ اہلِ مکہ کیلئے تھیں اور ہمارے لیے بھی۔ ان آیات مبارکہ سے جو نصیحتیں اور سبق ہمیں ملتے ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) اکثر مالدار لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

(۲) حکمرانوں میں سے اکثر خود بھی بے راہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی بے راہ کرتے ہیں

جب یہ دونوں گروہ لوگوں میں بُرائی پھیلاتے جائیں گے تو ایک وقت آئے گا کہ قوم کی اکثریت بے راہ ہو جائے گی اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب پے دَر پے ایسے آئیں گے جیسے ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانے گرتے چلے جاتے ہیں۔

اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ:

رزق دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ کسی کو زیادہ، کسی کو کم۔ یہ نظام سمجھنا بڑا مشکل ہے۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اگر رزق عقل پر منحصر ہوتا تو جاہل تو بھوکے مر جاتے لیکن بعض جاہل اتنے مالدار ہوتے ہیں کہ عقلمند حیران رہ جاتا ہے اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ نیک اور بداعمال کی وجہ سے رزق ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمتیں مشکل سے ہی سمجھ آتی ہیں۔ ایک شخص ثعلبہ نامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس دو دفعہ آیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے رزق میں زیادتی کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دونوں دفعہ فرمایا کہ ثعلبہ! جو تمہارے پاس ہے، وہی بہتر ہے لیکن ثعلبہ تیسری دفعہ پھر آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اچھا! میں دُعا تو کر دیتا ہوں لیکن تیرے

لیے وہی بہتر ہے جو تیرے پاس تھوڑا بہت موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دُعا فرمائی تو اس کا مال بڑھنے لگا۔ پھر اس کی نمازیں چھوٹنی شروع ہوگئیں۔ پھر زکوٰۃ دینے کا وقت آیا تو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ پھر غلطی کا احساس ہوا تو زکوٰۃ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس کی زکوٰۃ قبول نہیں کی (لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی قبول نہیں کی)

پھر اگلے سال خلیفۃ الرسول امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زکوٰۃ لے کر پہنچا تو انہوں نے بھی لینے سے انکار کر دیا۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے خلیفہ نے بھی اس کی زکوٰۃ قبول نہیں کی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی اور وہ کفر کی حالت میں مرا۔ اس کیلئے زیادہ مال نقصان دہ ثابت تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو تھوڑا مال دیا ہوا تھا۔ جب اس کو مال زیادہ مل گیا تو مال نے اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے غافل بھی کر دیا اور منکر حق بھی کر دیا تو پھر وہ کافر ہی مرا۔

آیت مبارکہ نمبر ۴۰-۴۱:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''**اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ○**''۔ (بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۴۰) ترجمہ ''(اے مشرکو!) اپنے لیے تو تم بیٹے مانگتے ہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے کہتے ہو کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ یقیناً تم بہت بڑے گناہ کی بات کر رہے ہو (یعنی شرک جس کی معافی ہی نہیں ہے، باقی تمام گناہوں کی معافی ہوسکتی ہے۔ مزید یہ کہ کم صلاحیت والی مخلوق میرے لیے اور زیادہ صلاحیت والی مخلوق اپنے لیے منسوب کرتے ہو)''۔

ملک میں حکمت دِین کوئی کہاں سے سیکھے — نہ کہیں لذتِ کردار، نہ افکار عمیق
حلقہ شوق میں وہ جرات اندیشہ کہاں — آہ! محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق
خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں — ہوئے کس دَرجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

تیری نماز میں باقی جلال ہے نہ جمال — تیری اذاں میں نہیں ہے میری سحر کا پیام

[اقبال، ضربِ کلیم]

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ
مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۗ مَا بِصَاحِبِكُمْ
مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ
عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝۴۶ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ
لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ
شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۴۷ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۴۸ قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ
الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝۴۹ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ

ترجمہ◄ (آیات ۴۶ سے ۵۴) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ان سے کہو کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں۔ خدا کیلئے تم اکیلے اکیلے، دو دو مل کر ذرا غور کرو کہ کیا تمہارے ساتھی میں واقعتاً کوئی ایسی بات ہے جو جنون کی ہو۔ وہ تو صرف اس عذاب سے تمہیں خبردار کرنے کیلئے آیا ہے جو تمہارے سامنے آنے والا ہے[۴۶]

تم ان سے کہو کہ میں تم سے کوئی اَجر تو نہیں مانگتا۔ میں تم سے جو اَجر مانگتا ہوں (وہ یہ ہے کہ میری بات مان لو) یہ تمہارے ہی فائدے کیلئے ہے۔ میری محنت کا اَجر تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور وہ ہر بات پر گواہ ہے (کہ میں مبلغ کا فرض اَدا کر رہا ہوں اور تم بات کو سن نہیں رہے۔ قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پوچھا جائے گا)[۴۷]

ان سے کہو کہ میرا رَبّ تعالیٰ تو سچی وحی بھیجتا ہے اور وہ تمام پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے۔[۴۸]

ان سے کہہ دو کہ حق آ چکا اور باطل (یعنی جھوٹ) نہ کبھی پہلے (غالب) آیا اور نہ ہی کبھی دوبارہ (غالب) آئے گا۔[۴۹] (یعنی آخرت میں حق ہی غالب ہوگا اور حق کا

عَلٰى نَفْسِىْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ اِلَىَّ
رَبِّىْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝۵۰ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا
فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝۵۱ وَّقَالُوْٓا
اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ
ۚ ۝۵۲ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ
مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝۵۳ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا
يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ

مقام جنت ہوگا جبکہ جھوٹ کا مقام جہنم ہوگا)

ان کو بتا دو کہ اگر میں گمراہی کے راستے پر ہوں تو اس کا عذاب مجھ پر ہے اور اگر میں ہدایت یافتہ ہوں تو پھر یہ اس وحی کی وجہ سے ہے جو میرا رَبِّ کریم مجھ پر بھیجتا ہے۔ وہ سب کچھ سننے والا ہے اور بالکل قریب ہوتا ہے۔[۵۰]

کاش! تم ان کو اس وقت دیکھ سکو جب یہ خوفزدہ ہوں گے اور کہیں بھاگ نہیں سکیں گے اور قریب ہی سے پکڑ لیے جائیں گے۔[۵۱]

اس وقت یہ کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے (یعنی قیامت کے دِن ایسا کہیں گے لیکن ایمان لانے کا وقت گزر چکا ہوگا) حالانکہ ہاتھ سے نکلی ہوئی چیز واپس کیسے پکڑی جا سکتی ہے۔[۵۲] (یعنی کمان سے نکلا ہوا تیر کبھی واپس نہیں آتا)

انہوں نے پہلے تو انکار کیا تھا (دُنیا میں) اور دُور سے ہی غیب کی باتوں کے متعلق بغیر کسی علم کے تیر چلاتے تھے۔[۵۳]

اس وقت جس چیز کی یہ تمنا کر رہے ہوں گے (یعنی ایمان کی) اس سے محروم کر دیئے جائیں گے جس طرح ان سے پہلے کے لوگ (محروم کیے جا چکے ہیں)

كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝۵۴ ع

یہ یقیناً بہت بڑی شک میں پڑے ہوئے تھے۔(دُنیا کی زندگی میں)[۵۴]

تشریح : جوکوئی ایمان لاتا ہےاور نیک عمل کرتا ہےتو وہ اپنے ہی لیے کرتا ہےاور جوکوئی ایمان لانے سے دُور بھاگتا ہےتو وہ اپنا ہی نقصان کر رہا ہے۔کسی سے نیک بات کہتے ہوئے اگر دوسرا فریق غضبناک ہو جائے تو تمہیں بداخلاقی دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔تم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔اگر وہ باطل (جھوٹ) پر چلنا چاہتا ہےتو اس کا عذاب اسی پر ہوگا۔

اور جو ہدایت اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے،اس کا اَجر اللہ تعالیٰ ہی تمہیں دے گا۔ کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔

حق اور باطل میں تمیز کرنا آسان نہیں ہے۔اسکے لیے قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ہمارا فائدہ اسی میں ہی ہے کہ ہم اَمر بالمعروف نہی عن المنکر کرتے رہیں اور جو مصیبت اس دوران آئے،اس پر صبر کریں اور اللہ تعالیٰ سے اچھے اَجر کی اُمید رَکھیں۔

ایمان قبول کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے۔یہ بات ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ **جو کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے** وہ یہ ہے کہ **ہم سچی بات دوسروں تک پہنچا دیں**۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝**''۔(العصر۱۰۳،مکمل سورۃ)ترجمہ''قسم ہے زمانہ کی کہ انسان بڑے خسارہ میں ہے مگر وہ لوگ نہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے اور سچ کی تلقین کرتے رہے اور جو سچ پر قائم رہنے کی وجہ سے مصیبتیں آئیں،ان پر خود صبر کریں اور دوسروں کو صبر کی نصیحت کرتے رہیں''۔

؎ نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمالِ صدق و مروت ہے زندگی ان کی
معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں

فَاطِرٍ ۳۵

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۴۵ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِىۡۤ اَجۡنِحَةٍ مَّثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيۡدُ فِى الۡخَلۡقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝۱ مَا يَفۡتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَةٍ فَلَا مُمۡسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمۡسِكۡ ۙ فَلَا مُرۡسِلَ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۸) سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا موجد (یعنی ابتدا کرنے والا) ہے۔ اس نے فرشتوں کو (زمین کی طرف) پیغام لے جانے کا کام دیا۔ انکے دو دو، تین تین اور چار چار پَر ہیں (اور اس سے بھی زیادہ)۔ وہ جتنی زیادتی چاہے، اپنی خلقت میں کرے کیونکہ وہ ہر کام کرنے کی طاقت رَکھتا ہے[۱]
اللہ تعالیٰ جسکے لیے رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہے، اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور اگر وہ خود بند کر دے، اسے پھر کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں کیونکہ وہ زبردست

لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲ يٰۤاَيُّهَا
النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ
خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳ وَاِنْ
يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى
اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

ہے اور وہ دانا بھی ہے۔[۲] (کھولنا، بند کرنا اس کی حکمت پر منحصر ہے)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر اَدا کیا کرو۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اَور پیدا کرنے والا بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دے۔ (ہرگز نہیں!) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا رَبّ نہیں ہے (جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دے سکے) تو اے لوگو! پھر تم کیوں دھوکہ کھا رہے ہو۔ (کہ دوسری چیزوں کو تم نے رازق سمجھ لیا ہے)[۳]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! اگر ان لوگوں نے تمہیں جھٹلایا تو تم سے پہلے رسول (علیہم السلام) بھی اسی طرح جھٹلائے جا چکے ہیں۔ تمام کاموں کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔[۴] (ہمارا فیصلہ وہی ہوگا جو پہلے جھٹلانے والوں کا ہوا تھا یعنی سخت عذاب)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ بالکل سچا ہے (کہ قیامت آئے گی۔ تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور تمہیں جھٹلانے کی سزا دی جائے گی۔ خبردار!) دُنیا کی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے اور نہ وہ بڑا دھوکے باز (یعنی ابلیس) تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکے میں رَکھے۔[۵] (جو سچ ہے، وہ تمہیں ہمارا نبی بتاتا ہے۔ جو جھوٹ ہے، وہ

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۵ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ
عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ
السَّعِيْرِ ۝۶ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۚ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ
حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ
يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۸

ابلیس تمہیں بتاتا ہے۔ سچ کو پکڑو اور جھوٹ کو چھوڑو۔ اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچ جاؤ گے)

شیطان یقیناً تمہارا دُشمن ہے تو تمہیں بھی اس کو اپنا دُشمن سمجھنا چاہیے۔ وہ تو اپنے ساتھیوں کو (یعنی انسانوں میں سے جو شیطان صفت ہیں) اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخیوں میں شامل ہو جائیں۔[۶]

(یاد رکھو!) جو اللہ تعالیٰ سے کفر کرینگے (یعنی جو دوسری چیزوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائیں گے) ان کے لیے دَردناک عذاب ہے۔ جو لوگ ایمان لے آئیں گے اور کام اچھے کرینگے، انکے لیے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور بہت بڑا اَجر تیار ہے۔[۷] (یعنی جنت)

ذرا غور کرو کہ جس کا بُرا عمل اس کے لیے خوشنما بنا دیا گیا ہے اور وہ اس کو حق سمجھتا ہے تو اس کا کیا حال ہوگا؟ (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، گمراہ کر دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے، ہدایت دے دیتا ہے۔ تو تمہیں ان کی حالت پر حسرت نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں۔[۸] (جو نیک عمل کرتا ہے، ہم

اس کو نیکی کی توفیق دیتے ہیں۔ جو شیطانی عمل کرتا ہے، ہم اس کو کفر پر ہی رہنے دیتے ہیں)

تشریح: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر اَدا کرو۔ کیا تمہاری نظر میں اسکے علاوہ اَور کوئی ایسی ہستی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور جو تمہارے رزق کے وسائل تمہیں مہیا کر رہا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بندگی کیوں نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جو اکیلا قابلِ بندگی ہے اور کوئی ذات کائنات میں ایسی نہیں ہے جس کی بندگی کی جائے، اس لئے جب بھی سجدہ کرو تو اللہ تعالیٰ کیلئے کرو اور اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو۔

نبیوں، ولیوں، پیروں سے مانگنا واضح طور پر شرک ہے اور شرک ظلمِ عظیم ہے۔ اس ظلم کا قصاص سوائے جہنم کے اَور کوئی نہیں ہے۔

ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور گمراہی بھی اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

اس نظام کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہم کچھ اس پر اپنا خیال ظاہر کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدائش کے وقت نیکی بدی کے دونوں راستے دکھا دیئے۔ فرمایا کہ ''**وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ**''۔ (البلد ۹۰، آیت ۱۰) ترجمہ ''اور ہم ہی نے اسے دونوں راستے بتلا دیئے''۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ شیطان تمہارا دُشمن ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تمہارے دوست ہیں۔ اب انسان پر منحصر ہے کہ وہ ساتھی کس کو بناتا ہے؟ شیطان کو یا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کو۔

اللہ تعالیٰ ہدایت اس کو دیتا ہے جو ہدایت کی طلب رَکھتا ہے اور ہدایت کے لیے پکی نیت، پکا ارادہ اور عمل شروع کرتا ہے مثلاً پہلا قدم انسان کی طرف سے اُٹھتا ہے۔ جیسا قدم وہ اُٹھائے گا، اس کے ردِّعمل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ویسا ہی قدم اُٹھائیں گے۔ **رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف چل کر آتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری طرف بھاگ کر آتا ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم بڑھتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری طرف دس قدم آتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس سے ظاہر ہوا کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں بڑھتا تو اللہ تعالیٰ مدد کیلئے نہیں آتا اور پھر شیطان آپ کو اپنا ساتھی بنالیتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا دیا ہے کہ ''جو اللہ تعالیٰ کا ذِکر نہیں کرتے، شیطان ان پر مسلط ہو جاتا ہے''۔ (دیکھیں سورۃ الزخرف ۴۳، آیت ۳۶) تو پھر یہ شخص گمراہی کی طرف چل پڑتا ہے۔

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ
اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ
كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ
الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ
وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ
السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ
يَبُوْرُ ۝۱۰ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ
ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا
تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ

ترجمہ◄ (آیات ۹ سے ۱۴) اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو چلاتی ہیں پھر ہم بادلوں کو ایک مُردہ (خشک) زمین کی طرف لے جاتے ہیں اور پھر اس سے مُردہ زمین کو زندہ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح آخرت میں ہم مُردوں کو زندہ کرینگے۔[۹]

جو عزت کا خواہشمند ہے تو اسے جان لینا چاہیے کہ عزت ساری کی ساری اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ اسی کی طرف پاکیزہ بات اوپر چڑھتی ہے اور عمل صالح اسکو اوپر اُٹھاتا ہے۔ جو لوگ بُری چالیں چلتے ہیں، انکے لیے سخت عذاب ہے اور انکا مکر خود ہی تباہ ہونے والا ہے۔[۱۰]

[یعنی نیک بات اور نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے اور اسکے ردِّ عمل میں اللہ تعالیٰ اسکو مزید نیکیوں کی توفیق دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکی عزت کو بڑھاتا ہے جبکہ بُری بات اور مکر وفریب کے عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہیں بلکہ اسکی انکو سزا دی جاتی ہے۔ کبھی بیماریوں سے، کبھی

مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرٌ ۝۱۱ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ
فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ
كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً
تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ
فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ
وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

غربت سے، کبھی چھوٹے مقدموں سے اور کبھی حادثات سے اور وہ عوام میں عزت کھو بیٹھتے ہیں]

تم کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا (اوّلاً) مٹی سے پھر پیدا فرمایا نطفے سے پھر تمہارے جوڑے بنا دیئے (یعنی میاں بیوی) جو عورت بھی حاملہ ہوتی ہے اور بچہ جنتی ہے، سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم سے ہوتا ہے اور جو کوئی بڑی عمر کو پہنچتا ہے اور اسکی عمر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں لکھا ہوا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔[۱۱]

دو سمندر یکساں نہیں ہو سکتے۔ ایک میٹھا ہے اور پیاس بجھانے والا اور پینے میں خوشگوار اور دوسرا نمکین اور کڑوا۔ دونوں سے تم تر و تازہ گوشت حاصل کرتے ہو اور پہننے کیلئے زیور بھی اور اسی پانی میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں پانی چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہیں تا کہ تم اللہ تعالیٰ کا رزق تلاش کرو اور اسکے شکر گزار بنو۔[۱۲] (یہ دو متضاد سمندر تمہارے لیے یکساں مفید ہیں)

(اسی طرح) ایک اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جو رات کو دِن میں بدل دیتا ہے اور دِن کو رات میں بدل دیتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہوا ہے۔ ہر ایک،

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَاسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ؕ﴿۱۴﴾

ایک خاص وقت تک چلے جا رہا ہے۔ یہ ہے تمہارا رَبّ تعالیٰ (جو یہ سارے کام کرتا ہے) اور بادشاہی اسی کی ہے۔

(اب ذرا غور کرو کہ) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو، وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رَکھتے۔[۱۳] (وہ تو ایک کھجور کی گٹھلی نہیں بنا سکتے)

اگر انکو پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنتے (اور بفرضِ محال) وہ سن لیں تو کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کرینگے اور تمہیں اُس وقت کے حال کی ایسی صحیح خبر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا[۱۴] (لہٰذا جان لو اور مان لو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسری چیزوں کو بھی رَبّ بنانا تمہارے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگا)

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ انسان کے ماحول سے اسکی رہنمائی کیلئے کچھ واقعات بیان فرما رہا ہے: [۱] بارش کا نظام، [۲] مُردہ زمین کو زندہ کرنے کا نظام، [۳] پاکیزہ قول اور پاکیزہ عمل کی قبولیت کا نظام، [۴] بُرے قول اور بُرے عمل کا انجام۔ یہ مثالیں اسلئے بیان کیں جن سے تمہیں روزمرہ واسطہ پڑتا ہے تاکہ تم ان پر غور وفکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سیدھا راستہ تلاش کرلو اور جھوٹے خداؤں کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔

انسان کے اعمال کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، سب اسکے اعمالنامہ میں اللہ تعالیٰ لکھتا جا رہا ہے۔ کشتیوں کا مختلف سمندروں میں چلنا اور اللہ تعالیٰ کی روزی تلاش کرنا، اللہ تعالیٰ کے

ہی بنائے ہوئے نظام سے ہے۔ دِن اور رات کا آنا جانا تاکہ انسان رات کو آرام کرے اور دِن کو اللہ تعالیٰ کی روزی کمائے، اسی کے بنائے ہوئے سورج، چاند اور زمین کے نظام سے ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کر رہا ہے تو تم بتاؤ کہ جو اللہ تعالیٰ کے شریک تم نے بنائے ہوئے ہیں، کیا ان میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو ایسے کام کر سکتا ہے۔ اگر وہ نہیں کرتے جیسا کہ وہ نہیں کر سکتے تو پھر تمہیں انکی عبادت کرنے پر دھوکہ کیوں لگا ہوا ہے جس میں سراسر تمہارا نقصان ہے۔

ذرا غور کرو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پاکیزہ عمل قبول ہوتا ہے اور بُرے عمل کا اَجر عذاب ہے۔ آپ اپنا خود محاسبہ کریں کہ دِن میں آپ نے کتنی دفعہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کیا اور ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کیا۔ رزق تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور آپ فلاں پیر کے پاس چلے جاتے ہیں کہ ہمارے رزق میں ترقی کے لیے ہمیں کوئی دَم درُود بتاؤ اور ہمارے لیے کوئی عمل کرو۔ اولاد اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور تم ٹھگوں کے پاس جا کر ان سے اپنی دولت بھی ضائع کرواتے ہو اور اپنا ایمان بھی حالانکہ وہ تو ایک مچھر بھی پیدا کرنے کی طاقت نہیں رَکھتے تو تمہیں اولاد کیسے دے سکتے ہیں۔ ذرا غور کرو کہ ان بناوٹی خداؤں کی چالیں تمہیں ایسا کر دیں گی کہ تمہاری آخرت تباہ کر کے رَکھ دیں گی۔

اس زندگی میں خواہ آپ اللہ تعالیٰ کے راستے پر ہوں یا شیطان کے راستے پر، مصیبتیں ہر انسان کو آتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رَکھتا ہے اور شرک سے بچتا ہے، اسکی مصیبتوں میں اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ ہوتا ہے اور اسکو اَجر ملتا ہے اور مصیبتیں جلدی حل ہو جاتی ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں رَکھتا بلکہ اپنے وسائل پر تکیہ کرتا ہے، وہ شرک کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اسکے ساتھ نہیں ہوتی۔ اسکا ساتھی شیطان ہوتا ہے۔ اسکی مصیبتیں بڑھتی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اسکو ثواب دینے کی بجائے اسکے شرک کی وجہ سے اسکو عذاب دیتا ہے ان مصیبتوں سے اس دُنیا میں اور آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے جہنم کی آگ کا عذاب ہوگا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوگا کیونکہ وہاں موت نہیں ہے۔

۝.....۝.....۝

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ج وَاللّٰهُ هُوَ
الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ
جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ
وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ط وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى
حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ط
اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ط وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى
لِنَفْسِهٖ ط وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِى

ترجمہ◄ (آیات ۱۵ سے ۲۸) اے لوگو! تم ہی اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ تو غنی ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ سب تعریفیں اسی کیلئے ہیں (کیونکہ اسکی ذات وصفات میں کوئی نقص نہیں)[۱۵]

اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم کو لے جائے (یعنی ختم کر دے) اور ایک دوسری خلقت کو لے آئے اور یہ اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے۔[۱۶-۱۷]

(قیامت کے دِن) کوئی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائیگا اور اگر کوئی اپنا بوجھ اُٹھوانے کیلئے کسی کو کہے گا تو کوئی بھی اسکے بوجھ کا ذرّہ برابر بھی نہیں اُٹھائیگا خواہ وہ اسکا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! تم تو انہی لوگوں کو خبردار کر سکتے ہو جو اپنے رَبِّ کریم سے بلا دیکھے ڈَرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ جو شخص بھی پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدے کیلئے کرتا ہے اور سب لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس ہی اکٹھے ہونگے۔[۱۸]

الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾
وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْاَحْيَآءُ
وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ
اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا
نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ
وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ
يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ
جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ

اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی تاریکیاں اور روشنی اور نہ ہی سایہ اور گرمی اور نہ ہی زندہ اور مُردہ۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، سنوا تا ہے مگر تم ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں دفن ہیں۔[۱۹-۲۲] (یعنی یہ مشرکین ایسے ہیں جیسے مُردہ انسان قبر میں پڑا ہوا کہ وہ دوسرے کی بات نہیں سن سکتا۔ یہ بھی تمہاری بات کو ذرا برابر بھی نہیں سنتے)

(وہ سنیں یا نہ سنیں) تمہارا کام تو ان کو خبردار کر دینا ہے۔[۲۳]

ہم نے تم کو سچ دے کر بھیجا بشارت دینے والا (نیکیوں پر) اور ڈر سنانے والا (بُرائیوں پر) اور کوئی اُمت نہیں گزری جس میں کوئی (نبی) خبردار کرنے والا نہ آیا ہو۔[۲۴]

اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی اسی طرح (اپنے نبیوں کو) جھٹلا چکے حالانکہ انکے پاس انکے رسول (اور نبی) کھلے دلائل اور صحیفے اور روشن ہدایات دینے والی کتاب لے کر آئے تھے۔[۲۵]

الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ
نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ج
فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ط وَمِنَ
الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا
وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ
وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ط اِنَّمَا يَخْشَى
اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

پھر جن لوگوں نے ماننے سے انکار کر دیا تو ان کو ہم نے کیسے پکڑا اور میری سزا کیسی سخت تھی۔[۲۶] (کیا اِن لوگوں یعنی مشرکین مکہ کو اُس سختی کا اندازہ ہے)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے آسمان سے پانی اُتارا پھر اس سے ہم نے طرح طرح کے پھل اور میوے نکالے جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ، گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جنکے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔[۲۷]

اسی طرح انسانوں، جانوروں اور مویشیوں کے رنگ بھی مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے وہی لوگ ڈَرتے ہیں جو علم رَکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زبردست اور درگزر فرمانے والا ہے[۲۸] (انسانوں میں بھی جسمانی دماغی اور روحانی طور پر بہت اختلاف پایا جاتا ہے)

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ **مومن** اور **کافر** کا فرق بتا رہا ہے۔ ہدایت کیلئے سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ جو اس نکتے کو سمجھ لیتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آتے ہیں اور جو تکبرانہ رویہ اختیار کرتے ہیں، وہ اپنے آپکو دِل میں اللہ تعالیٰ کا محتاج نہیں سمجھتے۔ وہ یا تو بتوں کا محتاج اپنے آپکو سمجھتے ہیں یا مال و اولاد کے محتاج۔

ہر انسان کا اپنا منفرد رنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**صِبْغَةَ اللّٰهِ ج وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ز وَّنَحْنُ لَهٗ**

عٰبِدُوْنَ ○ ''۔[البقرۃ ۲، آیت ۱۳۸] ترجمہ ''(مومنین جانتے ہیں کہ) ہم نے اللہ تعالیٰ کا رَنگ اختیار کرلیا ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ کے رَنگ سے کس کا رَنگ اچھا ہے؟ اور ہم اسی کی ہی بندگی کرنے والے ہیں''۔ جن انسانوں پر اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھا ہوا ہے، وہ کائنات میں ہزاروں رنگوں میں سے اللہ تعالیٰ کا رنگ پہچان لیتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں اور پھر ان کو کسی دوسرے رَبّ کا رنگ نظر آتا ہی نہیں۔ اس لیے ان کا یقین ہر لمحہ پختہ سے پختہ تر ہوتا جاتا ہے کہ اس کائنات کا بنانے والا صرف ایک ہی رَبّ ہے جس کا نام ''**اللہ**'' ہے۔

جس شخص نے بتوں کا رنگ چڑھایا ہوا ہے، وہ بتوں کو ہی پوجتا ہے اور کائنات کی ہر چیز کے پیچھے اس کو بت ہی نظر آتے ہیں۔

جو شخص یا قوم سورج کو پوجتی ہے، اس کو ہر جگہ سورج کی ہی صنعت نظر آتی ہے جو کہ باطل ہے۔ جس شخص نے اپنی ذات پر نفسانی خواہشات کا رنگ لیا ہوا ہے، وہ کائنات کی ہر چیز کو اسی زاویے سے دیکھتا ہے۔ جس شخص یا قوم نے ابلیس کا رنگ چڑھایا ہوا ہے، وہ ہر بات کو ابلیس کی خواہش کے مطابق مانتا ہے اور کرتا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔

کسی انسان نے دُنیاوی علم کا رنگ چڑھا لیا، وہ دُنیاوی علم کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ کسی نے جہالت کا رنگ چڑھا لیا، وہ جہالت کو ہی اپنا معبود سمجھتا ہے۔ کسی پر دولت کا رنگ ہے۔ کسی پر اولاد کا رنگ ہے۔ اس طرح کائنات میں بے شمار رنگ موجود ہیں جن کا مبتداء اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے علاوہ اَور کوئی نہیں لیکن انسان نے ان سب کو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا ہوا ہے اور یہ سب باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھانے والے بہت کم ہیں اور غیر اللہ کا رنگ اختیار کرنے والے بہت کثیر تعداد میں ہیں۔ آپ سورۃ العصر ۱۰۳ کو پڑھیں اور اس پر غور کریں کہ ہر زمانے میں اکثریت ان لوگوں کی رہی ہے جن پر غیر اللہ کا رنگ تھا۔

آنکھیں کان زندگی سب کے پاس ہے لیکن جو آنکھوں سے دیکھ کر ہدایت حاصل نہیں کرتے گویا وہ اندھے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں آتے وہ گویا مُردہ ہیں اور مُردہ انسان نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں اسلئے وہ نبی اور مبلغ کے ڈَراووں سے نہیں ڈَرتے لہٰذا وہ کافر ہی رہتے ہیں اور نہ ہی بشارت سے وہ ہدایت اختیار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر بستی میں نبی ضرور بھیجا ہے۔ حالت یہی رہی ہے ہمیشہ سے کہ کچھ لوگ تو ایمان لائے اور کچھ لوگ ایمان نہیں لائے۔ جو لوگ ایمان نہیں لائے، انکی مثالیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتادی ہیں کہ انکو اس دُنیا میں بھی نیست و نابود کر دیا گیا اور آخرت میں بھی وہ ہمیشہ رہنے والی جہنم میں پڑے سڑتے رہیں گے۔

یہ ایک آفاقی سچائی ہے کہ انسان جتنا کسی کی عظمت کو پہچانتا جائیگا، اتنا ہی اس میں اسکی عظمت کا رُعب اور ڈَر آتا جائیگا۔ یہی وجہ تھی کہ **رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''میں اللہ تعالیٰ سے تم سب سے زیادہ ڈَرنے والا ہوں''۔ (مشکوٰۃ شریف)

کیونکہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو جاننے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی تھے۔

ایمان کے کئی رنگ ہیں۔

جس نے سچائی کا رنگ چڑھا لیا، وہ ''صدیق اکبر'' کہلایا یعنی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو سختی سے سرانجام دیا اور لوگوں پر سختی سے نافذ کیا، وہ ''الفاروق'' کہلایا یعنی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد میں بہادری کی انتہا کر دی، وہ سیف اللہ کہلایا یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جس نے امانت کا پورا حق اَدا کر دیا، وہ امین الاُمت بن گیا یعنی حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جس نے حیا کی انتہاء کر دی، وہ اُمت کا بہترین حیادار کہلایا یعنی سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جس نے اُمت کی مالی امداد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تو اس پر غنا کا رنگ چڑھ گیا یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جو علم دِین میں پوری طرح رنگا گیا تو اس کو بشارت ملی کہ ''اگر میرے بعد نبی ہوتا تو [سیدنا حضرت] عمر [رضی اللہ تعالیٰ عنہ] ہوتے''۔ یہ ہم نے چند ایک مثالیں دی ہیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''ایمان کے ستر (۷۰) سے اوپر دَرجے (یعنی رنگ) ہیں''۔ (مشکوٰۃ)

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم

؎ جوانوں کو مری آہِ سحر دے پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پَر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے میرا نورِ بصیرت عام کر دے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ
تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝۲۹ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝۳۰ وَالَّذِيْٓ
اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝۳۱
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ
فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ

ترجمہ◄ (آیات ۲۹ سے ۳۷) جولوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب (یعنی قرآن کریم) پڑھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے، اس میں سے ظاہراً اور چھپے خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کر رہے ہیں جس میں کوئی خسارہ نہیں ہوگا [۲۹] (یہ گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان اور اعمالِ صالحہ کی تجارت کر رہے ہیں)

اللہ تعالیٰ انکے اَجر پورے پورے اَدا فرمائیگا اور اپنی رحمت سے مزید بھی عطا فرمائیگا کیونکہ وہ معاف فرمانے والا اور قدر دان ہے۔ [۳۰]

جو کتاب ہم نے تمہاری طرف وحی کی ہے، یہ بالکل سچی ہے (یعنی قرآن حکیم)۔ یہ تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے آئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے متعلق ہر طرح سے باخبر اور دیکھنے والا ہے۔ [۳۱]

پھر ہم نے اس کتاب (یعنی قرآن کریم) کا وارث ان لوگوں کو بنا دیا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا تھا (قریش یعنی بنی اسماعیل) اب کوئی تو ان میں

سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ
الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا
مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا
حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا
الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا
دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ
وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ
جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ

سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے اور کوئی بیچ کی راہ پر ہے اور کوئی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نیکیوں میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینے والا ہے۔ یہ بہت بڑا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔[۳۲]

یعنی ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے۔ وہاں انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا۔ وہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔[۳۳]

اور وہ پکاریں گے کہ شکر ہے اس اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم سے غم دُور کیا۔ یقیناً ہمارا رَبِّ کریم ہمیں معاف فرمانے والا ہے اور قدردان ہے جس نے ہمیں اپنی رحمت سے ہمیشہ رہنے والی جگہ میں ٹھہرا دیا۔ یہاں نہ ہمیں کوئی مشقت پیش آئیگی اور نہ تھکاوٹ محسوس ہوگی۔[۳۴-۳۵]

(اسکے برعکس) جن لوگوں نے کفر کیا، انکے لیے جہنم کی آگ ہے۔ نہ انہیں وہاں موت دی جائیگی اور نہ انکے عذاب میں کوئی کمی کی جائیگی۔ اسی طرح بدلہ دیں گے ہر کافر کو۔[۳۶]

عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝۳۶ ج
وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ
صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا
يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا
فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝۳۷ ع

وہ وہاں (جہنم میں) چلا چلا کر کہیں گے کہ اے ہمارے رَبّ تعالیٰ! ہمیں یہاں سے نکال دے۔ اب ہم نیک عمل کریں گے۔ ان اعمال سے مختلف جو ہم پہلے کرتے تھے۔ (اللہ تعالیٰ کہے گا کہ) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں اگر تم سبق لینا چاہتے تو لے سکتے تھے اور تمہارے پاس خبردار کرنے والا بھی آیا تھا۔ اب چکھو مزہ (عذاب کا)۔ ظالموں کا یہاں کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے۔[۳۷]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں ایک طرف مومنین کے انعامات کا ذِکر کیا گیا ہے۔ دوسری طرف کافرین کے عذاب کا۔

مومنین کی صفت یہ ہے کہ

(۱) قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔
(۲) نماز قائم کرتے ہیں۔
(۳) اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہونگے اور انہیں وہاں:

(۱) سونے کے کنگن پہنائے جائینگے۔
(۲) انکو موتیوں سے آراستہ کیا جائیگا۔
(۳) انکا لباس ریشم کا ہوگا۔
(۴) اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرتے رہیں گے۔
(۵) ہر قسم کے غم سے آزاد ہونگے۔

(۶) وہاں کوئی مشقت نہیں ہوگی۔
(۷) کوئی تھکاوٹ لاحق نہیں ہوگی۔

کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا:

(۱) انکو موت کبھی نہیں آئیگی۔
(۲) جہنم کے عذاب میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی۔
(۳) وہاں وہ چیخ وپکار کرتے رہیں گے۔
(۴) اللہ تعالیٰ سے جہنم سے نکلنے کی درخواست کرتے رہیں گے جو قبول نہیں ہوگی۔
(۵) وہ اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ اگر وہ ہمیں واپس بھیج دے تو ہم وہاں نیک عمل کرینگے لیکن اللہ تعالیٰ انکی اس بات کا اعتماد نہیں کریگا۔
(۶) جہنم میں انکو کسی طرف سے کوئی مدد نہیں ملے گی۔

اَوْرَثْنَا: [آیت ۳۲]

جیسے اللہ تعالیٰ نے تورات کے لیے بنی اسرائیل کو چنا تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل کو قرآن کریم کے لیے چن لیا۔ بنی اسرائیل میں بھی بہت سے لوگ ایسے تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے تھے اور ایک گروہ نے تو بچھڑا بنا کر شرک کا ارتکاب بھی کیا۔ اسی طرح بنی اسماعیل میں سے قریش کو چنا گیا لیکن ان کے بھی ایک گروہ نے شرک کیا۔ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل میں ہر قسم کے لوگ شامل ہیں اور شامل تھے۔ نیک بھی اور دوسرے بھی۔ ان کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''خلافت قریش میں رہے گی جب تک قریش سیدھے راستے پر رہیں گے''۔ [مشکوٰۃ] تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ بیشتر حضرات خلفاء قریش سے ہی ہوئے ہیں۔ کچھ بنی عباس سے اور کچھ بنی اُمیہ سے۔ ریاست بہاولپور کے امیر محمد صادق عباسی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے جو یہاں آ کر آباد ہوئے اور اس علاقے کی حکومت انکے ہاتھ میں ہی رہی حتیٰ کہ پاکستان کے بننے کے بعد اس ریاست کو پاکستان میں ضم کر دیا گیا اور قریش کی خلافت سرزمین براعظم ہندوستان میں ختم ہوگئی۔

○.....○.....○

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ
خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ
وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ
وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ
اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ
شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى
بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ

ترجمہ ◄ (آیات ۳۸ سے ۴۵) اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی ہر غیب کی بات کو جانتا ہے۔ (یہی نہیں بلکہ) وہ انسانوں کے سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے[۳۸]

وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تم کو زمین میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ جس نے اس بات کا انکار کر دیا تو اس نے کفر کا وبال اپنے اوپر لیا۔ کافروں کا کفر اللہ تعالیٰ کے غضب کو اَور بڑھا دیتا ہے اور کافروں کیلئے خسارے میں اضافہ کر دیتا ہے۔[۳۹]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ان سے پوچھو کہ کبھی تم نے سوچا اپنے شریکوں کے متعلق جنہیں تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجتے ہو کہ مجھے بتاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا یا آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کیساتھ کیسے شرکت کی اور یہ پوچھو کہ کیا ہم نے انہیں کوئی لکھ کر دے دیا ہے جس کی بنا پر وہ یہ اعتقاد (یعنی شرک کا) رکھتے ہیں۔ نہیں! بلکہ یہ ظالم (یعنی شریک اور مشرک) ایک دوسرے کو دھوکہ دیتے ہیں[۴۰]

بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا
مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾
وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ
نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا
جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا
فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ
السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ایک جگہ تھامے ہوئے ہے تا کہ کہیں یہ حالتِ زلزلہ میں نہ آ جائیں اور اگر وہ حالتِ زلزلہ میں آ جائیں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا انہیں تھامنے والا نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ بڑا ہی نرم دِل اور بہت ہی دَرگزر کرنے والا ہے۔[۴۱]

(پہلے) یہ لوگ کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی ہمیں خبردار کرنے والا آ جائے تو ہم دُنیا کی ہر قوم سے آگے بڑھ کر ہدایت حاصل کرینگے لیکن جب خبردار کرنے والا آ گیا تو انہوں نے زیادہ سے زیادہ (حق سے) فرار حاصل کیا اور یہ زمین میں اَور زیادہ تکبر کرنے لگے اور بُری بُری چالیں چلنے لگے اور بُری چال تو بُری چال چلنے والے کو ہی پکڑ لیتی ہے۔ اب کیا یہ لوگ پہلی قوموں کی طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں اور تم کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے طریقے کو بدلتا نہیں دیکھو گے اور نہ ہی تم کبھی اللہ تعالیٰ کی سنت کو دیکھو گے کہ کوئی اسکے مقرر کیے ہوئے راستے

الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ
تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي
الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي
الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ
اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ
دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا
جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

سے ہٹا سکے۔[۴۲-۴۳] (یعنی جو عذاب کا حقدار ہے، اس پر عذاب آ کر رہے گا۔ جو معافی کا حقدار ہے، اس کو معافی مل کر رہے گی)

کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا حالانکہ وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے۔ (ان کی طاقت اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان کو بچا نہ سکی) آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کو شکست دے سکے۔ وہ تو مکمل علم رکھنے والا اور بڑی طاقت والا ہے۔[۴۴]

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا حساب لینے پر آئے جو اعمال انہوں نے کیے تو زمین میں کوئی بھی جاندار (عذاب سے) نہیں بچ سکتا مگر اس نے انکو ایک مقرر مدت تک مہلت دے رکھی ہے اور جب وہ وقت (یعنی عذاب یا قیامت کا وقت) ان پر آ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھ لے گا۔ (کہ وہ کیا کر کے آئے ہیں اور اسی کے

مطابق جزا وسزا ہوگی)[۴۵]

تشریح : خلیفہ فی الارض کا تو مطلب یہ تھا کہ انسان اس دُنیا پر اللہ تعالیٰ کا نائب ہے اور نائب انسان کی ڈیوٹی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے مالک کی پوری طرح اطاعت کرے جیسے کہ قرآن حکیم کے نزول کے وقت عربوں میں غلامی کا رواج تھا۔ غلام کی جرات نہیں ہوتی تھی کہ اپنے مالک کی طرف سے نائب بن کر جو وہ کام اسکے ذِمے کیا گیا ہے، اس میں خیانت کرے۔ اگر وہ خیانت کرتا تو اسکو سخت سزا دی جاتی تھی۔

یہی حال انسانیت کا ہوا۔ ہر بستی میں اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول بھیجے لیکن ہر بستی میں دو گروہ ہمیشہ رہے۔ ایک گروہ نے تو نبی کی ہدایت پر کام کیا تا کہ خلافت کا فرض اَدا ہو جائے۔ دوسرے گروہ نے نبی کی بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور وہ خلافت کا حق اَدا نہیں کر سکے۔

پہلا گروہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں رہتا ہے، اس زمین پر بھی اور آخرت میں بھی۔ دوسرا گروہ (کافرین) اللہ تعالیٰ کے عذاب میں رہتا ہے، اس زمین پر بھی اور آخرت میں بھی۔ ہم کہنے کو تو پہلے گروہ سے تعلق رَکھتے ہیں کیونکہ ہم نے زبان اور دِل سے مان لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا خالق اور مالک ہے اور وہی ہمیں متاعِ حیات فراہم کرتا ہے لیکن کمی ہم میں یہ ہے کہ جو اسکی ہدایات ہیں، ان پر ہم عمل بہت ہی کم کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ [آمین]

سنیما: سنیما، ڈرامہ، ٹی وی وغیرہ

؎ وہی بت فروشی، وہی بت گری ہے — سنیما ہے یا صنعت آزری ہے
وہ صنعت نہ تھی شیوہ کافری تھا — یہ صنعت نہیں شیوہ ساحری ہے
وہ مذہب تھا اقوامِ عہد کہن کا — یہ تہذیبِ حاضر کی سوداگری ہے
وہ دُنیا کی مٹی، یہ دوزخ کی مٹی — وہ بت خانہ خاکی، یہ خاکستری ہے

.....

؎ مجھ کو معلوم ہے پیرانِ حرم کے انداز — ہو نہ اخلاص تو دعویٰ نظر لاف و گزاف
فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے! — کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

[اقبال]

یٰسٓ ۳۶

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۸۳ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

يٰسٓ ۝۱ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝۲ اِنَّكَ لَمِنَ
الْمُرْسَلِيْنَ ۝۳ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴ تَنْزِيْلَ
الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝۵ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ
فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۶ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ

ترجمہ ◄ (آیات ۱ سے ۱۲) یا-سین۔قسم ہے اس قرآن حکیم کی جو سراسر حکمت ہے کہ تم یقیناً رسولوں میں سے ایک رسول ہو اور تم بالکل سیدھے راستے پر ہو۔[۱-۴]

یہ قرآن حکیم نازل کیا ہوا ہے اس ہستی کی طرف سے جو بہت زبردست ہے لیکن رحمت والی ہے۔[۵]

(قرآن کریم کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ) تم اس قوم کو خبردار کردو جنکے آباؤ واجداد کو خبردار کرنے کیلئے کوئی نہیں آیا اور وہ اس وجہ سے (توحید اور آخرت سے) غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔[۶]

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۷ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا
فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝۸ وَجَعَلْنَا
مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا
فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۹ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ
ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ اِنَّمَا
تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ
بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝۱۱ اِنَّا نَحْنُ
نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ

ان میں اکثر کے متعلق یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائینگے (کیونکہ) انکی گردنوں میں لوہے کے پٹے پہنے ہوئے ہیں جو کہ ٹھوڑیوں تک ہیں اور انکے سر اوپر اُٹھے ہوئے ہیں۔ (سخت تکبر کی وجہ سے گردنیں اکڑی ہوئیں اور سر اوپر اُٹھے ہوئے) [۷-۸]

اور ہم نے ایک آڑ کھڑی کر دی ہے انکے آگے اور انکے پیچھے اور ان (کی آنکھوں) پر ہم نے پردہ ڈال دیا ہے کہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔ (یعنی ماضی، حال اور مستقبل کے نافرمان لوگوں کے بُرے نتائج کے متعلق بالکل بے خبر ہیں) [۹]

انکو تُو خبردار کرے یا نہ کرے، برابر ہے کیونکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ [۱۰]

تم خبردار تو اس شخص کو کر سکتے ہو جو نصیحت پر عمل کرے اور رحمٰن سے وہ بن دیکھے ڈرتا رہے۔ تو ایسے شخص کو اچھی خبر سناؤ اللہ تعالیٰ کی بخشش کی اور اَجرِ کریم کی۔ (یعنی جنت کی) [۱۱]

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾

ہم مُردوں کو ضرور زندہ کرینگے اور ہم لکھتے جا رہے ہیں جو انہوں نے اعمال آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے۔ ہم نے ہر چیز ایک کھلی کتاب میں دَرج کر رَکھی ہے۔ [۱۲]

تشریح : غفلت میں تو ہم بھی ہیں۔ ماضی میں جو قوموں کے ساتھ ہوا اور جو اب موجودہ زمانے میں ہو رہا ہے، سب کچھ ہمارے سامنے ہے لیکن ہم سبق نہیں لیتے کیونکہ ہماری آنکھیں بند ہیں۔ نصیحت تو اس کو فائدہ دیا کرتی ہے جو نصیحت پر عمل کرنے کا ارادہ رَکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کا دِل میں خوف رَکھتا ہو۔

قرآن حکیم اور احادیث شریف دُنیا کی دو بہترین نصیحت کی کتابیں ہیں۔ دونوں ہی حکمت سے بھری ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو کئی جگہ ''القرآن الحکیم'' فرمایا یعنی حکمت سے بھرا ہوا قرآن۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا کہ ''**اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا**''۔ (مشکوٰۃ شریف) ترجمہ ''میں حکمت کا گھر ہوں اور (حضرت) علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسکا دروازہ ہیں۔

ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ان سراسر حکمت والی دو کتابوں کو چھوڑ کر انگریزی، اُردو ناول، ڈرامے، ڈائجسٹ، جاسوسی کہانیاں وغیرہ وغیرہ پڑھنے میں گھنٹوں صَرف کر دیتے ہیں۔ ٹیلی ویژن، لیپ ٹاپ، موبائل فون رہی سہی کسر نکال دیتے ہیں۔

اگر ہم نے دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے بچنا ہے اور آخرت میں نہ ختم ہونے والی جہنم کی آگ سے بچنا ہے تو ہمیں عقل کے ناخن لینے چاہیں اور سارے کا سارا وقت اللہ تعالیٰ کے کلام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے کلام پر صَرف ہونا چاہیے۔

وقت کی مینجمنٹ آپکے ہاتھ میں ہے کہ امورِ دُنیا پر آپ کتنا خرچ کرتے ہیں اور قرآن حکیم اور احادیث شریف پر آپ کتنا خرچ کرتے ہیں۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

برِاعظم ہندوستان میں قرآن حکیم کو بغیر سمجھ کے پڑھا جاتا ہے اور پڑھایا جاتا

ہے۔ایک بہت ہی قلیل تعداد طلبہ کی مدرسوں میں ہوتی ہے جو عربی زبان سیکھتے ہیں اور قرآن حکیم سمجھتے ہیں۔اکثریت ایسی ہے جو مرتے دَم تک قرآن حکیم کا ترجمہ بھی نہیں پڑھتے کیونکہ انکو اُردو بھی ساتھ نہیں پڑھائی جاتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر عرب سے محبت رَکھنی ہے تو عربی سیکھو کیونکہ

(۱) میں عرب ہوں۔(مجھ سے محبت ہوگی)

(۲) قرآن حکیم عربی میں ہے(تاکہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت رَکھو اور قرآن حکیم کو سمجھ سکو)

(۳) جنت کی زبان عربی ہے''۔(عربی سیکھنا جنت کا عمل ہے جیسے سود کھانا جہنم کا عمل ہے)

[مشکوٰۃ شریف]

؎ سن اے غافل صدا میری! یہ ایسی چیز ہے جس کو
وظیفہ جان کر پڑھتے ہیں طائر بوستانوں میں
ذرا دیکھ اس کو جو کچھ ہو رہا ہے، ہونے والا ہے
دھرا کیا ہے بھلا عہد کہن کی داستانوں میں
دکھا دونگا جہاں کو جو میری آنکھوں نے دیکھا ہے
تجھے بھی صورتِ آئینہ حیران کر کے چھوڑوں گا
جو ہے پردوں میں پنہاں، چشم بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے
کیا رفعت کی لذت سے نہ دِل کو آشنا تو نے
گزاری عمر پستی میں مثالِ نقش پا تو نے
تعصب چھوڑ ناداں! دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے بُرا تو نے
زمیں کیا آسمان بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطر قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے
زباں سے گر گیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل
بنایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو نے

[اقبال، بانگ درا]

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا
الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ
فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ
مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ
اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ
﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا
عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ
لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا

ترجمہ◄ (آیات ۱۳ سے ۳۲) ایک بستی کی مثال ان سے بیان کرو۔ بستی والوں کے پاس رسول آئے جب اللہ تعالیٰ نے دو رسول انکے پاس بھیجے تو انہوں نے انکو جھٹلا دیا۔ پھر ہم نے انکی مدد کیلئے تیسرا رسول بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف رسول بن کر آئے ہیں۔ [۱۳-۱۴]

بستی والوں نے کہا کہ تم تو ہماری طرح کے انسان ہو۔ رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی (تمہاری رسالت کے ثبوت میں)۔ تم تو جھوٹ بولتے ہو۔ [۱۵]

رسولوں نے کہا کہ ہمارا رَبّ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم تمہاری ہی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور ہم پر صرف پیغام پہنچا دینے کی ذِمہ داری ہے۔ (ہم زبردستی تم پر ایمان نہیں تھوپ رہے) [۱۶-۱۷]

لوگوں نے کہا کہ ہم تو تمہیں اپنے لیے بدشگون سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آؤ گے (تبلیغ سے) تو ہم تم کو سنگسار کر دینگے اور ہماری طرف سے تم کو بڑا دَردناک عذاب ملے گا۔ [۱۸]

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ
ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنْ
اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ
مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَالِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ
وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ
يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ
شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾
اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِيْلَ ادْخُلِ

رسولوں نے جواب دیا کہ بدشگونی تو تمہارے اعمال پر منحصر ہے۔ کیا اسلئے ہماری مخالفت کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی۔ تم تو ہو ہی حد سے نکل جانے والی قوم[۱۹]

(ایک دِن) شہر کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ اے میری قوم! ان رسولوں کی پیروی کرو۔ پیروی کرو انکی جو تم سے کسی اَجر کا سوال نہیں کرتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔[۲۰-۲۱]

اس شخص نے کہا کہ کیوں نہ میں اس ہستی (یعنی اللہ تعالیٰ) کی بندگی کروں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور جسکے پاس تم نے بالآخر لوٹ کر جانا ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے خدا بنا رکھے ہیں حالانکہ اگر رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نہ انکی شفاعت میرے کام آئے اور نہ وہ مجھے چھڑا ہی سکیں۔[۲۲-۲۳]

اگر میں ایسا کروں تو میں واضح طور پر گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔[۲۴]

الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۲۶﴾ بِمَا
غَفَرَلِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ
اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ
السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً
وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ يٰحَسْرَةً عَلَى
الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ
الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ؕ﴿۳۱﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا

میں تو تمہارے رَبِّ کریم پر ایمان لایا۔تم بھی میری بات مان لو۔[۲۵]

(آخر کار ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا) اس شخص سے کہہ دیا گیا کہ داخل ہو جاؤ جنت میں۔اس نے کہا کاش! میری قوم کو معلوم ہو جائے کہ میرے رَبِّ کریم نے کس وجہ سے میری بخشش کی اور پھر مجھے باعزت لوگوں میں بھی داخل فرمایا۔(یعنی جنت میں)[۲۶-۲۷]

اسکے بعد اسکی قوم پر ہم نے آسمان سے کوئی لشکر نہیں اُتارا اور نہ ہی ہمیں اُتارنے کی ضرورت تھی۔بس ایک دھماکہ ہوا اور وہ یکدم بجھ کر رہ گئے۔(یعنی صفحۂ ہستی سے بالکل ہی مٹ گئے)[۲۸-۲۹]

لوگوں پر افسوس کہ جب بھی انکے پاس کوئی رسول آیا تو انہوں نے اس سے ہنسی مذاق ہی کیا۔کیا انہوں نے نہ سوچا کہ ہم پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو کہ انکی طرف مرنے کے بعد واپس کبھی نہیں آئینگے اور ان سب کو آخر ہمارے پاس حاضر

جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾

کیا جانا ہے۔(آخرت میں)[۳۰-۳۲]

تشریح: یہ بستی جو بھی تھی، تین پیغمبر اللہ تعالیٰ نے بھیجے اور چوتھے ایک صالح آدمی نے بھی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مدد کی لیکن قوم ٹس سے مس نہ ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے اسی میں حکمت جانی کہ پوری بستی (شہر) کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے ورنہ یہ دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ ان کا حشر بھی تقریباً وہی ہوا جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے ساتھ ہوا کہ اگر ان میں سے کوئی آدمی بچتا تو باقی بچنے والوں کو خراب کر سکتا تھا، اس لئے ایک شخص بھی اللہ تعالیٰ نے زندہ نہیں چھوڑا قومِ نوح کا اور اس بستی کا جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ لانے پر تُلے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ** ۝''۔(البروج ۸۵، آیت ۱۲) ترجمہ ''یقیناً آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میں اللہ تعالیٰ سے تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں''۔(مشکوٰۃ شریف)

اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہت رویا کرتے تھے۔(مشکوٰۃ شریف)

تاریخی روایت ہے کہ امیر المومنین **حضرت عمر** رضی اللہ عنہ بعض دفعہ جماعت کراتے ہوئے وہ اتنا اونچا روتے تھے کہ سب سے آخری صف تک انکی آواز پہنچتی تھی۔

روایت ہے کہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** کا رنگ بدل جاتا تھا جب آندھی آتی تھی اور وہ نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہتے تھے کہ کہیں پہلی قوموں والا عذاب اس میں شامل نہ ہو۔

سورج گرہن اور چاند گرہن کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا معمول یہ ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فوراً نماز شروع کر دیتے تھے اور جب تک سورج یا چاند صاف نہیں ہو جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مسلسل اللہ تعالیٰ کے سامنے

عافیت کی دُعائیں مانگتے رہتے تھے۔

ہماری حالت یہ ہے کہ آندھی، بارش، زلزلوں کے عذاب آتے ہیں لیکن ہم ذرا پرواہ نہیں کرتے۔ ہمارا ایمان اس دَرجہ کمزور ہو چکا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝**''۔(الاعراف ۷، آیات ۹۷-۹۸-۹۹) ترجمہ ''کیا اب اس بستی والے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہماری گرفت کبھی اچانک ان پر رات کے وقت نہ آ جائے جبکہ وہ سو رہے ہوں یا انکو اطمینان ہو گیا ہے کہ ہمارا عذاب ان پر دِن کے وقت یکدم نہ آ جائے جبکہ وہ غفلت میں کھیل رہے ہوں۔ کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی چال سے بے خوف ہو گئے ہیں۔ انہیں یاد رَکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے منصوبوں سے وہی بے خوف ہوتے ہیں جو نقصان اُٹھاتے ہیں''۔

جب سیلاب آتا ہے یا زلزلے کے سخت جھٹکے لگتے ہیں تو ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ یہ ہر زمانے میں چیزیں ہوتی رہی ہیں گویا کہ وہ یہ بھول چکے ہیں کہ ہر زمانے میں یہ چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کرتا رہا ہے ان بُرے اعمال کے بدلے جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔

اگر مومنوں والی زندگی بسر کرو گے اور قوم کو ایمان کی طرف رہنمائی کرو گے تو اَمن میں رہو گے۔

اگر کفر کرنے والوں کے طرزِ عمل پر کام کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ کی سائنس بار بار عذاب لاتی رہے گی۔

؎ تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار، تو ثابت وہ سیارہ
گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

[اقبال، بانگ درا]

قرآنی ثبوت موجود ہے کہ یہ بستی فرعون کا دارالحکومت یا فرعون کا پورا ملک تھے

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا
مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ
مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾
لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا
يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا
مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ

ترجمہ ◄ (آیات ۳۳ سے ۴۷) ان لوگوں کیلئے (یعنی جو قیامت میں دوبارہ زندہ کیے جانے پر یقین نہیں رَکھتے) مُردہ زمین ایک نشانی ہے۔ ہم نے اسکو (یعنی زمین کو) زندہ کیا (بارش سے) اور ہم نے اس سے غلہ نکالا جس کو یہ کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں کھجوروں، انگوروں کے باغ پیدا کئے اور اس میں ہم نے چشمے جاری کیے اور ان (باغات) کے پھل وہ کھاتے ہیں۔ یہ سب کچھ انکے ہاتھوں نے تو نہیں بنایا تو پھر یہ ہمارا شکر کیوں نہیں اَدا کرتے؟ [۳۳-۳۵] (یہ ایک اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرنے کی بجائے ان شریکوں کا شکر اَدا کرتے ہیں جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بنائے ہوئے ہیں حالانکہ یہ سب کچھ کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں)

پاک ہے وہ ذاتِ اقدس (یعنی بیوی رَکھنے سے) جس نے زمین کی نباتات میں ہر قسم کے جوڑے پیدا کیے (یعنی میاں بیوی/نر مادہ) اور خود انکی اپنی جنس میں سے (یعنی مرد اور عورت) اور ان چیزوں میں سے (جوڑے پیدا کیے) جن کو وہ نہیں جانتے (اور ہم ہی انکا علم رَکھتے ہیں) [اکیلی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، باقی سب جوڑے جوڑے ہیں جہاں بھی افزائش نسل کا عمل ہے] [۳۶]

فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ
لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ
الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ
الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ
يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي
الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا

(توحید کی) ایک اَور نشانی انکے لیے رات ہے (یہ کہ) ہم اس پر سے جب دِن کھینچ لے جاتے ہیں تو پھر ان پر رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے۔[۳۷] (ہمارے بنائے ہوئے سورج اور زمین کی گردش سے دِن اور رات پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے ساتھ انکو بنانے میں کوئی شریک نہیں ہوا)

اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف مسلسل چلا جا رہا ہے (ہمارے حکم سے) یہ اس ذات کا علم کی بنا پر بنایا ہوا نظام ہے جو زبردست ہے اور چاند کی بھی ہم ہی نے منزلیں مقرر کی ہوئی ہیں حتیٰ کہ آخر میں کھجور کی خشک شاخ کی مانند ہو جاتا ہے۔[۳۸-۳۹]

نہ تو سورج کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ ہی رات کیلئے یہ ممکن ہے کہ دِن سے آگے نکل جائے۔ یہ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔[۴۰] (یہ سب یعنی سورج زمین چاند اور ستارے)

(توحید کی نشانیوں میں سے) ایک اَور نشانی لوگوں کیلئے یہ بھی ہے کہ ہم نے انکی نسلِ انسانی کو (حضرت نوح علیہ السلام کی) کشتی میں سوار کیا اور اسی طرح کی اَور چیزیں (گھوڑے اور اونٹ وغیرہ) تمہاری سواری کیلئے پیدا کیے۔[۴۱-۴۲] (یہ سب

يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ
وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى
حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا
خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ
مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا
قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ
اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾

کچھ پیدا کرنے والے ہم ہیں لیکن تم جھوٹے خداؤں سے یہ چیزیں مانگتے ہو)

اگر ہم چاہیں تو ہم ان کو غرق کر دیں (جیسے قومِ نوح کو غرق کیا تھا) پھر ان کی نہ کوئی فریاد سننے والا ہو اور نہ کسی طرح سے وہ بچ نکلیں سوائے ہماری رحمت کے جو انہیں ایک وقتِ معین تک فائدہ اُٹھانے کا موقع دے گی۔[۴۳-۴۴]

جب ان (یعنی کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ ڈرو اس انجام سے جو تمہارے آگے آنے والا ہے اور جو تمہارے پیچھے گزر چکا ہے (جیسے قومِ نوح کا معاملہ) شاید تم پر رحم کیا جائے لیکن (معاملہ یہ ہے کہ) جو بھی نشانی ان کے رَبّ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے تو اس سے وہ بے پرواہی ہی برتتے ہیں۔[۴۵-۴۶] (وہ اس نشانی کو مانتے نہیں ہیں بلکہ جادو سمجھتے ہیں)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خرچ کرو اس رزق سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے تو کافر مومنین سے کہتے ہیں کہ کیا ہم انکو کھلائیں جنہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو خود کھلا دے۔ تم تو واضح طور پر غلطی پر ہو (کہ معمولی سی بات کو نہیں سمجھتے)[۴۷]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کچھ نشانیاں انسان کے لیے بتائی ہیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو پہچانے اور شرک کو چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کے حاکم اعلیٰ ہونے پر یقین رکھے اور اس کے حکموں پر چلے۔

(۱) اللہ تعالیٰ خشک بنجر مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔ اوپر سے بارش کے ذریعے، نیچے سے پانی کے ذریعے اور پھر اس میں ہر طرح کی فصل اُگتی ہے جسکو انسان استعمال کرتا ہے اور جو کچھ اُگتا ہے، ہر چیز کا جوڑا ہوتا ہے۔

اس نشانی میں ہمارے لیے ہدایات یہ ہیں کہ

(الف) دوبارہ زندہ ہونے پر یقین کرو۔

(ب) کائنات میں ہر چیز جوڑا جوڑا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہے جو اکیلی ہے بغیر جوڑے کے لہٰذا توحید کو مانو اور غیر اللہ کی عبادات کو چھوڑ دو۔ [دیکھیں سورۃ الاخلاص ۱۱۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی بیوی نہیں ہے]

(ج) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے زمین سے اُگا کر تمہیں زندگی کیلئے دیا ہے، جان لو کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی نے دیا ہے۔ کسی نبی نے، کسی ولی نے، کسی بت نے، کسی فرشتے اور کسی سورج چاند ستارے نے نہیں دیا۔ زمین کو اور جو کچھ زمین سے پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی اس کو پیدا فرمانے والا ہے لہٰذا اسی کو خالق اور حاکم مان کے اس کے فرامین پر عمل کرو گے تو سیدھے راستے پر ہو گے۔ اگر غیر اللہ کے احکامات کو مانو گے تو گمراہی کے راستے پر ہو گے۔ سیدھا راستہ جنت کو جاتا ہے، گمراہی کا راستہ جہنم کو جاتا ہے۔

(۲) رات اور دِن بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کی نشانیاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی انکو پیدا کیا بغیر کسی شراکت کے۔ جو لوگ سورج اور چاند کو پوجتے ہیں، وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق خود رَبّ کیسے بن سکتی ہے۔ رات اور دِن سورج، زمین اور چاند کے اپنے اپنے مدار میں چلنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ رات آرام کیلئے ہے، دِن کام کیلئے ہے اور چاند اسلامی مہینوں کی گنتی کیلئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بت نے انکو پیدا نہیں کیا۔ کوئی بڑے

سے بڑی مخلوق بھی اس نظام کو بدل نہیں سکتی۔ سورج بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے۔ زمین بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہی ہے اور چاند بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی حالتیں بدلتا رہتا ہے۔ دِن میں ہزاروں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے نعمتیں رَکھی ہیں اور رات میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہزاروں نعمتیں رَکھی ہیں۔ کیا ہم نے کبھی انکا شکر اَدا کیا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ جن لوگوں نے سورج کو پوجنا شروع کیا، چاند کو پوجنا شروع کیا، ستاروں کو پوجنا شروع کیا، ان سے زیادہ جاہل کون ہوسکتا تھا یا ہے۔ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ ایک سیکنڈ کیلئے انکی بندگی سے باہر نہیں نکلتے تو وہ معبود کیسے بن سکتے ہیں؟

(۳) حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان میں بھی ہمارے لیے سبق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طوفان سے ایک کشتی کو تو بچا لیا جن میں صرف اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اور ہزاروں لاکھوں انسانوں کو غرق کر دیا جو غیر اللہ کے بندے تھے اور کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ پکڑ نہ سکا۔ یہ اسکی رحمت ہی تھی جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو غرق ہونے سے بچالیا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ہی رحمت بھیجتا ہے اور اپنے بندوں کو ہی آخرت میں رحمت کی جگہ بھیجے گا یعنی جنت میں۔ جو غیر اللہ پر بھروسہ رَکھتے ہیں، جس میں آج کل کے زمانہ میں سب سے زیادہ نفس ہے یعنی نفسانی خواہشات، اللہ تعالیٰ کی رحمت انکے ساتھ نہیں ہوتی۔ انکے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرما دیا ہے کہ ''جو اللہ تعالیٰ کا ذِکر نہیں کرتا (یعنی اللہ تعالیٰ کا ساتھی نہیں بنتا) تو اس پر اللہ تعالیٰ شیطان مسلط کر دیتا ہے اور وہ شیطان کا ساتھی بن جاتا ہے'' (**دیکھیں سورۃ الزخرف ۴۳ آیت ۳۶**)

(۴) رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے لیکن غیر اللہ کو پوجنے والے اپنا رزق غیر اللہ کیلئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ انکا یہ صدقہ ہرگز قبول نہیں ہو گا۔ صدقہ اور قربانی صرف وہ قبول ہوتے ہیں جو خالصاً اللہ تعالیٰ ہی کیلئے دیئے جائیں۔ بزرگوں کے مزاروں پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، یہ غیر اللہ کی عبادت میں آتے ہیں اور یہ رحمت کی بجائے زحمت بن جاتے ہیں۔

۝.....۝.....۝

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾
مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ
يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى
اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ
مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا
يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ
الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا
صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا
مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا

ترجمہ◄ (آیات ۴۸ سے ۶۸) لوگ پوچھتے ہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے) کہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا؟ بتاؤ اگر تم سچے ہو؟[۴۸]

یہ اس قیامت کے منتظر ہیں جو صرف ایک دھماکہ اور چیخ و پکار ہوگی جو یکدم انہیں دھر لے گا جب یہ (بے خبر) آپس میں لڑ رہے ہونگے۔ یہ اتنی جلدی واقعہ ہوگا کہ یہ وصیت تک نہ لکھ سکیں گے اور نہ اپنے گھروں تک پہنچ سکیں گے۔[۴۹-۵۰]

اور جب صور پھونکا جائے گا تو یہ اپنی قبروں سے اُٹھ کر اپنے رَبّ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو جائیں گے۔ کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی! کس نے ہمیں ہماری قبروں سے جگا دیا۔ (اب جان لو کہ) یہ وہی وعدہ ہے جسکا رحمٰن نے بتایا تھا اور رسولوں نے سچی بات کی تھی۔[۵۱-۵۲]

ایک زور کی آواز ہوگی اور سب کے سب (دوبارہ زندہ ہو کر) ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائینگے۔ (اے لوگو!) آج کسی پر بالکل ظلم نہیں کیا جائیگا اور تمہیں

تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ
الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ
وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ ﴿۵۶﴾
لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ قف
قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ
لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ج اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَاَنِ
اعْبُدُوْنِيْ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ
مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ط اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾

ویسا ہی بدلہ دیا جائیگا جیسے تم عمل کرتے تھے۔[۵۳-۵۴]

آج اہلِ جنت مزے کر رہے ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں گھنے سایوں میں شاہانہ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہونگے۔ ہر طرح کی لذیذ چیز کھانے پینے کو انکے لیے موجود ہوگی اور ہر وہ چیز جس کی انکو خواہش ہوگی، حاضر کر دی جائیگی۔ رَبِّ رحیم کی طرف سے انکو سلام کہا جائیگا۔[۵۵-۵۸] (یعنی تم پر سلامتی ہو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے)

(کافروں سے کہا جائیگا کہ) اے مجرمو! آج تم ایک طرف ہو جاؤ۔[۵۹]

اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی بندگی نہیں کرنی کیونکہ وہ تمہارا واضح دُشمن ہے اور یہ کہ میری ہی بندگی کرنی ہے کیونکہ یہی سیدھا راستہ ہے۔[۶۰-۶۱]

(مگر اسکے باوجود) تم میں سے کثیر لوگوں کو اس نے گمراہ کر دیا ہے۔ کیا تم

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا
الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى
اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى
اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ
نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا
مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي
الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾

عقل نہیں رکھتے تھے۔ اب دیکھو کہ یہ وہی جہنم ہے جس سے تم کو ڈرایا جاتا تھا۔ (اور تم اس وقت یقین نہیں کرتے تھے) [۶۲-۶۳]

جو کفر تم دُنیا میں کرتے رہے ہو، اب اسکے بدلے جہنم میں داخل ہو جاؤ [۶۴]

اب آج حساب کے وقت ہم انکے منہ بند کر دینگے (تا کہ وہ بات نہ کر سکیں اور انکے ہاتھ پاؤں جن سے وہ گناہ کرتے تھے، بات کرینگے) اور انکے ہاتھ ہم سے بات کرینگے اور انکے پاؤں گواہی دینگے جو کچھ وہ دُنیا میں کرتے رہے تھے۔ [۶۵]

ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں بے نور کر دیں (یعنی ان کو اندھا کر دیں) پھر یہ راستے کی طرف جائیں تو یہ کہاں سے راستہ دیکھ سکیں گے۔ اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہ پر ہی ان کی صورتیں بدل دیں اور پھر نہ یہ آگے چل سکیں اور نہ یہ پیچھے پلٹ سکیں۔ جس شخص کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں تو اس کی ساخت کو ہم اُلٹا کر دیتے ہیں۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ (کہ ان باتوں پر غور کر سکو اور سیدھے راستے پر چلو اور ہماری قدرتِ کاملہ پر یقین رکھو)

[۶۶-۶۸]

تشریح : نیک عمل کرنے اور بُرے اعمال سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی اُمید ہو اور
جہنم کا خوف ہو اور جنت کا شوق ہو۔

اگر انسان کے احساسات میں یہ چیزیں شامل نہیں ہیں تو اس کا نیکی کی طرف آنا اور بُرائی سے بچنا مشکل ہے۔ ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین اور کافرین کو جہنم کے عذاب سے ڈَرایا ہے۔

اور مومنین کو جنت کی ایک جھلک دکھائی (آیات مبارکہ ۵۵ سے لے کر ۵۸ تک) جو جنت میں جانے کا شوق رَکھتا ہے، وہ ان نعمتوں کو اپنے ذہن میں ہر وقت تازہ رَکھے اور جسکو جہنم کا خوف ہو، وہ آیات مبارکہ ۵۹ سے لے کر ۶۸ تک اپنے ذہن میں رَکھے تو پھر آپکو جنت کا شوق اور جہنم کا خوف پیدا ہو جائیگا۔ تب بہت ممکن ہے کہ تم شیطان سے اپنا بچاؤ کرلو اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے محبت کرنے لگو۔

ہمارے ماحول میں ہم بلا وجہ ان لوگوں کی تعریف کر دیتے ہیں جو ظاہراً معاشرے میں دولتمند ہیں یا اقتدار رَکھتے ہیں۔ **حضرت انس** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جب فاسق کی تعریف کی جائے تو رَبّ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اس کا عرش بھی ہلنے لگتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۴۴) **نوٹ:** اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہری فاسق کی تعریف سے بچا جائے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی برکت نہیں ہے۔ خاموش رہنا چند جھوٹے الفاظ کہنے سے بہتر ہے۔ **حضرت ابوامامہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن ہر قسم کی اچھی خصلت پر پیدا کیا جاتا ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۴۶۴۵) **نوٹ:** اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ مومن ہو کر جو خیانت کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے، وہ ایمان سے خالی ہے۔ **حضرت صفوان بن سلیم** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن کذاب نہیں ہوسکتا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۴۶) **نوٹ:** اب ذرا غور کریں ہماری سیاست پر۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا
ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ
الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ
مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾
وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾
وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾
وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ؕ﴿۷۴﴾
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ

ترجمہ◄ (آیات ۶۹ سے ۷۶) ہم نے اس نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ ہی شاعری اس کو زیب دیتی ہے۔ یہ تو کتابِ نصیحت ہے اور بار بار پڑھی جانے والی کھلی کتاب ہے (یعنی القرآن الحکیم) تاکہ اس کے ذریعے سے جو زندہ ہے، اس کو خبردار کر دیا جائے اور جو نہیں ماننے والے (یعنی کافرین) ان پر سزا کا فیصلہ سچا ثابت ہو جائے۔[۶۹-۷۰]

کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے جو کچھ اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، انہی میں سے مویشی ہیں جن کے یہ اب مالک ہیں۔[۷۱]

ہم نے انکو انکے قابو میں کر دیا۔ ان میں سے بعض پر یہ سوار ہوتے ہیں اور بعض کو یہ کھاتے ہیں اور ان میں ان کیلئے اَور بھی بہت سے فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں بھی (یعنی دودھ، دہی اور لسّی وغیرہ اور ان سے بنی ہوئی تمام چیزیں) تو پھر کیوں وہ ان نعمتوں کا شکر اَدا نہیں کرتے؟ (اُلٹا یہ کیا کہ) ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا اور دوسری چیزوں کو خدا بنا لیا مدد حاصل کرنے کے لیے (لیکن یہ کافر اندھے

مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾

ہیں کہ وہ تو سب مُردہ ہیں) وہ انکی کوئی مدد نہیں کر سکتے بلکہ (کافرین خود) ان (یعنی جھوٹے خداؤں کی) حفاظت کیلئے لشکر بن کر حاضر رہتے ہیں۔[۷۲-۷۵]

ان (یعنی کافرین) کی باتوں سے غمزدہ نہ ہونا۔ ہمیں معلوم ہے جو باتیں وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔[۷۶]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت کا یہ ذِکر کر رہا ہے کہ جو حیوانات تمہاری زندگی کیلئے ضروری ہیں، ان سب کو ہم نے ہی پیدا کیا، تمہارے جھوٹے خداؤں نے پیدا نہیں کیا۔ تم ان حیوانات کو اپنے بہت سے کاموں میں استعمال کرتے ہو۔ سواریوں کیلئے اور کھانے پینے کیلئے۔ اگر یہ حیوانات نہ ہوں تو انسان کی زندگی اجیرن بن جائے لیکن انسان اللہ تعالیٰ کی یہ نعمتیں ایسے استعمال کر رہا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں، کسی اَور نے انکو پیدا کیا ہوا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرنے میں انتہائی کنجوسی سے کام لیتے ہیں اور جھوٹے خداؤں کے شکر گزار ہوتے ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کو پوجتے ہیں خواہ وہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہوں۔ خواہ وہ زندہ بزرگ یا پیر ہوں۔ خواہ وہ اپنے ہاتھوں کے گھڑے ہوئے بت ہوں۔ خواہ سورج چاند ستارے وغیرہ ہوں۔ خواہ فرشتے ہوں۔ خواہ جنات ہوں، وہ انکو ذرا بھی نفع نقصان نہیں دے سکتے۔ انکو پوجا تو اسلئے جاتا ہے کہ ان سے شاید کوئی مدد مل سکے لیکن اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کائنات کی کوئی چیز مدد نہیں کر سکتی۔ یہ سوچ جہالت کی انتہاء ہے اور ہم نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگ بتوں کو پوجتے ہیں، ستاروں پر ایمان رَکھتے ہیں اور کائنات کی دوسری چیزوں کو بھی رَبّ بنایا ہوا ہے جیسے قرآن کریم خود کہتا ہے کہ ''بنی اسرائیل اور نصاریٰ نے اپنے نبیوں کو رَبّ بنالیا''۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر **رسول اکرم** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یہ سمجھا کہ آج رات فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے، اس نے شرک کیا۔[مشکوٰۃ]

یادرہے کہ قرآن حکیم شاعری کی کتاب نہیں بلکہ یہ کتابِ نصیحت ہے اور نصیحت کو جب تک بار بار اپنے ذہن میں نہ بٹھایا جائے، انسان نصیحت بھول جاتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا۔ قرآن ''قَرَأَ'' سے نکلا ہے جسکا معنی ہے ''پڑھنا''۔ قرآن کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کتاب جسکو بار بار پڑھا جائے۔

بار بار پڑھنے سے انسان کو نصیحت کی یاددہانی رہتی ہے۔ احکامات یاد رہتے ہیں۔ تنبیہات یاد رہتی ہیں تاکہ عمل کے وقت موزوں آیت مبارکہ یاد آ جائے لیکن بار بار پڑھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ایک دِن میں ہی سارا قرآن حکیم ختم کرنے کا معمول بنالیں گو اس کی بات ذرا بھی سمجھ نہ آئے۔ ہم ایسا ہی کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہر مہینہ میں تین دِن روزے رَکھ لیا کرو اور ایک ماہ میں قرآن حکیم ختم کر لیا کرو'' (یہ میری عبادات کو کم کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کیونکہ میں مسلسل روزے رَکھتا تھا اور قرآن حکیم زیادہ پڑھتا تھا) میں نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! میں اس سے زیادہ کرنے کی طاقت رَکھتا ہوں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) ''اچھا! صومِ داؤدی رَکھو۔ ایک دِن روزہ اور ایک دِن افطار۔

(۲) قرآن حکیم کو ایک ہفتے میں ختم کرو''۔ (یعنی اس سے کم وقت میں ختم نہ کرو کیونکہ غور وفکر نہیں کر سکو گے)

[مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۹۵۵]

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص یہ شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اَور رَبّ نہیں، وہ تنہا ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں اور جناب عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول اور اللہ تعالیٰ کی بندی کے فرزند اور اللہ تعالیٰ کی نشانی اور اللہ تعالیٰ کی روح ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کی جانب پھونکی گئی اور جنت اور دوزخ حق ہیں تو اللہ تعالیٰ داخل کرے گا اس کو جنت میں خواہ اس نے کیسے ہی عمل کیے ہوں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۴)

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ
خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ
قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ
يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ
خَلْقٍ عَلِيْمُ ۙ ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ
الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ
الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ
يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾
اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ

ترجمہ ◄ (آیات ۷۷ سے ۸۳) کیا انسان یہ نہیں سوچتا کہ ہم نے اس کو ایک قطرہ پانی (مادۂ منویہ) سے پیدا کیا اور پھر ہمارے ہی سامنے جھگڑنے لگا اور ہمیں مثالیں دینے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا اور یہاں تک کہنے لگا کہ کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب یہ گل سڑ چکی ہوں گی؟[۷۷-۷۸]

ان کو بتا دو کہ وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر چیز پیدا کرنے کا علم رکھتا ہے۔[۷۹]

وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے سرسبز درخت سے آگ پیدا کر دی جس سے تم اپنے چولہے جلاتے ہو۔[۸۰]

کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کہ ان جیسا پھر پیدا کر دے۔ کیوں نہیں اور وہ تو علم کی بنا پر پیدا کرتا ہے۔[۸۱]

فَيَكُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

(اس کا پیدا کرنا تو ایسا ہے کہ) جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو کہہ دیتا ہے کہ ''ہوجا'' اور وہ کام ہوجاتا ہے۔[۸۲]

پس پاک ہے وہ ذاتِ اقدس (ہر کمزوری سے) جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تمام نے لوٹ کر جانا ہے۔[۸۳]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی کمزور پیدائش کے متعلق مطلع فرمایا ہے کہ پیدا کرنے والے تو ہم ہیں اور تمہیں پیدا بھی کیا تو ایک قطرہ سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ہم نے ہی پرورش کی اور پھر سن بلوغت تک پہنچایا اور پھر آخری عمر تک پہنچایا پھر تمہیں موت آ گئی۔ یہ سب کچھ کرنے والے ہم ہی تو ہیں اور تم اتنے ناشکرے ہو کہ تم ہمارے سامنے ہی تکبر کرتے ہو اور اپنے خالق کو بھول کر دوسروں کے سامنے سجدہ کرتے ہو۔ دوسروں سے دُعائیں مانگتے ہو۔ دوسروں کی پوجا کرتے ہو۔

کیا تمہیں اس بات سے ذرہ شرم نہیں آتی کہ تم اپنے خالق کے سامنے گردن اکڑا کر کھڑے ہو گئے ہو۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ تم میں ایمان کا ذرّہ برابر بھی موجود نہیں ہے۔

تمہارے علاوہ ہم نے سارے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، ان کو بھی پیدا کیا اور سب چیزیں ہماری بندگی کرنے والی ہیں۔ تم نے اُلٹا ان کو اپنا ''رَبّ'' بنالیا۔ ہمیں چھوڑ کر ان کی بندگی کرنی شروع کر دی اور ہر چیز کی بادشاہت تو ہمارے ہاتھ میں ہے لیکن تم نے یہ بادشاہت بتوں کو دینی شروع کر دی۔ سورج چاند اور ستاروں کو دینی شروع کر دی اور ملائکہ کو دینی شروع کر دی اور جنات کو دینی شروع کر دی۔ کتنا شرمناک رویہ ہے جو تو نے اے انسان! اختیار کیا ہے۔

مت بھولو کہ تم سب ایک دِن میرے سامنے حاضر ہو گے اور پھر میں تمہیں بتادونگا کہ تم اپنی زندگی میں کیا کچھ غلط تصورات اور اعمال لیے پھرتے تھے جبکہ ہم نے ہدایت کرنے والے (نبی اور رسول) اور ہدایت کی کتابیں (آسمانی صحیفے) سب کے پاس بھیجے تھے۔

پھر اس وقت تم کہو گے کہ یا اللہ تعالیٰ! ہمیں معاف فرمادے۔ ہمیں واپس بھیج

دے، اب ہم نیک کام کریں گے لیکن یہ سراسر جھوٹ ہوگا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر ہم تم کو واپس بھیج بھی دیں تو پھر تم وہی کرو گے جو تم پہلے کرتے رہے تھے۔

ابھی وقت ہے کہ زمین پر تمہیں مہلت دے دی گئی ہے کہ اپنے اعمال کو درست کرو لیکن تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔

اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اور واپس تنہا اللہ تعالیٰ کی ہی طرف لوٹ آؤ تو اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○**'' (الزمر ۳۹، آیت ۵۳) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو سب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ یقیناً وہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم فرمانے والا ہے''۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنا دست مبارک بڑھائیں تاکہ میں اسلام لے آؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دست مبارک بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ''اے (حضرت) عمرو (رضی اللہ عنہ)! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کی کہ ''میں اسلام لانے سے پہلے کچھ شرط لگانا چاہتا ہوں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو چاہو، شرط لگا لو''۔ میں نے عرض کیا کہ ''کیا میرے سابقہ گناہ معاف ہو جائینگے''۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اے (حضرت) عمرو (رضی اللہ عنہ)! کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ اسلام ان گناہوں کو دُور کر دیتا ہے جو پہلے سرزد ہوئے اور ہجرت بھی سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ''[۱] روزہ ڈھال ہے (شیطان کے حملوں سے) [۲] صدقہ گناہوں کو ایسے بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو۔ [۳] آدھی رات کے وقت نماز پڑھنا۔ یہ ہیں نیکیوں کے دروازے''۔ پھر فرمایا کہ ''کسی نیکی کا سر اسلام ہے۔ اس کا ستون نماز ہے۔ اس کا کوہان جہاد ہے''۔ پھر فرمایا کہ ''اعمال کا دارومدار زبان پر ہے۔ اس کو بند رکھو تو آگ میں منہ کے بَل گرنے سے بچ جاؤ گے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۶)

اَلصّٰٓفّٰتِ ۳۷

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۱۸۲ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۵) [اس سورۃ کی پہلی چند آیات، آیاتِ متشابہات ہیں۔ انکا اصل معنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن ہم جو کچھ لکھنے والے ہیں، اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم سے لکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان بہت بلند ہے۔ اے اللہ تعالیٰ! ''سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ''۔ ''غلطی سے پاک ذات تو یا اللہ تعالیٰ! تیری ہی ہے۔ ہم صرف اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں علم دیا۔ تو ہی سب سے بڑھ کر علم والا ہے اور سب سے بڑھ کر حکمت والا ہے]

قسم ہے انکی جو (نماز کیلئے یا جہاد کیلئے) ایسی (مضبوط اور سیدھی) صف باندھتے ہیں جیسا کہ صف باندھنے کا حق ہوتا ہے (اللہ تعالیٰ کی خاطر) پھر وہ ایک دوسرے کو صف بندی کیلئے ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں (تاکہ کہیں صف ٹیڑھی نہ ہو یا خلا نہ رہ جائے) پھر نماز شروع کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذِکر کیلئے۔ (یہ اقدام اس بات کا ثبوت ہے کہ) قابل پرستش ہستی صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ رَبّ ہے

ذِكْرًا ۝۳ اِنَّ اِلٰـهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۴ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵

تمام آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور وہ رَبّ ہے تمام مشرقوں کا۔[۱-۵]

تشریح: ڈسپلن (Discipline) ایک ایسی اکائی ہے جس پر ساری کائنات کی بقا ہے۔ قیامت کے روز اسی ڈسپلن کو توڑ دیا جائے گا تو کائنات کی ہر چیز اپنی حدود سے باہر نکل کر قیامت برپا کر دے گی۔

دُنیا میں ڈسپلن کا محور ایک تو روزانہ وضو اور نماز ہے اور اس کے بعد خاص وقت پر زکوٰۃ، روزہ اور حج ہیں۔ وضو اور نماز روزانہ کا معمول ہیں۔ مشرکین کو اس طرف توجہ دلائی جارہی ہے کہ ان مومنین کو دیکھو جو انتہائی سیدھی قطار میں کھڑے ہو کر ایک ڈسپلن کے تحت کسی ایک ہستی کے سامنے سب ایک ہی دفعہ جھک رہے ہیں اور وہ ہستی اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر وہ کہیں بتوں کی عبادت کرتے تو ان کا طریقہ غیر منظّم ہوتا۔ سیدھی قطار بنانا ڈسپلن کا پہلا اصول ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بہت زور دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جب تم نماز پڑھنے لگو تو سب سے پہلے اپنی صفیں درست کرو''۔ (مسلم، کتاب الصلوٰۃ) ایک دِن **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم متفرق حلقوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم متفرق طور پر کیوں بیٹھے ہو؟ تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے جس طرح ملائکہ اپنے رَبّ کے سامنے صف بناتے ہیں۔ وہ صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مل مل کر کھڑے ہوتے ہیں''۔ (مسلم، کتاب الصلوٰۃ)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''صفوں کو سیدھا رَکھا کرو۔ صفوں کا سیدھا رَکھنا نماز کے مکمل ہونے کی شرط ہے''۔ (مسلم، کتاب الصلوٰۃ) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''صفوں کی درستی نماز کے احسن ہونے کی دلیل ہے''۔ (مسلم، کتاب الصلوٰۃ) **حضرت نعمان بن بشیر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اپنی صفوں کو سیدھا رَکھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان پھوٹ ڈال دے گا''۔ (مسلم، کتاب الصلوٰۃ) حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نماز کے وقت ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے کہ ''برابر کھڑے ہو جاؤ۔ آگے پیچھے کھڑے مت ہوا کرو ورنہ تمہارے دِلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا''۔ (مسلم، کتاب الصلوٰۃ) **حضرت نعمان بن بشیر** رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہماری صفیں اس طرح درست کرتے تھے جس طرح تیروں کو درست کیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے بندو! اپنی صفیں سیدھی رَکھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان پھوٹ ڈال دے گا''۔ (مسلم، کتاب الصلوٰۃ)

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اپنی صفوں کو سیدھا رَکھا کرو اور قریب قریب مل کر کھڑے ہوا کرو''۔ ([بخاری] مشکوٰۃ شریف)

آج کل کی حالت کو علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا ہے کہ

؎ محبت کا جنوں باقی نہیں ہے ..... مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دِل پریشاں، سجدہ بے ذوق ..... کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے
[بالِ جبریل، رباعیات]

آج کل کے زمانے میں ٹریفک کا ڈسپلن پوری قوم کے ڈسپلن کا مظہر ہے۔ وہ قومیں جو اس وقت ترقی یافتہ نظر آتی ہیں، ان کی ترقی ڈسپلن کی ہی مرہونِ منت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں ڈسپلن اس اعلیٰ معیار کا تھا کہ ایک ایک جانور کی قسم، جنات کی قسم اور انسانوں کی قسمیں اس طرح مربوط تھے جس کی مثال نہ کبھی پہلے ملتی ہے اور نہ کبھی بعد میں ملے گی۔ اسی بنا پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت جیسی سپر پاور نہ تو کبھی پہلے ہوئی ہے اور نہ کبھی بعد میں۔

ہمارا ڈسپلن انتہائی نچلے دَرجے کا ہے۔ کسی جگہ بھی آپ کو سیدھی لائن نظر نہیں آئے گی۔ نہ بینکوں میں، نہ ریلوے سٹیشن پر، نہ بسوں میں اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نہ ہی نماز کے وقت۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨ الْكَوَاكِبِ ۝۶ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۰ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝۱۱ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝۱۲ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝۱۳ وَاِذَا

ترجمہ◄ (آیات ۶ سے ۳۹) (اے مشرکو اور کافرو! ذرا غور کرو کہ) ہم نے نزدیک والا آسمان ستاروں سے خوبصورت بنا دیا ہے۔ (اور تا کہ تم رات کے وقت اپنا راستہ تلاش کرو) اور اس آسمان کو ہم نے سرکش شیطانوں سے محفوظ بھی کر دیا ہے۔ (کہ وہ وحی میں کوئی خلل ڈالنے کی کوشش نہ کریں) یہ شیاطین فرشتوں کی باتیں نہیں سن سکتے اور جب سننے کی کوشش کرتے ہیں تو مار کر بھگائے جاتے ہیں اور پھر آخرت میں انکے لیے دائمی عذاب ہے۔[۶-۹]

اگر ان میں سے کچھ کوئی لے اُڑنے کی کوشش کرے تو ایک تیز آگ کا شعلہ ان کا پیچھا کرتا ہے۔[۱۰]

(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) اب ان (کافروں) سے پوچھو کہ (اللہ تعالیٰ کیلئے) تم کو پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا ان دوسری چیزوں کو (جو کہ اوپر بیان کر گئی ہیں) ہم ہی نے تو ان (یعنی کافروں اور سب انسانوں) کو لیس دار مٹی سے پیدا کیا[۱۱]

(اے نبی!) تم تو اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر تعریف کے گُن گاتے ہو اور یہ (یعنی

رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا
سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا
لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ
وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ
فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ
الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ
تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ

کافرین) مذاق اُڑاتے ہیں۔ (یہ عقل کے اندھے ہیں) جب انہیں سمجھایا جاتا ہے تو وہ سمجھتے نہیں اور جب کوئی ہماری نشانی (یعنی معجزہ) دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو سراسر جادو ہے۔[۱۲-۱۵]

(کافرین کہتے ہیں مذاق کے لہجے میں کہ) کیا یہ ممکن ہے کہ جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے اور صرف ہماری ہڈیاں رہ گئیں تو ہمیں دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا جائیگا اور ہمارے پہلے وقتوں کے باپ دادوں کو بھی (زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا)[۱۶-۱۷]

ان (کافروں) کو بتاؤ کہ بالکل ایسا ہی ہوگا اور تم ذلیل ہو گے۔[۱۸] (اس روز جب تمہیں زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا یعنی قیامت کے دِن)

قیامت کے دِن تو بس ایک ڈانٹ ہوگی اور وہ فوراً (زندہ ہو کر) اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لیں گے اور وہ کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی! یہ ہے حساب کتاب کا دِن۔[۱۹-۲۰]

یہ دِن (یعنی قیامت کا دِن) اس بات کا فیصلہ کر دے گا جس کو تم نہیں مان رہے تھے۔[۲۱]

وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ
اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ
مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ
الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ
الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا
كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا

(فرشتوں کو حکم دیا جائیگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ) اکٹھے کر لاؤ سب ظالموں کو اور انکے ساتھیوں کو اور ان جھوٹے خداؤں کو جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجا کرتے تھے پھر انکو جہنم کا راستہ دکھاؤ۔[۲۲-۲۳]

(پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) ذرا انہیں روکے رکھو، ان سے کچھ سوالات کرنے ہیں۔[۲۴]

کیا ہو گیا ہے کہ اب تم (سب) ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے بلکہ وہ (سب) تو آج خود فرمانبردار بنے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے آمنے سامنے ہو کر سوال و جواب کرینگے کہ وہ اپنے جھوٹے خداؤں سے کہیں گے کہ تم تو (کہا کرتے تھے کہ ہم تمہارے پاس) دائیں طرف سے آتے ہیں۔ (یعنی ہم تمہیں سیدھا راستہ دکھا رہے ہیں)[۲۵-۲۸]

جھوٹے خدا جواب دینگے کہ نہیں! تم خود ہی (اللہ تعالیٰ واحد پر) ایمان نہیں لاتے تھے۔ ہمارا تم پر کوئی زور نہیں تھا۔ تم خود ہی باغیانہ روش والی قوم تھے۔[۲۹-۳۰]

پس آج ہم (یعنی کافرین) اپنے رَبّ کے قول کے مستحق ہو گئے کہ ہم

طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ
﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى
الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ
بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا
اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾
وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾

ضرور عذاب چکھ کر رہیں گے۔[۳۱]

(کافرین مرشد کہیں گے کہ) ہم نے تم کو بھی بے راہ کیا اور ہم خود بے راہ تھے۔ پھر یہ سب اکٹھے اس روز عذاب میں ڈال دیئے جائینگے۔[۳۲-۳۳]

یہ ہے بدلہ جو ہم مجرم پیشہ (یعنی کافرین) لوگوں کو دیا کرتے ہیں۔[۳۴]

جب ان (یعنی مشرکین) سے کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا دوسرا رَبّ نہیں ہے تو وہ تکبر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا اس ''شاعرِ مجنون'' کی خاطر ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں حالانکہ وہ (یعنی نبی) حق (یعنی سچ) لے کر آیا تھا اور اس نے پہلے رسولوں کی تصدیق کی تھی۔[۳۵-۳۷]

اب اے مشرکین! تم ضرور دَردناک عذاب کا مزہ چکھو گے اور تمہیں انہی اعمال کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کرتے رہے تھے۔ (ہم تم پر ظلم نہیں کر رہے)[۳۸-۳۹]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی کیفیت بیان فرما رہا ہے جو دوبارہ جی اُٹھنے کو نہیں مانتے، آخرت کو نہیں مانتے، آخرت کے حساب کتاب پر یقین نہیں رَکھتے اور

ایسے لوگوں کی تعداد آج کل کی دُنیا میں بھی کثیر ہے۔

اوران لوگوں کا انجام جہنم ہوگا جو اللہ تعالیٰ کیساتھ دوسری چیزوں کو شریک ٹھہراتے ہیں مثلاً بتوں کو، اجرامِ فلکی کو، نبیوں کو، ملائکہ کو، بزرگان کو اور دُنیا میں کئی دوسری چیزوں کو۔

اللہ تعالیٰ کائنات کی بعض چیزوں کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ کائنات کا رَبّ تعالیٰ بس ایک ہی ہے اور وہ میں ہی ہوں۔ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو، وہ میری بندگی کرنے والی ہیں لیکن تم ہو کہ میری پرواہ نہ کرتے ہوئے تم رزق ان سے مانگتے ہو، بارشیں ان سے طلب کرتے ہو، اولاد ان سے طلب کرتے ہو، اپنی اپنی مصیبتوں کیلئے انکو پکارتے ہو، اپنی صحت یابی کیلئے ان پر بھروسہ رَکھتے ہو۔ یہ سب باطل ہیں۔ یہ صحیح رَبّ نہیں ہیں۔ یہ خود اصلی رَبّ کے محتاج ہیں۔

اس وقت تم ان باتوں پر ہنستے ہو لیکن جب آخرت کا دِن آئیگا تو سب کچھ تمہاری آنکھوں کے سامنے کھل جائیگا۔ پھر تمہارا حساب کتاب جب لیا جائیگا تو تم افسوس کرو گے اور تم جھوٹے خداؤں کو بُرا کہو گے اور جھوٹے خدا تم کو بُرا کہیں گے اور تم اور تمہارے جھوٹے خدا سب جہنم میں پھینک دیئے جائینگے۔

اے لوگو! ذرا غور کرو۔ **اپنے نفس کو اپنا رَبّ مت بناؤ**۔ دولت کو رَبّ مت بناؤ۔ کرپشن، رشوت اور سفارش وغیرہ کو ارباب مت بناؤ۔ دوسری قوموں سے سود پر اُدھا لے کر نہ ہی ان قوموں کو اپنا رَبّ سمجھو اور نہ ہی سود کو اپنا رَبّ بناؤ۔ یہ تمام متاع الحیات ہیں۔ اگر زندگی کے ساز و سامان کو حق پر حاصل کرو گے اور حق پر خرچ کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر باطل سے حاصل کرو گے اور باطل پر ہی خرچ کرو گے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم کے سوا اَور کوئی نہیں ہوگا۔

کائنات میں صرف دو ہی چیزیں ہیں کہ انسان کے اعمال کے بدلے میں انکو دی جائیں گی۔ ایک جنت اور دوسری جہنم اور کوئی تیسری جگہ نہیں ہے کہ تم بھاگ کر وہاں چلے جاؤ

اب فیصلہ تمہارا ہے کہ تمہیں اپنی زندگی باطل پر بسر کرنی ہے جسکا نتیجہ جہنم ہے یا حق پر بسر کرنی ہے جسکا نتیجہ جنت ہے۔

قرآن حکیم اور کتبِ احادیث شریف سے بڑھ کر آج کل کوئی تیسرا ذریعہ حق کو باطل سے چھانٹنے کا نہیں ہے۔ انکے علاوہ جو کچھ بھی ہے، وہ بیہودہ ہے۔ وہ لہوالحدیث ہے۔

ابھی وقت ہے۔ جب وقت گزر جائیگا تو فرعون جیسے دُنیا کے طاقتور ترین حکمران بھی مرنے کے وقت ناکام ہو گئے۔ جب فرعون نے کہا جبکہ وہ ڈوب رہا تھا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے رَبّ تعالیٰ پر ایمان لایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب وقت گزر چکا ہے۔

اے قومِ مسلمین و مسلمات، مومنین و مومنات! آج وقت ہے کہ اپنے اعمال کو درست کرلو۔ ہم بڑے بڑے گناہوں کو معمولی سمجھتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے گناہوں کو ہم ویسے ہی کسی جاہل سے فتویٰ لے کر ان کو جائز قرار دے دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی وفات کے بعد ایک صحابی نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں معمولی معمولی چیزوں (یعنی گناہوں) کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ لیکن اس زمانے میں اب ہم بڑے بڑے گناہوں کو معمولی سمجھنے لگے ہیں۔

حضرت عباس بن عبدالمطّلب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا (یعنی وہ پورا کامل ایمان والا بن گیا) [۱] اللہ تعالیٰ کو اپنا واحد رَبّ مان لیا اور اسکی اطاعت پر راضی رہا [۲] جو اسلام کو اپنا دِین مان کر راضی ہوا [۳] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنا رسول مان کر خوش ہوا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اس کا ایمان کامل نہیں ہے جس نے مجھے اپنے والدین، اولاد اور تمام دوسرے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ بنالیا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**اس اُمت** میں کوئی یہودی اور نصرانی اگر میرے دِین و شریعت پر ایمان نہ لایا تو وہ جہنمی ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۸) **نوٹ:** ساری دُنیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اُمت ہے لہٰذا ہر اس شخص کو جو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لایا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شریعت پر نہیں چلا، قیامت کے دِن ان سے پوچھا جائے گا۔

○.....○.....○

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ
مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ
النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ
بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا
فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ
قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾
فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ
قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ

ترجمہ ◄ (آیات ۴۰ سے ۷۴) [پچھلے پیراگراف میں مشرکین کے بارے میں بات تھی]

اب آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے حالات سنیے۔ انکے لیے رزق مقرر کیا ہوا ہے ہر طرح کے میوؤں کا۔ اور نعمت بھری جنتوں میں وہ عزت کیساتھ رہیں گے۔ شاہانہ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔ شراب کے چشموں سے ساغر بھر بھر کر انکے پاس لائے جائینگے۔ وہ شراب سفید ہوگی اور پینے والوں کیلئے سراسر لذیذ ہوگی۔ نہ ہی اسکے پینے سے کوئی نقصان ہوگا اور نہ ہی سر دَرد اور انکے پاس **نیچی نگاہ** رَکھنے والیاں ہونگی گویا کہ انڈے ہیں جو حفاظت سے رَکھے گئے ہیں۔ [۴۰-۴۹]

وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے باتیں کرینگے۔ ان میں سے ایک کہے گا کہ دُنیا میں میرا ایک ساتھی تھا۔ وہ مجھ سے پوچھا کرتا تھا کہ کیا تم بھی اس بات کو سچ مانتے ہو کہ جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے اور ہڈیاں رہ گئیں تو ہمیں جزا و سزا دینے

لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا
ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾
فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ
اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ
مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا
مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا
لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ
الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ
﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ

کیلئے دوبارہ زندہ کیا جائیگا۔[۵۰-۵۳]

جنتی اپنے دوسرے ساتھیوں سے کہے گا کہ کیا تم اسکے متعلق جاننا چاہتے ہو۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو مطلع کریگا جبکہ وہ اسکو جہنم کی گہرائی میں دیکھ رہا ہوگا اور وہ جہنمی سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! تُو تو مجھے قریب تھا کہ تباہ کر دے۔ اگر میرے رَبِّ کریم کی رحمت مجھ پر نہ ہوتی تو میں بھی ان لوگوں میں سے ہوتا جو مجرم بن کر اب (جہنم میں) موجود ہیں۔[۵۴-۵۷]

اب ہم دوبارہ مرنے والے نہیں ہیں۔ موت جو ہمیں آنی تھی، آ چکی۔ اب ہمیں کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ یہ ہے کامیابی جو بہت بڑی کامیابی ہے۔[۵۸-۶۰]

ایسی ہی کامیابی کیلئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔[۶۱]

اب بتاؤ کہ یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کے درخت کی ضیافت۔ ہم نے اس درخت کو ظالموں کیلئے (جہنم میں) سخت سزا کا ذریعہ بنایا ہے۔[۶۲-۶۳]

تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ
رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا
فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا
لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاْ اِلَى
الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ
عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾

یہ درخت جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے۔ اس کے شگوفے ایسے جیسے شیطان کے سر۔ جہنم کے لوگ اسے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر اس پر انہیں پینے کے لیے پیپ ملا گرم پانی پلایا جائے گا اور اس کے بعد ان کی واپسی اسی آتشِ دوزخ کی طرف ہوگی۔ [۶۴-۶۸]

یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے اپنے آباؤ واجداد کو گمراہ پایا اور انہی کے نقشِ قدم پر چلتے رہے۔ [۶۹-۷۰]

(اے نبی! جان لے کہ) اس سے پہلے بھی اکثر لوگ گمراہ ہوئے حالانکہ ان میں ہم نے خبردار کرنے والے رسول بھیجے تھے تو اب دیکھ لو کہ ان خبردار کیے جانے والوں کا کیا انجام ہوا تھا۔ (وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہلاک کر دیئے گئے) اس انجام سے وہی لوگ بچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوتے ہیں۔ [۷۱-۷۴]

(مثلاً قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود وغیرہ تباہ کر دیئے گئے)

تشریح: جولوگ مخلص ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اس کے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ، اسکے بندوں کے ساتھ، اللہ تعالیٰ ان کو نیک عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے اور ان کے نیک اعمال کا بدلہ جنت ہے جس کی نعمتوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کیلئے وہ وہ نعمتیں پیدا فرمائی ہیں جو نہ کسی انسان نے دیکھی ہیں، نہ سنی ہیں، نہ ان کا خیال دِل میں گزرا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس کے برعکس جو لوگ اللہ تعالیٰ کیساتھ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیساتھ اور انسانوں کیساتھ مخلص نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ انکو نیکی کی توفیق نہیں دیتا۔ وہ پھر شیطان کے ساتھی بن جاتے ہیں۔ یہ ایک آفاقی سچائی (Universal Truth) ہے کہ **جیسے تم ہو گے، ویسا ہی تمہارا ساتھی ہوگا**۔ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور بندوں کیساتھ جب تم نے کافرانہ اور منافقانہ رویہ رَکھا تو تم اللہ تعالیٰ کی نظر میں جہنم کے مستحق ٹھہرے جیسے شیطان بھی مردود ہو گیا اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مان کر۔

جب شیطان تمہارا ساتھی بن جائیگا تو پھر ہر کرپشن کو جائز سمجھو گے۔ ہر غلط کام کو ٹھیک کام سمجھو گے ہر بے حیائی کو تم پسند کرو گے ہر جھوٹ کو تم سچ سمجھو گے اور ہر چوری اور ڈاکہ زنی کو تم اپنا حق سمجھو گے وغیرہ وغیرہ اور پھر اسکا انجام سوائے جہنم کے اَور کوئی نہیں ہوگا

شیطان سے بچنے کا ایک ہی نسخہ ہے، وہ ہے اللہ تعالیٰ کیساتھ اسکے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور بندوں کیساتھ خلوص رَکھنا۔ خلوص یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے نیک عمل کرنے کا فرمایا ہے، اسکو اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر کیا جائے اور جس بُرے عمل سے بچنے کا کہا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر بچا جائے۔

بندوں کیساتھ خلوص یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم اپنے بھائی کیلئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو''۔ (مشکوٰۃ شریف)

اگر آپکا خلوص اللہ تعالیٰ کیساتھ ہے تو لازمی بات ہے کہ آپ نماز کا اہتمام کرینگے کیونکہ نماز تمام بُرائیوں سے آپکو بچانے کی صفت رَکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''**اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ**'' (العنکبوت ۲۹، آیت ۴۵) ترجمہ ''یقیناً نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے''

نماز کی پابندی کرلو، شیطان سے چھٹکارا حاصل ہوجائیگا اور آخرت کی زندگی سنور جائیگی۔

جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے، وہ نماز بھی نہیں پڑھتے اور ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو آخرت پر یقین رکھنے کے باوجود نماز نہیں پڑھتی۔ نماز حیا کی جڑ ہے۔ ''جس میں حیا نہیں، اس میں ایمان نہیں'' (یعنی خلوص نہیں) [مشکوٰۃ] پھر **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے یہ بھی فرمایا کہ ''جس میں حیا نہیں وہ جو مرضی بُرائی کرسکتا ہے''۔ [مشکوٰۃ] ہر کام کرتے وقت انسان کو یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ میرا ایک دِن لازمی حساب ہو گا اور اس حساب کی بنا پر یا تو مجھے اَبدی آگ کا ٹھکانہ ملے گا یا اَبدی باغات کا ٹھکانہ۔

آخرت کے دلائل ہمارے ماحول میں بیشمار موجود ہیں اور نشانیاں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ چلی جاتی ہیں پھر آجاتی ہیں پھر چلی جاتی ہیں پھر آجاتی ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے لیکن ان نشانیوں سے سبق حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق پر منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ توفیق ان کو ہی دیتا ہے جو خود پہلے کوشش کرتے ہیں۔ **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میری طرف ایک قدم آتا ہے، میں اس کی طرف دَس قدم جاتا ہوں''۔ [مشکوٰۃ]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ میری ذات کے ساتھ اسکا خلوص اور محبت اس کے اپنے والدین سے، اپنی اولاد سے اور تمام عالم انسانیت سے زیادہ نہ ہوجائے''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تین باتیں جس میں پائی جائیں، وہ ایمان کی حلاوت (یعنی اخلاص) پالیتا ہے۔ [۱] اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دُنیا کی ہر چیز سے محبوب ہوں۔ [۲] دوسرے انسانوں سے صرف اللہ تعالیٰ کیلئے محبت رکھتا ہو۔ [۳] کفر میں واپس جانے کو ایسا سمجھتا ہو جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۶) اقبال رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

ے زمیں کو فراغت نہیں زلزلوں سے نمایاں ہے فطرت کے باریک اشارے
ے نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
ے کمال صدق و مروت ہے زندگی ان کی معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ نَجَّيْنٰهُ
وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ
هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾
سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ
﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ
لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ
لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ

ترجمہ◄ (آیات ۷۵ سے ۱۱۳) (حضرت) نوح (علیہ السلام) نے ہم کو پکارا (یعنی دُعا کی)۔ ہم کتنے اچھے پکار (یعنی دُعا) کا جواب دینے والے ہیں۔[۷۵] (سچ فرمایا رَبّ العالمین نے)

پھر ہم نے اسکو اور اسکے گھر والوں کو ایک بہت بڑی مصیبت سے بچا لیا اور اسی کی نسل کو باقی رَکھا اور اسکا ذِکر آنے والوں میں زندہ چھوڑ دیا۔ سلام ہے (حضرت) نوح (علیہ السلام) پر تمام عالموں میں۔[۷۶-۷۹] (یعنی دُنیا میں اور آخرت میں)

ہم اسی طرح اچھے کام کرنے والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اور دوسروں (یعنی کافروں) کو ہم نے غرق کر دیا۔[۸۰-۸۲]

(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) بھی اسی گروہِ (حضرات) انبیاء (کرام علیہم السلام) سے تھے جبکہ وہ اپنے رَبّ کریم کے پاس پُر خلوص دِل لے کر آئے۔ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا، ''یہ (جھوٹے خدا) کیا ہیں جن کو تم

اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾
فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾
فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ
اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ
ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ
اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي
الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

پوجتے ہو؟ کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جھوٹے معبود بنا لیے ہیں؟ رَبّ العالمین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟'' [۸۳-۸۷] (کیا وہ ایک ہی صحیح رَبّ نہیں ہے)

اس نے ستاروں پر نگاہ ڈالی اور کہا کہ میری طبیعت خراب ہے۔ (یعنی اپنی قوم کے شرک کی حالت دیکھ کر غمزدہ ہو گئے) یہاں پہ وہ لوگ اسے چھوڑ کر چلے گئے (اپنے قومی جشن کیلئے) [۸۸-۹۰]

پھر وہ انکے معبودوں (یعنی بتوں) کے پاس گئے اور ان سے پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے کہ آپ کھاتے نہیں ہو؟ کیا ہو گیا ہے کہ آپ بولتے نہیں ہو؟ پھر اپنے دائیں ہاتھ سے انکو توڑنے لگے۔ واپس آ کر وہ لوگ بھاگے بھاگے اسکے پاس آئے۔ اس نے کہا کہ کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو تم خود تراشتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہی تم کو پیدا فرمایا اور ان چیزوں کو بھی جن سے تم یہ بت بناتے ہو۔ [۹۱-۹۶]

(ٹوٹے ہوئے بت دیکھ کر) لوگوں نے کہا کہ اسکے لیے ایک عمارت بناؤ اور اس (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام) کو دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دو۔ [۹۷] (تاکہ

الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ
سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾
فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ
يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ
فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ز
سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّا
اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

اسکو سخت عذاب پہنچے لیکن آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹھنڈی ہوگئی) انہوں نے یہ چال اسکے خلاف چلی مگر ہم نے انہی کو ناکام کر دیا۔[۹۸]

اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کہنے لگے کہ میں اپنے رَبِّ کریم کی طرف جاتا ہوں وہی مجھے سیدھا راستہ دکھائیگا۔[۹۹] (پھر انہوں نے اس ملک سے ہجرت کر لی)

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوئی اولاد نہیں تھی تو آپ علیہ السلام نے دُعا فرمائی کہ) اے پروردگار! مجھے ایک بیٹا عطا فرما جو صالح ہو۔[۱۰۰]

جواباً ہم نے اسکو ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی۔ پھر جب وہ لڑکا اسکے ساتھ محنت کرنے کے قابل ہوا تو ایک روز (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے اس سے کہا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اب بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ ابا جان! کر گزرو جو حکم تم کو ملا ہے، ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔[۱۰۱-۱۰۲] (یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق خواب تھا)

آخر جب دونوں عملاً تیار ہو گئے تو (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا (گویا کہ سجدے کی حالت میں یہ بات ثابت ہو جائے کہ باپ اور بیٹا دونوں اللہ تعالیٰ کی تسلیم و رضا کیلئے تیار ہیں) ہم نے اس وقت آواز دی

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾
وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى
الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ
نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ
﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا
عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ
وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾

کہ اے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام)! تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والے کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً (انسان کیلئے) یہ ایک بہت بڑا امتحان تھا۔ (کہ وہ اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرے) اور ہم نے ایک بڑی قربانی (جو جنت سے بھیجی) کے بدلے اس بچے کو (قربان ہونے سے) بچالیا اور اس (واقعہ کا) ذِکر (خیر) بعد کی نسلوں میں چھوڑا (تا کہ ان کیلئے باعث نصیحت ہو)۔ سلام ہے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) پر۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں۔[۱۰۳-۱۱۱]

پھر ہم نے اسکو (حضرت) اسحٰق (علیہ السلام) کی بشارت دی جو کہ ایک نبی ہوگا اور صالحین میں سے ہوگا اور ہم نے اس پر اور (حضرت) اسحٰق (علیہ السلام) پر اپنی برکتیں نازل کیں۔

اب ان دونوں (یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام) کی نسل میں سے کوئی تو اچھے ہیں اور کوئی واضح طور پر اپنے آپ پر ظلم کرنے

والے ہیں۔[۱۱۲-۱۱۳] (یعنی بُرائیاں کرنے والے)

تشریح: ان آیات مبارکہ میں مندرجہ ذیل حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا ذِکر فرمایا گیا ہے:

(۱) حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام نبی تھے جو ساڑھے نوسو [۹۵۰] سال تبلیغ کرتے رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ یا اللہ تعالیٰ! اپنی قوم کو میں نے ہر طرح سے سمجھایا لیکن وہ سننے کیلئے تیار نہیں ہوئی تو انہیں غرق کر دیجیے اور ہمارے خاندان کو معاف فرما دیجیے۔ (دیکھیں مکمل دُعا سورۃ نوح ۷۱، آیات ۵ تا ۲۸)

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور انکے خاندان کو بچا لیا اور باقی تمام قوم کو اور حضرت نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے کو سیلاب سے غرق کر دیا۔ ان کا بیٹا حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان نہیں لایا تھا۔ وہ کافروں کے ساتھ تھا۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور اپنی قوم کو بتوں کے بارے میں نصیحت فرمائی لیکن نہ ان کے والد نے نصیحت پر کان دھرا اور نہ ہی ان کی قوم نے۔

قوم نے اُلٹا انہیں جلتی آگ میں پھینک دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ سے بچا لیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اپنے والد اور قوم کو چھوڑ کر فلسطین کی طرف ہجرت اختیار کر لی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اولاد کیلئے دُعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا حضرت اسماعیل علیہ السلام اور جب وہ جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حکم دیا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو میرے راستے میں قربان کر دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب قربان کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے بیٹے کو ذبح ہونے سے بچا لیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے بیٹے کی قربانی قبول بھی کر لی اور جنت سے ایک مینڈھا بھیجا جس کو ذبح کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک اَور بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بھی بشارت دی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام دونوں کو اللہ تعالیٰ نے

نبوت عطا فرمائی۔

ذرا غور کریں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قوم کی خاطر کتنی مصیبتیں اُٹھاتے ہیں۔صرف اسلئے کہ انکی قوم آخرت میں ہمیشہ رہنے والی نارِ جہنم سے بچ جائے لیکن ان حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قومیں آخر دَم تک اپنا ہی نقصان کرنے پر تلی ہوتی تھیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو تو بچالیا اور قوموں کو تباہ کر دیا اور آخرت میں وہ جہنم میں ہونگے حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی جہنم میں ہونگے لیکن حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا پڑتا ہے کیونکہ انکے لیے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی ہستی ایسی نہیں ہوتی جو محبوب ہو

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کیساتھ اسکا کافر بیٹا بھی غرق ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کی دُشمنی کو بالائے طاق رَکھ کر اپنی قوم سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کر لی۔

ہم عیدالاضحیٰ پر جو قربانی دیتے ہیں، یہ اسی قربانی کی یاددہانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لینے کے لیے ان کو حکم دیا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس امتحان میں پوری طرح کامیاب ہوئے۔قیامت تک اس واقعہ کی یاد کیلئے اللہ تعالیٰ نے آنے والی قوموں کے لیے قربانی کا طریقہ رائج رَکھا اور فرمایا کہ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں پُرخلوص ہو کر اَدا کرو تو تمہیں اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی قربانی پر ثواب لکھا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرما دیا ہے کہ اے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) ہم نے تیرے بیٹے کی قربانی قبول کر لی ہے۔

ذرا غور کریں اے ہماری قوم! کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام جو اپنی قوم کے سردار ہوتے ہیں، کیسی کیسی تکلیفیں جھیلتیں ہیں اور کیسی کیسی قربانیاں دیتے ہیں تا کہ انکی قوم سیدھے راستے پر چل کر اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ رہنے والی جنت میں داخل ہو جائیں۔

اے ہمارے سردارو (حکمرانو)! کیا تم نے بھی کبھی سوچا کہ ہم اپنی قوم کیلئے خواہ قوم پسند کرے یا نہ کرے، بھلائی کے کام کریں اور کرتے رہیں حتیٰ کہ قوم ہمیں یا تو قبول کر لے یا ہمیں ہمارے مقام سے ہٹا دے لیکن تم ہو کہ سر سے پاؤں تک، دِن سے رات

تک، رات سے دِن تک اپنا ہی اپنا سوچتے ہوخواہ تمہاری قوم کے کروڑوں انسان بھوک سے مر رہے ہوں۔ لاکھوں بچے روزانہ پیدائش کے وقت مر رہے ہوں اور ہزاروں عورتیں زچگی کے دوران مر رہی ہوں۔

اپنے دِل سے پوچھو کہ کیا تم نے اپنی قوم کی کبھی فکر کی جیسا کہ ان حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے کی تھی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہوتے ہی اس لئے ہیں کہ آئندہ آنے والے سردار اور قوم ان کے نقشِ قدم پر چلیں۔ کیا ہم اور ہمارے حکمران حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے نقشِ قدم پر ایک انچ بھی چل رہے ہیں۔ خود اپنے دِل میں سوچیے اور اپنا حساب کتاب کر لیجئے پیشتر اسکے کہ وہ وقت آ جائے کہ ہم خود حساب نہ کر سکیں پھر اللہ تعالیٰ حساب کر کے ہمارے سامنے رَکھ دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اعمال نامہ تمہارے سامنے کھول کر رَکھ دیں گے اور فرمائیں گے کہ اپنا حساب خود کرلو۔ قرآن حکیم میں ہے کہ ''**اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ○**''۔ (بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۱۴)

اس وقت سے پیشتر اگر ہم اپنا حساب یہاں خود کرتے رہیں اور اپنی نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کرتے رہیں تو آخرت کا حساب بھی ہمارے لیے آسان ہو جائے گا۔ اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''ہم تم سے آسان حساب لیں گے''۔ قرآن کریم میں ہے کہ ''**فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ○ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ○ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ○**''۔ (الانشقاق ۸۴، آیات ۷-۹) ترجمہ ''جسکا نامہِ اعمال اسکے دائیں ہاتھ میں دیا گیا، اس سے حساب آسان لیا جائیگا۔ وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوشی خوشی لوٹے گا''۔

؎ تیرے دِین واَدب سے آ رہی ہے بوئے رہبانی یہی ہے مرنے والی اُمتوں کا عالم پیری

؎ تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوہ تقدیر یزداں تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے

[اقبال، ارمغانِ حجاز]

○.....○.....○

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا
وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ
فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ
الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى
مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾
وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ
اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۱۴ سے ۱۴۸) اور ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) اور (حضرت) ہارون (علیہ السلام) پر مہربانیاں کیں۔ انکو اور انکی قوم کو ایک بہت بڑی مصیبت سے نجات دی۔ (فرعون کے ظلم سے جو بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کروادیتا تھا) [۱۱۴-۱۱۵]

(پھر) انکو (یعنی بنی اسرائیل کو) ہم نے اپنی مدد سے غالب کیا۔ انکو نہایت واضح اور آسان کتاب عطا کی اور دونوں کو ہم نے سیدھا راستہ دکھایا اور ان کا ذِکرِ خیر بعد میں آنے والے لوگوں میں باقی رکھا۔ [۱۱۶-۱۱۹]

سلام ہے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) پر اور (حضرت) ہارون (علیہ السلام) پر۔ ایسے ہی ہم نیک کام کرنے والوں کو اَجر دیا کرتے ہیں۔ یقیناً وہ ہمارے مومن بندے تھے۔ [۱۲۰-۱۲۲]

(حضرت) الیاس (علیہ السلام) بھی ہمارے رسول تھے۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا

الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾
فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾
سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ
لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ
اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا
الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو کہ تم بعل (بت) سے دُعائیں مانگتے ہو اور جو بہترین پیدا کرنے والا ہے، اسکو تم چھوڑ دیتے ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ ہے جو تمہارا اور تمہارے پچھلے باپ دادوں کا رَبّ ہے (یعنی بعل تو کسی کا رَبّ نہیں ہے۔ نہ اس نے کوئی چیز پیدا کی ہے) [۱۲۳-۱۲۶]

مگر انہوں نے اسے جھٹلایا اور وہ یقیناً سزا کیلئے (قیامت کے روز) حاضر کیے جائینگے (ہمارے سامنے) سوائے مخلص بندوں کے اور (حضرت) الیاس (علیہ السلام) کا ذِکرِ خیر ہم نے بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے باقی رَکھا۔ سلام ہے (حضرت) الیاس (علیہ السلام) پر۔ ہم اچھے کام کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ ہمارے مومن بندے تھے۔ [۱۲۷-۱۳۲]

اور (حضرت) لوط (علیہ السلام) بھی رسول تھے۔ ہم نے اسکو اور اسکے اہلِ بیت کو سوائے ایک بوڑھی عورت کے جس نے پیچھے رہ جانا تھا، نجات دی اور باقی قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ [۱۳۳-۱۳۶]

وَبِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾
فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ
الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْ لَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ
الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ
﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ
شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ

(اے اہلِ مکہ!) تم صبح وشام انکے تباہ شدہ علاقے کے قریب سے گزرتے ہو۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (کہ اس سے سبق حاصل کریں) [۱۳۷-۱۳۸]

اور یقیناً (حضرت) یونس (علیہ السلام) بھی رسول تھے۔ (اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر) وہ (اپنی قوم سے بھاگ کر سمندر میں) ایک بھری ہوئی کشتی میں جا بیٹھے (کشتی بوجھل ہوگئی۔ بوجھ کم کرنے کیلئے) قرعہ اندازی کی گئی تو اس میں مات کھائی (یعنی انہی کا نام نکلا کہ ان کو کشتی سے اُتار دو اور دریا میں پھینک دیے گئے)۔ پھر مچھلی نے اسے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ [۱۳۹-۱۴۲]

اگر وہ (اللہ تعالیٰ کی) تسبیح نہ کرتے رہتے تو مچھلی کے پیٹ میں اس دِن تک رہتے جب قیامت کو لوگ اُٹھائے جاتے۔ پھر ہم نے اسے ایک کھلے میدان میں ڈال دیا (یعنی مچھلی نے ہمارے حکم سے اس کو ساحل پر اُگل دیا) اور وہ پیٹ میں رہنے سے کمزور ہوگئے تھے تو ہم نے اس پر ایک بیلدار درخت اُگا دیا (اسکے سائے کیلئے اور اسکا پھل کھانے کیلئے) ہم نے اسکو ایک لاکھ سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا تھا۔ (ان کے بھاگ جانے کے بعد) وہ لوگ (یعنی اس کی قوم) ایمان لے آئے اور ہم نے

اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝

انکو ایک وقتِ معین تک زندگی سے فائدہ اُٹھانے کیلئے باقی رکھا۔[۱۴۳-۱۴۸]

تشریح: بعض حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق بات چل رہی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو اور خاص طور پر مومنین کو بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ان بندوں نے کیا کیا مصیبتیں جھیلیں اور کتنی بڑی بڑی قربانیاں دیں اور یہی مقصد ہر انسان کا ہونا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنی مصیبتوں کو نہ گنے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو گنے تو اللہ تعالیٰ ایسے انسانوں کو آخرت میں اَجرِ عظیم عطا فرمائیگا۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا ذِکر ہوتا ہے۔ انکی قوم ایک بہت بڑے اذیت ناک عذاب میں مبتلا تھی کہ فرعون اور اسکے درباری بنی اسرائیل کے بیٹوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیتے تھے اور انکی بیٹیوں کو زندہ رَکھتے تھے۔ اسکے علاوہ انکو ہر طرح کی تکلیفیں دیتے تھے۔ سخت مزدوری کے کام لیتے تھے اور اُجرت بہت کم دیتے تھے۔

معاشرے میں انکی کوئی وقعت نہیں تھی پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انکو ان مصیبتوں سے آزاد کرایا جائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو بھیجا اور انکی موجودگی میں بھی فرعون اور اسکی قوم بنی اسرائیل پر ظلم کرتی رہی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تو بچا لیا اور فرعون اور اسکی فوج کو غرق کر دیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی۔

(۲) حضرت الیاس علیہ السلام بھی رسولوں میں سے تھے۔ انہوں نے بھی اپنی قوم کو نصیحت فرمائی لیکن انکی قوم نے انکو بھی جھٹلایا اور حضرت الیاس علیہ السلام بھی مومن بندے تھے۔

(۳) حضرت لوط علیہ السلام بھی رسول تھے۔ انکو بھی ہم نے بچا لیا اور انکی قوم کو بشمول انکی بیوی کے پتھروں کی بارش سے ہلاک کر دیا۔

(۴) حضرت یونس علیہ السلام بھی پیغمبر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بھاگنا پڑا کیونکہ عذاب قریب آ چکا تھا۔ پھر وہ چالیس دِن مچھلی کے پیٹ میں رہے اور تسبیح

کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے انکو نجات بخشی اور انکی قوم بھی ایمان لے آئی۔

ان آیات مبارکہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ نیک لوگوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو معاشرے میں سناتے رہیں تاکہ وہ سیدھے راستے پر رہیں ورنہ زمانہ گزرنے کیساتھ ساتھ وہی قوم جو ایک وقت دُنیا کی بہترین قوم ہوتی ہے، آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کا پیغام بھول جانے سے بدترین بن کر بتوں کو پوجنا شروع کر دیتی ہے۔

انسانی تاریخ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تک یہی کچھ ہمیں بتاتی ہے۔

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر قربانی کے روز خطبہ دیا اور فرمایا، ''حاضر شخص کو چاہیے کہ وہ غائب کو میری باتیں پہنچا دے کیونکہ بہت سے لوگوں کے پاس احادیث شریف پہنچائی جاتی ہیں اور وہ ان سننے والوں سے زیادہ بیدار مغز ہوتے ہیں''۔ (سنن ابن ماجہ، باب علم کی تبلیغ)

اس حدیث مبارکہ میں قرآن حکیم کا علم اور احادیث شریف کا علم دونوں شامل ہیں۔ جب تک ہم ان سے جڑے رہیں گے، ہم شرک سے بچتے رہیں گے۔ جب ہم انکو ثانوی حیثیت دینا شروع کر دینگے جیسا کہ ہم نے کیا ہوا ہے تو پھر دستور یہ ہے کہ پہلے بدعات آئینگی اور سنت غائب ہو جائیگی۔ پھر بدعات کیساتھ شرک شامل ہو جائیگا اور آخر میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں رہے گا، صرف شرک ہی شرک ہوگا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو براعظم ہندوستان کے مسلمانوں کو آئندہ آنے والی مشرک حکومت اور اسکے غلبہ سے بچانے کیلئے مسلمانوں کی آزادی کیلئے بھیجا۔

اب ہمارے علماء اور حکمرانوں کا یہ فرض بنتا تھا کہ بدعات اور شرک کے سیلاب کو روکیں اور قرآن حکیم کے اصلی نظام کو آزاد مملکت میں رائج کریں لیکن ہوا یہ کہ دونوں قسم کے لوگ دُنیا کے لالچ میں پڑ کر قوم کو بھول گئے اور صرف اپنی نفسانی خواہشات کو یاد رکھا اور یاد رکھے ہوئے ہیں۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ
خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ
مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾
مَا لَكُمْ قف كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾
اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ
وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۴۹ سے ۱۸۲) [مشرکین کے بارے میں بات ہو رہی ہے] پھر ذرا ان لوگوں سے کہو کہ تم کیسی بیہودہ بات کرتے ہو کہ تمہارے رَبِّ کریم کیلئے تو تم بیٹیاں قرار دیتے ہو (فرشتوں کو) اور اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہو۔ کیا واقعی ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا اور اس وقت یہ موجود تھے۔ (جب ہم انہیں پیدا کر رہے تھے) [۱۴۹-۱۵۰]

خوب سن لو کہ یہ تو گھڑے ہوئے جھوٹ بول رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔ وہ یقیناً بہت بڑے جھوٹے ہیں۔ [۱۵۱-۱۵۲]

کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کی جگہ بیٹیاں اپنے لیے پسند کی ہیں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ کیا تم غور نہیں کرتے یا تمہارے پاس کوئی واضح ثبوت موجود ہے۔ اگر ہے تو لاؤ کوئی کتاب جس میں یہ لکھا ہوا ہو اگر تم سچے ہو۔ [۱۵۳-۱۵۷]

انہوں (یعنی مشرکینِ مکہ) نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان بھی نسب کا رشتہ بنا دیا ہے حالانکہ جن (یعنی کافر جنات) خوب جانتے ہیں کہ وہ مجرم کی حیثیت سے (قیامت کے روز حساب کیلئے) حاضر کیے جائینگے۔ [۱۵۸]

اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾
فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا
مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ
مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ
الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ
عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ

اللہ تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے جو انکے مخلص بندوں کے سوا دوسرے لوگ (یعنی مشرک) کرتے ہیں (یعنی دوسری چیزوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں) (اے مشرکو!) تم اور جن کو تم پوجتے ہو، اللہ تعالیٰ سے کسی کو برگشتہ نہیں کر سکتے (یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے نہیں روک سکتے) سوائے انکے جو دوزخ کی آگ میں داخل ہونے والے ہیں۔[۱۵۹-۱۶۳]

(اور فرشتوں نے کہا کہ) ہر ایک کا ایک مقام مقرر ہے اور ہم صف بستہ (اللہ تعالیٰ کے حضور) کھڑے رہتے ہیں اور اسی کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ (ہم اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کیسے بن سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو کوئی بیوی یا اولاد نہیں رکھتا اور نہ وہ کوئی ماں باپ رکھتا ہے)[۱۶۴-۱۶۶]

یہ لوگ (یعنی مشرکینِ مکہ) کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس بھی وہ ذِکر (یعنی آسمانی کتاب) جو پچھلی قوموں کو ملا تھا، ہمیں بھی ملتا تو ہم اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ بندگی کرنے والے ہوتے لیکن جب وہ آ گیا ذِکر (یعنی قرآن حکیم) تو انہوں نے

لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ
﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ
يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ
بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ
حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ
عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
﴿۱۸۲﴾

اسکو جھٹلا دیا۔اب عنقریب انہیں معلوم ہو جائیگا (اس جھٹلانے کا نتیجہ یعنی جہنم)[۱۶۷-۱۷۰]

ہم اپنے رسولوں سے پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ ہم انکی مدد کرینگے اور ہمارا ہی لشکران (یعنی کافرین) پر غالب رہے گا تو تم مت پرواہ کرو انکی ایک مدت تک اور انہیں دیکھتے رہو اور خود بھی وہ دیکھ لیں گے۔[۱۷۱-۱۷۵]

کیا یہ ہمارے عذاب کیلئے جلدی مچا رہے ہیں۔جب وہ انکے صحن میں اُتر آئیگا تو وہ دِن بہت بُرا دِن ہوگا انکے لیے جنہیں خبردار کیا جا چکا ہے۔[۱۷۶-۱۷۷]

بس ذرا کچھ مدت کیلئے ان سے بے نیازی برتو اور دیکھتے رہو۔عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے۔(اپنے اعمال کا نتیجہ)[۱۷۸-۱۷۹]

پاک ہے تیرا رَبِّ کریم اور وہ بہت قوی ہے اور باعزت ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور سب تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے جو رَبِّ کریم ہے تمام جہانوں کا۔[۱۸۰-۱۸۲]

تشریح: سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تک دُنیا میں شرک کی کثرت رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مختلف رسول اور مومنین بندے اور قومیں بہت کم ہوئے ہیں۔ باوجود اسکے کہ کوئی بستی ایسی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں نبی یا رسول نہ بھیجا ہو لیکن انسانیت کا رجحان زیادہ تر شیطان کی اطاعت کرنے میں رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بعثت کے وقت مکہ مکرمہ کا حال بھی یہی تھا۔ کئی قسم کے انکے مشرکانہ طریقے تھے۔ مختلف بت تھے۔ چاند، سورج اور ستاروں کو بھی اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ہوا تھا، ملائکہ اور جنات کو بھی۔

اور یہ سلسلہ کئی صدیوں سے چلتا آ رہا تھا حتیٰ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے آ کر اسکے خلاف ایسا جہاد فرمایا جیسا جہاد کرنے کا حق ہوتا ہے۔

دوسری طرف مشرکینِ مکہ اتنے ضدی اور اتنے ہٹ دھرم تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جھٹلانے کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر طرح طرح کے الزام بھی لگاتے تھے اور آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بھی بنایا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہجرت کی اجازت دے دی۔

ذرا غور کریں کہ اللہ تعالیٰ تو نہیں چاہتا کہ اسکے بندے ہمیشہ کیلئے نارِ جہنم میں رہیں۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ماں کی نسبت ستر (۷۰) گنا زیادہ پیار کرتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

لیکن انسان ہے کہ وہ اپنی بھلائی کو دیکھنے کی بجائے اپنی انا کو دیکھتا ہے۔ انا اور تکبر ایسی بُرائیاں ہیں جنہوں نے بہت سی قوموں اور کثیر التعداد انسانوں کو ملعون بنا دیا۔

موجودہ زمانے میں براعظم ہندوستان میں ہندو برہمن یہ تکبر رکھتا ہے کہ وہ باقی تمام انسانوں سے بہتر ہے۔ اسلئے وہ کسی مسلمان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کو معیوب سمجھتا ہے اور اپنے برتن میں وہ کسی مسلمان کو کھانے کیلئے نہیں دیتا۔

براعظم ہندوستان کا ایک آزاد ملک وہ ہے جس میں ہم رہ رہے ہیں۔ اس میں یہ برہمانہ سلوک ایک دوسری شکل میں موجود ہے۔ حکمران اور حکمران کے اہلکار اسی انا کی بیماری میں ایسے ملوث ہیں کہ انکا طریقہ برہمن سے کم نہیں ہے۔

بھارت میں جو براعظم ہندوستان کا ایک دوسرا آزاد ملک ہے، ذات پات کا نظام اب بھی چل رہا ہے۔ سب سے اونچا مقام انہوں نے برہمن کو دیا ہوا ہے اور سب سے نیچا انسانیت کا مقام شودر کو دیا ہوا ہے جس کو کھانے کے لیے برتن بھی نہیں دیا جاتا بلکہ وہ درختوں کے پتوں یا اپنے ہاتھوں کو کھانا لینے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے ہاں سب سے بڑا شرک **تکبر** (اَنا) کے بعد **نفس پرستی** ہے۔ نفس پرستی نے تکبر پیدا کر دیا۔ اسی تکبر نے ابلیس کو اللہ تعالیٰ کے دربار سے مردُود کر دیا ہوا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جسکے دِل میں رائی کے برابر تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائیگا''۔ (مشکوٰۃ شریف/ابن ماجہ)

اس تکبر کی وجہ سے:

(۱) حکومت سیاسی ہو یا غیر سیاسی، ہمیشہ غیر مستحکم رہتی ہے۔

(۲) یہ سب حکومتیں اس تکبر کی بنا پر ایک دوسرے کی بارہ مہینے ٹانگ کھینچنے میں ہی رہتی ہیں جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ملک کی ترقی تنزل پذیر ہے۔ اگر ہم ملک کا حال ۱۹۴۷ء میں ۱۰۰ ڈگری پر تصور کریں تو اس وقت ملک کا حال صرف ۱۰ ڈگری پر رہ گیا ہے۔

تکبر اور نفس پرستی شرک کی وہ گھناؤنی صورت ہے جسکی اللہ تعالیٰ نے کوئی معافی نہیں رَکھی۔ ایک بدترین مومن بہتر ہے ایک بہترین متکبر مشرک سے۔

اگر ہم نے زندہ رہنا ہے تو پارلیمانی جمہوریت کو اسلامی جمہوریت میں ڈھالنا ہو گا۔ پارلیمانی جمہوریت میں ایک حصہ قانونی طور پر اپوزیشن ہے جبکہ اسلامی جمہوریت میں کسی طرح کی اپوزیشن کا تصور نہیں ہے۔

اختلافِ رائے اَور چیز ہے۔ اپوزیشن اَور چیز ہے۔ اسلام میں اختلافِ رائے رَکھتے ہوئے بھی آپ نے حکومت کا ساتھ دینا ہوتا ہے جبکہ پارلیمانی جمہوریت میں حکمران خواہ اچھا کام کرے یا بُرا کام کرے، اسکی ٹانگ کھینچنا اپوزیشن کے ''**اوّلین فرائض**'' میں شامل ہے۔

حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا کہ ''میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ وہ پارلیمانی جمہوریت جو انگلستان میں رائج ہے، اس خطہ کیلئے موزوں نہیں ہے''۔

حکمت کی کتابیں یہی دو ہیں قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ

وسلم۔حکومت حکمت کے بغیر کامیاب نہیں ہوا کرتی۔حکمت کا نہ ہونا جہالت ہے اور ہر کوئی جانتا ہے کہ جاہل کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتا۔

قرآن کریم کی تعلیم سے یہ آفاقی سچائی (Universal Truth) ثابت ہے کہ کامیاب حکمرانی کے لیے **حکمرانی کا علم** اور **حکمت** ضروری ہیں۔حکمت علم کے بغیر نہیں آ سکتی اور علم اعلیٰ تعلیم کے بغیر نہیں آ سکتا۔حکمت کے لیے تجربہ بھی ضروری ہے اور تجربہ محنت طلب ہے۔ایسا محنت طلب جیسے کوئی انسان اپنی قیمتی گمشدہ چیز کو تلاش کرنے میں خون پسینہ ایک کر دیتا ہے۔**آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے۔جو اس کو تلاش کرتا ہے، وہی اس کا حقدار بنتا ہے''۔(ترمذی)

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا**''۔ (الانبیاء۲۱، آیت ۷۹) ترجمہ ''ہم نے یہ فیصلہ سلیمان (علیہ السلام) کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں (یعنی حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام) کو **حکمت** اور **علم** بخشے تھے''۔

۝.....۝.....۝

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ:

سورۃ الصّافّات میں جہاں بھی ''رسول'' کا ذِکر آیا ہے، وہاں یہ آیت مبارکہ ضرور آئی کہ وہ رسول ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

ہر رسول مومن بندہ ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرنے والا، خوشدِلی سے، پورے ایمان کی مضبوطی سے یہاں تک کہ اسکو موت بھی سامنے نظر آتی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے ہٹنے والا نہیں ہوتا۔

صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی پر ایمان لانا ایک تو زبان سے ہے، ایک دِل سے ہے اور ایک عمل سے ہے۔

جو لوگ زبان سے ایمان لاتے ہیں لیکن دِل سے نہیں لاتے، وہ واضح طور پر منافقین ہیں۔

جو زبان اور دِل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں لیکن عمل سے ثابت نہیں کرتے، وہ ایمان والے تو ہیں لیکن گناہگار ہیں۔

جو لوگ **زبان**، **دِل** اور **عمل** سے ایمان لانے کیساتھ جرات سے اللہ تعالیٰ کے

احکامات پر قائم رہتے ہیں، وہ مومنین صالحین کہلاتے ہیں۔ یہ صفت تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور رسولوں کی ہے۔

عوام الناس میں جو لوگ خلوص سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہیں، وہ بھی صالحین اور مومنین ہیں۔

اگر ہم اپنی مجموعی قومی حالت پر نظر ڈالیں تو ہم صالحین کی صف میں سے بہت دُور کھڑے ہیں۔ یہاں ہر کوئی اپنے آپکو صحیح سمجھتا ہے اور دوسرے کو غلط سمجھتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہماری سوچ اور فکر کی سمت ایک نہیں ہے بلکہ ہر انسان کی سمجھ علیحدہ علیحدہ ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے صحیح بندے بن جائیں جو کہ صالحین مومنین ہیں تو پھر سب کی سمت ایک ہی ہوگی۔

اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا**''۔ (آلِ عمران ۳، آیت ۱۰۳) ترجمہ ''سب مل کر (اتحاد کیساتھ) اللہ تعالیٰ کی رسّی (یعنی قرآن حکیم اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقے فرقے مت ہو جاؤ''۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو جماعت (اتحادِ اُمت/ اتحادِ قوم) سے ایک بالشت بھی باہر نکل گیا، اس نے اسلام کی رسّی اپنی گردن سے اُتار دی خواہ وہ نماز پڑھتا ہو، خواہ وہ روزہ رکھتا ہو''۔ ([اختصار شدہ] مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۳۵۲۳)

اے میری قوم! اب اپنی حالت پر غور کرو اور سبق سیکھو پیشتر اسکے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی سبق سکھائے۔ پھر سبق سیکھنے کا وقت نہیں رہے گا۔

ے ''مومن'' کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق — شاخِ گل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا نم
اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک — اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم
دِل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامانِ موت — فیصلہ تیرا تیرے ہاتھ میں ہے دِل یا شکم؟
اے مسلماں! اپنے دِل سے پوچھ مُلّا سے نہ پوچھ — ہو گیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم؟

ے عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث — مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے

۝.....۝.....۝

ص ۳۸

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۸۸ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِى الذِّكْرِ ؕ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فِىْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ
قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ
جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ز وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ
كَذَّابٌ ﴿۴﴾ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰـهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۲۰) صاد۔قسم ہے قرآن حکیم کی جو نصیحت کرنے والا ہے لیکن کافرین سخت تکبر اور ضد میں ہیں۔(کہ نصیحت قبول نہیں کرتے)[۱-۲]

(کیا انہوں نے انسانی تاریخ سے سبق نہیں لیا کہ) ان سے پہلے ہم نے کتنی (نافرمان) قوموں کو ہلاک کیا تو وہ چیخ و پکار کرنے لگیں لیکن اب بھاگ جانے کا وقت نہیں تھا۔[۳]

اور ان (یعنی مشرکین مکہ) لوگوں کو اس بات پر بڑی حیرانی ہوئی کہ ایک

هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝٥ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ
امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ
يُّرَادُ ۝٦ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۝٦
اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝٧ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ
مِنْۢ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ
لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝٨ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ
رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝٩ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا قف فَالْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ

خبردار کرنے والا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) انہی میں سے آ گیا۔ کافرین کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر ہے، جھوٹا ہے۔ کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ ایک ہی خدا تعالیٰ بنالیا۔ یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے۔[۴-۵]

قوم کے بڑے یہ کہتے ہوئے چلے گئے (مقامِ جلسہ سے جہاں آپ خطاب کر رہے تھے) کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے خداؤں کی عبادت پر۔ اس (کی دعوت) میں تو کوئی (ذاتی) ان کی غرض ہے۔[۶]

ہم نے کسی پہلی قوم میں تو ایسی بات کبھی نہیں سنی۔ یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے۔[۷]

کیا ہمارے درمیان یہی ایک شخص تھا جس پر قرآن حکیم نازل ہونا تھا۔ دَرحقیقت یہ قرآن حکیم کے نزول میں شک کر رہے ہیں۔ ابھی انہوں نے میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔[۸]

کیا میرے زبردست اور عطا کرنے والے رَبِّ کریم کی رحمت کے خزانے انکے پاس ہیں یا کیا یہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے، اسکی بادشاہت

۝۱۰ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝۱۱
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ
ذُوالْاَوْتَادِ ۝۱۲ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ
الْاَيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ۝۱۳ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ
الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝۱۴ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا
صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝۱۵ وَقَالُوْا رَبَّنَا
عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝۱۶ اِصْبِرْ عَلٰى
مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذِى الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ

انکے پاس ہے (اگر حقیقتاً وہ یہ سمجھتے ہیں) تو پھر انہیں چاہیے کہ عرش پر جا بیٹھیں۔ یہ تو ایک چھوٹا سا جتھہ ہے جو اسی جگہ شکست کھانے والا ہے۔[۹-۱۱]

ان سے پہلے قومِ نوح، قومِ عاد اور قومِ فرعون جو کہ میخوں والا تھا، (یعنی بہت مضبوط حکومت والا گویا کہ میخیں گاڑ کر اسکا تخت مضبوط کیا گیا ہو) نبیوں کو جھٹلا چکے تھے اور قومِ ثمود، قومِ لوط اور قومِ اَیکہ بھی یہ دَراصل بڑے (زبردست) جتھے تھے[۱۲-۱۳]

ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور پھر میری سزا ان پر آ کر رہی۔ یہ لوگ (یعنی پچھلی قومیں) بس ایک دھماکے کا انتظار کر رہے تھے جسکے بعد کوئی دوسرا دھماکہ نہیں ہوا۔[۱۴-۱۵] (یعنی ایک ہی دھماکے سے ان قوموں کو اپنے اپنے وقت پر نیست و نابود کر دیا گیا)

یہ (یعنی کفارِ مکہ) کہتے ہیں کہ اے ہمارے رَبّ! یومِ حساب سے پہلے ہی جلدی سے ہمارا (حساب کا) حصہ دے دے۔[۱۶]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! تم صبر کرتے رہو جو کچھ یہ کہہ رہے

اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

ہیں۔ ہمارے بندے (حضرت) داؤد (علیہ السلام) کو دیکھو جو بڑی قوت والا تھا اور ہماری طرف رجوع کرنے والا تھا۔ (کہ اس نے بھی صبر کیا تھا)[۱۷]

(وہ اتنی قوت والا تھا کہ) پہاڑ اس کے حکم پر تھے اور وہ صبح وشام اس کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندے بھی تسبیح کے لیے اکٹھے ہو جاتے تھے۔ سب کے سب اس کی تسبیح کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔[۱۸-۱۹]

ہم نے اس کی بادشاہت کو بڑا مضبوط کیا اور اسے حکمت عطا فرمائی اور فیصلہ کن بات کرنے کی صلاحیت دی۔[۲۰]

تشریح: ان آیات مبارکہ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول اور قرآن حکیم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں مانتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر تکلیف دہ الزامات اور باتیں بناتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حوصلہ دے رہا ہے کہ انکی باتوں پر صبر کرو اور یاد رکھو کہ تم سے پہلے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی لوگوں نے اسی طرح تکلیفیں دیں اور انہوں نے صبر کیا۔

یہاں حضرت داؤد علیہ السلام کی مثال دی جا رہی ہے کہ باوجود ایک زبردست حکمران ہونے کے انہوں نے لوگوں کی باتوں پر صبر ہی کیا اور ان پر ظلم نہیں کیا۔

ہمارے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بولو، حق پر عمل کرو اور حق پر قائم رہو خواہ لوگ کتنی ہی مخالفت کریں لیکن تمہیں کسی پر ظلم کرنے کا نہیں سوچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ فرمایا کہ ''**اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ**''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۱۵۳) ترجمہ ''یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کیساتھ ہوتا ہے''۔

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا
الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ
قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى
بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ
اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ قف لَهٗ
تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ قف
فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ
ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ

ترجمہ◄ (آیات ۲۱ سے ۲۶) (اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم!) کیا تمہیں اس جھگڑے کی خبر پہنچی جب جھگڑنے والوں نے دیوار پھلانگی اور (حضرت) داؤد (علیہ السلام) کے بالا خانے میں داخل ہو گئے تو (حضرت) داؤد (علیہ السلام) انہیں دیکھ کر گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا ڈریئے نہیں، ہمارے درمیان ایک جھگڑا ہے۔ (اس کا فیصلہ چاہیے) ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو ہمارے درمیان عدل کیساتھ فیصلہ فرما دیجیے اور بے انصافی نہ کیجیے اور ہمیں سیدھا راستہ دکھا دیجیے۔[۲۱-۲۲]

پھر ایک بولا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ اسکے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی ہے اور مجھے کہتا ہے کہ یہ دُنبی مجھے دے دے اور مجھ پر بات میں رُعب ڈالتا ہے۔[۲۳]

(حضرت) داؤد (علیہ السلام) نے کہا کہ اس شخص نے اپنی دُنبیوں کیساتھ تیری دُنبی ملا لینے کا سوال کر کے تجھ پر ظلم کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مل جل کر رہنے

كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا
هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ
رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا
لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً
فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا
تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ
الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ
شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾

والے لوگ ایک دوسرے پر اکثر زیادتیاں کرتے رہتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو مومن ہوں اور نیک عمل کرنے والے ہوں اور ایسے [نیک] لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔

(اس موقع پر حضرت) داؤد (علیہ السلام) سمجھ گیا کہ ہم اس کی آزمائش کر رہے ہیں چنانچہ اس نے اپنے رَبِّ کریم سے معافی مانگی اور سجدہ میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لی تو پھر ہم نے اس کو معاف فرما دیا کیونکہ وہ ہمارے مقرب تھے اور اعلیٰ مقام رَکھتے تھے۔[۲۴-۲۵]

ہم نے کہا کہ اے (حضرت) داؤد (علیہ السلام)! ہم نے تجھے زمین میں اپنا خلیفہ بنایا تو تم لوگوں کے درمیان عدل کیساتھ حکومت کرو اور **خواہشِ نفس** کی پیروی نہ کرو کیونکہ یہ تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹا دیگی۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں تو انکے لیے سخت سزا ہوتی ہے کیونکہ وہ حساب کے دِن کو بھول جاتے ہیں۔[۲۶]

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ہمت بڑھانے کیلئے حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! تو نے حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ نہیں سنا کہ اس نے اپنی غلطی پر ہم سے توبہ کر لی اور ہم نے اسے معاف کر دیا کیونکہ وہ ہمارے مقرب بندوں میں سے تھے۔

تو اگر کوئی تمہارے سامنے غلطی کر رہا ہے، ظلم کر رہا ہے تو تم اسکو معاف کر دیا کرو۔ یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے۔ تمہارا مقام وہی ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کا مقام ہے یعنی تم ہماری زمین پر خلیفہ ہو اور جب بھی فیصلہ کرو، عدل کیساتھ فیصلہ کرو۔

کوئی دباؤ خواہ وہ اپنے نفس کا ہو یا قبیلے کا ہو یا قریبی رشتہ داروں کا ہو یا کوئی مصیبت نظر آتی ہو جو تمہیں صحیح فیصلہ کرنے سے روکتی ہے تو یاد رکھو کہ مصیبت کو جھیل لو لیکن فیصلہ عدل پر ہی کرو۔

اس سے ہمارے لیے ہدایت یہ ہے کہ ہمارے حکمران بھی عدل پر فیصلہ کریں۔ ہمارے معاشرے میں حاکموں پر بہت قسم کے دباؤ ہوتے ہیں۔ سیاسی، خاندانی، مال و دولت کی ہوس، اقتدار کی ہوس، شہرت کی خواہش وغیرہ وغیرہ اور ہمارے حکمران بہت جلد ان دباؤ سے متاثر ہو کر عدل کو بھول جاتے ہیں تو پھر وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''جو اپنی خواہش کے پیچھے چلا تو خواہشات اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکا دیتی ہیں'' گویا کہ ہمارے حکمران ہر وقت بہکے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے حاکموں کو سیدھے راستے پر چلنے کی ہمت اور حوصلہ دے۔ [آمین]

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ اَنْتَ رَبُّنَا وَنَحْنُ عِبَادُكَ۔ ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا جَمِيْعًا۔ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ

اے اللہ تعالیٰ! تو ہی بادشاہ ہے۔ تیرے سوا کوئی رَبّ نہیں۔ تو ہمارا پروردگار ہے ہم تیرے غلام ہیں۔ ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہیں۔ تو ہمارے سارے گناہ معاف فرما دے۔ تیرے سوا گناہوں کو کوئی معاف نہیں کر سکتا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ
ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ
الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ
لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا
لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ
عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ

ترجمہ◄ (آیات ۲۷ سے ۴۰) ہم نے آسمان، زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے (حق کے اصولوں پر) پیدا کیا۔ یہ باطل پر پیدا نہیں کیے گئے۔ یہ خیال ان لوگوں کا ہے جو ہماری باتوں سے کفر کرتے ہیں (یعنی نہیں مانتے) ایسے کافروں کا انجام جہنم کی آگ ہے۔[۲۷]

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے (جنہوں نے حق کے اصولوں کو مانا) اور نیک عمل کیے، ان کے برابر سمجھیں گے جو باطل (یعنی کفر) پر چلتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔[۲۸]

یہ کتاب (یعنی قرآن کریم) جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے، بہت ہی بابرکت ہے تاکہ لوگ اسکی آیات مبارکہ میں غور کریں اور عقل رکھنے والے لوگ اس سے سبق حاصل کریں۔ (اور قرآن کریم پر عمل کریں)[۲۹]

(حضرت) داؤد (علیہ السلام) کو ہم نے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) عطا فرمایا۔ بہترین بندہ وہ کثرت سے اپنے رَبِّ کریم کی طرف رجوع کرنے والا تھا[۳۰]

اِنِّیْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّیْ ۚ حَتّٰى
تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَیَّ ؕ فَطَفِقَ
مَسْحًاۢ بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ
وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ
اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ
بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ
الرِّيْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾
وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَاٰخَرِيْنَ

(ایک دِن) جب شام کے وقت اس کے سامنے بہترین گھوڑے پیش کیے گئے تو اس نے کہا کہ میں نے اس مال کی محبت اپنے رَبِّ کریم کی خاطر اختیار کی تھی یہاں تک کہ وہ گھوڑے نظروں سے اوجھل ہو گئے تو اس نے حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ۔ پھر لگا ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے۔[۳۱-۳۳]

ہم نے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کی آزمائش کی اور اسکی کرسی پر ایک دھڑ لا کر ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا (یعنی توبہ کی) اور کہا کہ اے میرے رَبِّ کریم! مجھے معاف فرما دے اور مجھے ایسی عظیم بادشاہت عطا کر جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ بیشک تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔[۳۴-۳۵]

ہم نے اس کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا۔ یہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی تھی جس طرف وہ چاہتا تھا اور شیاطین کو بھی مسخر کر دیا ہو کہ ہر قسم کی عمارت بنانے والے اور سمندر میں غوطہ لگانے والے تھے اور کچھ ایسے شیاطین تھے جو زنجیروں میں جکڑے

مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾

رہتے تھے۔[۳۶-۳۸]

(ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ) یہ ہیں ہماری بے حساب عنایات۔ تجھے اختیار ہے کہ تو جسے چاہے ان میں سے عطا کرے اور جسے چاہے عطا نہ کرے۔ تجھ سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔[۳۹]

(حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کے لیے ہمارے ہاں مقرب کا مقام ہے اور بہترین ٹھکانہ ہے۔[۴۰]

تشریح : اے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! تیری قوم حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتی۔ باطل پر اَڑی ہوئی ہے حالانکہ ہم نے آسمان اور زمین اور اسکے درمیان جو کچھ بھی ہے، باطل پر پیدا نہیں فرمایا لہٰذا حق پر چلنے والے ہی سیدھے راستے پر ہیں اور باطل پر چلنے والے غلط راستے پر ہیں۔

سیدھا راستہ جنت کو جاتا ہے اور باطل کا راستہ جہنم کو۔

جو قرآن حکیم ہم تم پر نازل کر رہے ہیں، یہ بہت ہی بابرکت کتاب ہے۔ اسکو سمجھنے کی ضرورت ہے اور سمجھیں گے وہی جو عقلمند ہیں اور اس میں غور و فکر کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا کہ وہ حق پر چلنے والے ہمارے بندے تھے اور حق پر ہی انہوں نے حکومت کی اور حق پر ہی ہم نے ان کی سلطنت کو وسیع سے وسیع تر کر دیا اور ان کی فوجوں میں تمام جاندار اور جنات شامل تھے اور ہوا بھی ان کے حکم پر چلتی تھی۔ یہ ساری مخلوق جن پر ان کو ہم نے سلطنت عطا فرمائی، اسکے حکم سے حق پر ہی کام کر رہے تھے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے

زمانے میں حکومتیں بالکل حق پر چل رہی تھیں، اسلئے انکی حکومتیں دُنیا کی سپر پاور تھیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کے مقابلے کی کوئی حکومت آج تک نہ پیدا ہوئی ہے، نہ پیدا ہوگی کیونکہ تاریخی نقطہ نگاہ سے یہ ظاہر ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دُعا قبول ہوئی۔ عدل انسانی تاریخ میں انتہاء پر تھا۔

بنی اسرائیل کی تاریخ کا زرّیں دَور حضرت طالوت سے شروع ہوتا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے فوراً بعد ختم ہو جاتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ملکی ترقی عدل سے ہوتی ہے۔ اگر کسی معاشرے کی اکثریت عدل پر زندگی گزار رہی ہے تو وہ معاشرہ لازماً دُنیا کا سب سے طاقتور، سب سے بابرکت خطہ بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''ہم نے نبیوں کو عدل قائم کرنے کے لیے بھیجا''۔ ''**لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○**''

(الحدید ۵۷، آیت ۲۵) ترجمہ ''ہم نے اپنے پیغمبروں کو واضح نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) نازل کیے تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم رہیں اور لوہا پیدا فرمایا۔ اس میں (اسلحہ جنگ کے لحاظ سے) قوت بھی شدید ہے اور لوگوں کیلئے دوسرے فائدے بھی ہیں اور اس لیے بھی کہ کون بن دیکھے خدا اور اسکے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں (جب جہاد فرض ہو جاتا ہے) اللہ تعالیٰ ان کو معلوم کر لے۔ بے شک اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے''۔

اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ جس معاشرے میں عدل کی قلت ہوگی اور ظلم کی بہتات ہوگی تو وہ معاشرہ دُنیا کا کمزور ترین معاشرہ بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر نعمت سے نوازا ہوا ہے لیکن ہم نے اپنے آپکو اپنے ہاتھوں سے پستی میں ڈالا ہوا ہے۔

؎ وہ سجدہ، روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

[اقبال، بالِ جبریل]

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝۴۱ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝۴۲ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۴۳ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝۴۴

ترجمہ◄ (آیات ۴۱ سے ۴۴) ہمارے بندے (حضرت) ایوب (علیہ السلام) کا قصہ یاد کرو۔ اس نے اپنے رَبِّ کریم سے دُعا کی کہ شیطان مجھے تکلیف دیتا ہے اور عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔[۴۱] (یعنی شیطان مجھے وسوسوں میں ڈالتا ہے)

ہم نے کہا کہ اپنا پاؤں زمین پر رگڑو۔ یہ ہے ٹھنڈا پانی، نہانے اور پینے کیلئے[۴۲]

ہم نے اسے اہل وعیال دوبارہ عطا فرمائے اور انکے ساتھ اتنے ہی اَور اپنی طرف سے رحمت کے طور پر اور عقل و دانش رَکھنے والوں کیلئے سبق کے طور پر۔[۴۳]

ہم نے کہا کہ تنکوں کا ایک گچھا لو اور اس سے (اپنی بیوی کو) ضرب لگا دو اپنی قسم نہ توڑو۔ ہم نے اسکو بہت صبر کرنے والا پایا۔ وہ بہترین بندہ تھا اور اپنے رَبِّ کریم کی طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔[۴۴] (اپنے رَبِّ کریم کے ہر حکم پر عمل کرنے والا تھا)

تشریح : حضرت ایوب علیہ السلام پیغمبر تھے۔ بیمار پڑ گئے۔ شیطان نے علاج کیلئے وسوسے ڈالے۔ بیوی نے کہا کہ اسکی بات مان لو تو انہوں نے قسم کھائی کہ جب میں ٹھیک ہوا تو تجھے سو کوڑے لگاؤں گا کیونکہ تم شیطان کی بات مان رہی ہو اور اللہ تعالیٰ پر توکل چھوڑ دیا ہے۔ اپنی بیماری پر صبر کرتے رہے۔ شیطان جو کئی صورتوں میں آتا تھا، اسکی بات علاج

کیلئے نہیں مانی کیونکہ انکا بھروسہ تو اللہ تعالیٰ پر تھا اور اللہ تعالیٰ ہی سے وہ مدد چاہتے تھے۔ جب صبر کی انتہا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے انکے پاؤں کے نیچے سے ایک چشمہ جاری کر دیا جسکا انہوں نے پانی پیا اور غسل کیا تو اس سے وہ صحت یاب ہو گئے۔

اس بیماری کے دوران انکا مال بھی ضائع ہو گیا۔ انکی اولاد بھی جاتی رہی پھر اللہ تعالیٰ نے جب صحت دی تو انکو پھر مال اور اولاد سے خوب نوازا اور پہلے سے بھی زیادہ نوازا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رَکھتے تھے اور شیطان کے وسوسوں پر ذرا توجہ نہیں دی۔

جو حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم اُٹھائی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ پر رحم فرمایا اور اسکا ایک آسان حل بتا دیا کہ سو تنکے لو اور انکا ایک گچھا بناؤ اور اس گچھے کو اپنی بیوی کے جسم پر مس کر دو تو تمہاری قسم بھی پوری ہو جائیگی اور ہم تمہاری بیوی کو جسمانی تکلیف سے بچا بھی لیں گے۔

یہ بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ایوب علیہ السلام کیلئے دُنیا میں کہ

(۱) ان کے صبر کی وجہ سے بالآخر ان کو صحت یاب کر دیا۔

(۲) ان کے صبر کو قبول کیا کیونکہ اس میں کوئی گلہ شکوہ نہیں تھا۔

(۳) اللہ تعالیٰ پر توکل رَکھنے سے شیطان کے وسوسوں کا مقابلہ کرتے رہے۔

(۴) اپنی بیوی کی بات بھی نہیں مانی۔

(۵) یاد رَکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر مصیبت میں صبر کرنے والوں کیساتھ ہوتا ہے۔

ہم بہت زیادہ بے صبرے ثابت ہوئے ہیں۔ ہزاروں میں کوئی ایک شخص ملتا ہے جو صبر سے چلتا ہے۔ صبر سے بات کرتا ہے۔ مصیبت پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے۔ غلط راستہ اختیار کرنے سے ڈَرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا دامن نہیں چھوڑتا۔

ہماری بہت بڑی اکثریت تیز رفتار ہے۔ تیز زبان ہے۔ کام کرنے میں بے صبری ہے۔ علاج کروانے میں ہر دِن نیا طبیب یا نیا ڈاکٹر ہوتا ہے۔ نماز میں بے صبری بالکل ظاہر ہے۔ جتنی تیزی سے ہم چار رکعات ختم کر لیتے ہیں، اتنے وقت میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تقریباً ایک رکعت ختم کرتے تھے۔

گرمی ہو تو ہم گرمی کا گلہ کرتے ہیں۔ سردی ہو تو سردی کا گلہ کرتے ہیں۔ ایک وقت کی روٹی نہ ملے تو چیخ و پکار کیساتھ بھیک مانگنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ حضرات

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پیٹ پر پتھر باندھ کر گزارا کر لیتے تھے لیکن بھیک مانگنے سے اعراض کرتے تھے۔

روزہ تقویٰ سکھاتا ہے۔ ہم رمضان المبارک میں عام دِنوں کی نسبت زیادہ غیر متقی بن جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں ہر چیز بے صبری سے کرتے ہیں۔ قیمتیں زیادہ کر دیتے ہیں۔ قرآن حکیم تیز تیز پڑھتے ہیں۔ جن کو عربی آتی ہے، وہ بھی اس تیزی میں قرآن حکیم کو سمجھ نہیں پاتے۔

سب سے زیادہ بے صبری سیاست میں دیکھی گئی ہے۔ ایک نچلے دَرجے کے سیاسی آدمی اور ایک بڑے دَرجے کے سیاسی آدمی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اقتدار کی بھوک کیساتھ دولت کی بھوک اَور تیز ہو جاتی ہے۔ دولت کی تیز رفتاری کیساتھ کرپشن کی رفتار اَور تیز ہو جاتی ہے۔ کرپشن کی تیز رفتاری کیساتھ جھوٹ کی رفتار اَور تیز ہو جاتی ہے۔ جھوٹ کی رفتار کیساتھ اقتدار کی ہوس اَور بڑھ جاتی ہے۔

یہ ہے ہماری سیاست جو ہم ستر (۷۰) سال سے دیکھ رہے ہیں۔ اگر ہم میں صبر نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کا بلا شک وشبہ سچا وعدہ اور بہت ہی سچا وعدہ کہ ''**اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ** ''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۱۵۳) ترجمہ ''یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کیساتھ ہے'' کیسے پورا ہو سکتا ہے؟

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن کا ہر کام پسندیدہ ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشی پہنچے تو شکر کرتا ہے۔ اگر اس کو تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۵۰۶۵) **حضرت عمر بن خطاب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر تم اللہ تعالیٰ پر اسی طرح بھروسہ کرو جیسے بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تمہیں پرندوں کی طرح روزی دی جائے گی کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۵۰۶۷) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''رزق بندے کو اسی طرح تلاش کرتا ہے جیسے موت اسے تلاش کرتی ہے''۔ یعنی روزی کمانے کیلئے حلال طریقہ اختیار کریں۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، حدیث ۵۰۷۹)

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ اُولِى
الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ
ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ
الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا
الْكِفْلِ ط وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ط وَاِنَّ
لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً
لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا
بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ

ترجمہ◄ (آیات ۴۵ سے ۸۸) (سیدنا حضرت) ابراہیم (علیہ السلام)، (حضرت) اسحٰق (علیہ السلام) اور (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) کے حالات بیان کرو۔ وہ سب ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے۔[۴۵] (وہ محنت کرنے والے، مشاہدہ کرنے والے اوران سے نتائج اخذ کرنے والے تھے)

ہم نے ان کو ایک خاص صفت عطا کی تھی اور وہ دارِآخرت کی یاد تھی۔ یقیناً ہمارے ہاں ان کا شمار چنے ہوئے اور نیک لوگوں میں سے ہے۔[۴۶-۴۷]

اور بیان کرو (حضرت) اسماعیل (علیہ السلام)، (حضرت) الیسع (علیہ السلام) اور (حضرت) ذوالکفل (علیہ السلام) کا ذِکر۔ یہ سب نیک لوگ تھے۔[۴۸]

یہ ایک نصیحت کی کتاب ہے (جو نصیحت پر عمل کرتا ہے، وہ) اور متقی لوگوں کیلئے یقیناً بہترین ٹھکانہ ہے یعنی ہمیشہ رہنے والی جنت جنکے دروازے انکے لیے کھلے رہیں گے۔[۴۹-۵۰]

ان میں وہ تکیے لگائے بیٹھے ہونگے۔ اس میں بیشمار میوے اور مشروب

الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ
الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ صلے
هٰذَا ؕ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ
يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ
حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ؕ ﴿۵۸﴾
هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا ۢ بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ
صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ قف لَا مَرْحَبًا ۢ
بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾

طلب کریں گے اوران کی ساتھی نیچی نگاہوں والی ہم عمر بیویاں ہوں گی۔[۵۱-۵۲]

یہ ہیں وہ چیزیں جنکا وعدہ تم سے حساب کے دِن کیا جا رہا ہے۔ یہ ہماری طرف سے رزق ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔[۵۳-۵۴]

یہ (وعدہ) تو ہوا پرہیزگاروں (یعنی نیک لوگوں) کیلئے اور سرکشوں (یعنی باغیوں) کیلئے بدترین ٹھکانہ ہے یعنی جہنم جس میں وہ داخل کیے جائینگے اور وہ بہت ہی بُری قیام گاہ ہے۔ یہ ہے انکے لیے اور وہ مزہ چکھیں گے کھولتے ہوئے پانی کا اور پیپ لہو اور اسی قسم کی دوسری کڑوی چیزوں کا۔[۵۵-۵۸]

(جب وہ اپنے پیروکاروں کو آتا دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے کہ) یہ ایک اَور لشکر ہے جو تمہارے ساتھ آگ میں داخل ہو رہا ہے۔ آنے والے کہیں گے کہ نہیں بلکہ جہنم میں تم بھی داخل ہو گئے ہو۔ پھٹکار ہو تم پر۔ تم ہی تو یہ ہمارے لیے لائے ہو (یعنی جہنم) اور یہ بہت بُری رہنے کی جگہ ہے۔[۵۹-۶۰]

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا
فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا
نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ
زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ
اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ
اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا
عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ

پھر وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رَبّ تعالیٰ! جس نے ہمیں اس انجام کو پہنچایا تو اسکو دوزخ کا دہرا عذاب دے اور وہ آپس میں کہیں گے کہ کیا بات ہے ہم ان لوگوں کو کہیں نہیں دیکھتے جنہیں ہم دُنیا میں بُرا سمجھتے تھے۔ ہم یونہی انکا مذاق اُڑایا کرتے تھے یا وہ کہیں نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ یہ بات بالکل سچی ہے کہ اہلِ دوزخ اسی طرح جھگڑتے رہیں گے۔[۶۱-۶۴]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! ان سے کہہ دو کہ میں تو صرف خبردار کر دینے والا ہوں۔ حقیقی رَبّ تو ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب پر غالب ہے۔ وہ مالک ہے ہر اس چیز کا جو کچھ آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان ہے اور وہ زبردست ہے لیکن دَرگزر کرنے والا ہے۔[۶۵-۶۶]

ان سے کہو کہ کیا میں ایک بہت بڑی خبر تم کو سناؤں جس سے تم منہ پھیرتے ہو۔ ان سے کہو کہ مجھے اس وقت کی کوئی خبر نہ تھی جب فرشتوں میں بحث ہو رہی تھی۔ مجھ کو تو وحی کے ذریعے یہ باتیں بتائی جاتی ہیں کہ میں صرف خبردار کرنے والا ہی

عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ
يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ
رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾
فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ
سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾
اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾
قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ
بِيَدَيَّ ط اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ
اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ط خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ

ہوں۔[۶۷-۷۰] (انسان کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک بشر بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے بحث شروع کردی)

تیرے رَبِّ کریم نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں۔ جب میں اسے پوری طرح بنالوں اور اپنی روح اس میں پھونک دوں تو تم اسکے آگے سجدے میں گر جانا۔[۷۱-۷۲]

پس تمام فرشتوں نے اکٹھے سجدہ کیا۔ابلیس نے سجدہ نہیں کیا۔(یہ فرشتہ نہیں تھا)اس نے تکبر کیا اور وہ تھا ہی کافر۔[۷۳-۷۴]

اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے ابلیس! تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا اسکو جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔کیا تو تکبر کررہا ہے یا تو واقعتاً سب سے بڑا ہے۔[۷۵]

طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ صلج
وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ
فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ
الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ
فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ
مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ ز وَالْحَقَّ
اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ
مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

اس نے جواب دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اوراسکومٹی سے۔[۷۶](اس نے حقیقتاً تکبر کیا۔وہ واقعتاً اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا)

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نکل جا یہاں سے،تو مردُود ہے اور تجھ پر میری لعنت ہے یومِ جزا تک۔[۷۷-۷۸]

کہنے لگا کہ اے میرے رَبّ تعالیٰ! مجھے مہلت دے دے اس وقت تک جب لوگ دوبارہ اُٹھائے جائینگے۔[۷۹](یعنی قیامت تک)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے مہلت دی جاتی ہے ایک خاص وقت تک۔تو کہنے لگا کہ تیری عزت کی قسم! میں ان سب لوگوں کو بہکا کر رہونگا سوائے ان بندوں کے جو تیرے مخلص ہونگے۔[۸۰-۸۳]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سچ یہی ہے اور میں سچ ہی بولا کرتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اوران سب لوگوں سے بھر دونگا جو انسانوں میں سے تیری اطاعت کرینگے[۸۴-۸۵]

وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ان لوگوں کو کہہ دو کہ میں تبلیغ پر تم سے کوئی اَجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔[۸۶]

یہ کتاب (یعنی قرآن حکیم) تو دُنیا کے تمام لوگوں کیلئے ہے اور تھوڑی مدت کے بعد ہی تمہیں خود معلوم ہو جائیگا۔[۸۷-۸۸] (یعنی موت کے بعد ہر شخص جان لے گا کہ یہ قرآن کریم سب دُنیا کے لیے ہے۔ اس وقت غیر مسلم اس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں مانتے)

تشریح: اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ:

یہ قرآن حکیم تو ایک کتابِ نصیحت ہے تمام جہاں والوں کیلئے۔

نصیحت کرنے والا کون ہے؟

وہ اللہ تعالیٰ واحد جس نے ہمیں پیدا فرمایا، وہی ہمارا آقا، وہی ہمارا مولیٰ، وہی ہمارا حاکم، وہی ہمارا معبود۔

اسکی تمام نصیحتیں اپنے بندوں کی خیر خواہی کیلئے ہوتی ہیں۔ کوئی نصیحت بھی انسان کو نقصان پہنچانے کیلئے نہیں ہوتی۔ تمام نصیحتیں انسان کے اپنے ہی فائدے کیلئے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی اپنا فائدہ نہیں ہے۔

جو شخص اس کتاب کی نصیحتوں پر عمل کریگا، وہ خوبصورت شخصیت بن جائیگا۔ اللہ تعالیٰ حسین ہے اور حسن کو پسند فرماتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شخصیت انسانوں میں سب سے زیادہ حسین تھی، اسلئے اللہ تعالیٰ کو وہ سب انسانوں سے زیادہ محبوب تھے۔

ایک شخص نے ایک دفعہ ایک **اُمّ المومنین** رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی کے متعلق ہمیں کچھ بتائیں۔ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ کیا تم قرآن حکیم نہیں پڑھتے یعنی جو قرآن کریم زندگی کے معمولات بتاتا ہے، وہ ان پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ

آلہ وسلم قرآن حکیم میں دَرج نصیحتوں پر عمل کر کے ایک حسین شخصیت بن گئے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اگر خوبصورت شخصیت بننا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نقش قدم پر چلو۔ وہ تمہارے لیے حسین شخصیت کا بہترین نمونہ ہیں''۔ (یعنی اسوۂ حسنہ)

حسین شخصیت کا اَجر کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی رضا، اسکا قرب اور ہمیشہ رہنے والی جنت اور اسکی نعمتیں۔ جنت کی نعمتیں اتنی حسین اور عظیم ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''انکے متعلق نہ کسی انسان نے اس سے پہلے ان جیسی کوئی چیز دیکھی ہے، نہ سنی اور نہ کسی کے دِل میں خیال گزرا''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ، جلد سوم، حدیث ۵۳۷۰)

اسکے برعکس اگر ہم اس کتاب کی نصیحتوں پر عمل نہیں کرتے تو ہم ایک بدترین شخصیت بن جاتے ہیں جیسے ابوجہل، ابولہب، فرعون، ہامان، نمرود، قارون اور شداد وغیرہ

اللہ تعالیٰ بدترین چیز سے نفرت کرتا ہے، اسلئے ہر بدترین شخصیت جہنم میں جانے والی ہے۔ وہاں نہ موت ہے، نہ زندگی ہے اور نہ بھاگنے کی کوئی صورت اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔

یاد رہے کہ جہنم کی آگ دُنیا کی آگ سے ستر (۷۰) گنا زیادہ تیز ہے۔ (مشکوٰۃ)

اس قرآن حکیم کی نصیحتوں پر عمل کرو تا کہ تم جہنم سے بچ کر جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخصیت کو ہوگا جس کو آگ سے دو جوتے پہنائے جائیں گے۔ اس سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھولے گا۔ وہ خیال کرے گا کہ سب سے سخت عذاب اسی کو دیا جا رہا ہے حالانکہ اس کا عذاب سب سے ہلکا ہوگا''۔ ([متفق علیہ] مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۲)

۝.....۝.....۝

الزُّمَر ۳۹

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۷۵ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ② اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۰) یہ کتاب نازل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست ہے اور دانا ہے۔ ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف حق کیساتھ نازل کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اسکے دِین کیساتھ خلوص رَکھتے ہوئے۔[۱-۲]

خبردار! خالص دِین وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو رَبّ بناتے ہیں (یا اللہ تعالیٰ کا ساتھی بناتے ہیں) تا کہ وہ ان جھوٹے خداؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں تو اللہ تعالیٰ یقیناً انکے درمیان ان

فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ
مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ
وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ
هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۴ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ
وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ
الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۵ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ
جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ

باتوں کا فیصلہ فرما دے گا جن میں وہ اختلاف (یعنی غلطی) کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسکو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہو اور منکرِ حق ہو۔ (یعنی کافر ہو)[۳]

اگر اللہ تعالیٰ کسی کو بیٹا بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جسکو چاہتا، چن لیتا۔ پاک ہے وہ اس بات سے، وہ اللہ تعالیٰ ہے اکیلا ہی اور وہ سب پر غالب ہے۔[۴]
(عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، بالکل غلط ہے)

اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کیساتھ پیدا فرمایا۔ وہی دِن پر رات لے آتا ہے اور رات پر دِن لے آتا ہے (کیونکہ) اسی نے (زمین) سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے (حکم دے کر) کہ ہر ایک اپنے وقتِ مقرر تک چلتا رہے (جس سے دِن اور رات پیدا ہوتے ہیں)۔ کیا وہ زبردست نہیں ہے لیکن دَرگزر کرنے والا ہے۔[۵]

اسی نے تم کو ایک جان سے پیدا فرمایا۔ اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور اسی نے

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ
خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ
اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى
تُصْرَفُوْنَ ۝٦ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۚ قف
وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ
لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى
رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ
ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ

تمہارے لیے مویشیوں کے آٹھ جوڑے بنائے۔ وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے بطنوں میں تخلیق کرتا ہے تین اندھیروں کے اندر۔ یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رَبّ کریم ہے۔ اسی کی بادشاہت ہے۔ اسکے سوا کوئی دوسرا رَبّ نہیں ہے۔ پھر تم نے کیونکر غلط راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔[۶]

اگر تم کفر کرو (یعنی اللہ تعالیٰ کو تنہا نہ مانو) تو اللہ تعالیٰ تم سے بے نیاز ہے۔ وہ اپنے بندوں سے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو (یعنی ایمان لے آؤ) تو وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔ قیامت کے روز کوئی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائیگا۔ آخر کار تم سب نے اپنے رَبّ کریم کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتا دیگا جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔ وہ تو دِلوں کا حال تک جانتا ہے۔[۷]

جب انسان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اپنے رَبّ کریم کی طرف رجوع کر

نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ
وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ
بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝۸ اَمَّنْ
هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ
الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا
يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۹ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

کے پکارتا ہے۔ پھر جب اسکا رَبِّ کریم اسے اپنی نعمت دے دیتا ہے تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جسکی وجہ سے وہ پہلے پکار رہا تھا اور فوراً دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی اسکی راہ سے گمراہ کرتا ہے۔ انکو بتا دو کہ تھوڑا وقت اپنے کفر سے فائدہ اُٹھالو۔ یقیناً تم پھر دوزخ میں جانے والا ہو۔[۸]

کیا یہ شخص بہتر ہے (جو کفر کرتا ہے) یا وہ شخص (بہتر ہے) جو کہ اللہ تعالیٰ کا وفادار ہے۔ سجدے کرتا ہے اور قیام کرتا ہے، آخرت سے ڈَرتا ہے اور اپنے رَبِّ کریم کی رحمت کی اُمید رَکھتا ہے۔

ان سے پوچھو کہ کیا وہ لوگ برابر ہیں جو علم رَکھتے ہیں اور جو علم نہیں رَکھتے۔ نصیحت تو عقل رَکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں۔[۹]

ان سے کہو کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! اپنے رَبّ تعالیٰ سے ڈَرتے رہا کرو۔

حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۱۰

جن لوگوں نے اس دُنیا میں اچھے کام کیے، انکے لیے اچھا بدلہ اور خدا تعالیٰ کی زمین وسیع ہے۔ صبر کرنے والوں کو بے حساب اَجر دیا جائیگا۔[۱۰]

تشریح : ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں اور ایمان نہ لانے والوں کا مختصر موازنہ فرما رہا ہے۔ کافرین ہر حق کو جھٹلاتے ہیں جبکہ اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ہر بات کو ماننے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔

جب مصیبت کا وقت آتا ہے تو کافرین اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں۔ جب مصیبت ٹل جاتی ہے تو پھر وہ اپنے جھوٹے خداؤں کی طرف لوٹ آتے ہیں۔

ایمان والے رات کے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور آخرت کے حساب کتاب سے ڈَرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی اُمید رَکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو نصیحت فرماتا ہے کہ جو اچھے کام کرے گا، اسکو اَجر بھی اچھا ملے گا اور جو مصیبتوں پر صبر کریگا تو ہم اسکو بے حساب اَجر دینگے۔

قیامت کے روز ہر شخص کے اعمال کے متعلق اسی سے پوچھا جائیگا، دوسرے سے نہیں پوچھا جائیگا اور اس سے دوسروں کے اعمال کے متعلق نہیں پوچھا جائیگا۔ دوسروں کے اعمال کے متعلق انہی سے پوچھا جائیگا۔ ہر انسان اپنے ہی اعمال کا ذِمہ دار ہے کسی دوسرے کا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اللہ تعالیٰ ہی کیلئے کرو، کسی دوسرے کو اس میں شامل مت کرو ورنہ یہ شرک ہو جائیگا۔

؎ پابندی تقدیر کہ پابندی احکام؟ یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خرد مند
اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش ابھی خورسند
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند
[اقبال، ضربِ کلیم]

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ

ترجمہ ◄ (آیات ۱۱ سے ۲۰) اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ان سے کہو کہ مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بندگی خلوص سے کروں اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں میں سے سب سے پہلا انسان بنوں۔[۱۱-۱۲]

ان سے کہو کہ اگر میں اپنے رَبِّ کریم کی نافرمانی کروں تو مجھے بہت بڑے دِن کے عذاب سے خوف آتا ہے۔[۱۳] (یعنی قیامت کے دِن سے)

کہہ دو کہ میں تو اللہ تعالیٰ کیلئے ہی دِین کو خالص کر کے اسکی بندگی کرونگا اور تم اسکے سوا جس جس کی بندگی کرنا چاہو، کرتے رہو۔ انکو بتا دو کہ اصل نقصان اُٹھانے والے تو وہ ہوں گے جنہوں نے قیامت کے روز اپنے آپکو اور اپنے اہل وعیال کو خسارے میں ڈال دیا۔ (یعنی جہنم میں ڈال دیا) غور سے سن لو کہ یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔[۱۴-۱۵]

ان کے اوپر بھی آگ ہوگی اور نیچے بھی۔ یہ وہ عذاب ہے جس سے اللہ

يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾
وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا
وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾
الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا
الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ
اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ
تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ
اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾

تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈَراتا ہے۔اے میرے بندو!اس عذاب سے بچو۔[۱۶]

(اسکے برعکس) جن لوگوں نے جھوٹے خداؤں سے پرہیز کی اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے رہے تو انکے لیے خوشخبری ہے۔پس اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)!انکو بشارت دو میرے ان بندوں کو جو بات کو غور سے سنتے ہیں اور انکی بڑی خوبصورتی سے اطاعت کرتے ہیں تو یہ ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے رَکھی ہے اور یہی لوگ عقلمند ہیں۔[۱۷-۱۸]

کیا تم اس شخص کو آگ کے عذاب سے بچا سکو گے جس کیلئے فیصلہ ہو چکا ہے لیکن وہ لوگ جو اپنے رَبِّ کریم سے ڈَرتے ہیں،انکے لیے بلند عمارتیں ہیں منزل پر منزل بنی ہوئی،انکے نیچے ندیاں بہہ رہی ہیں۔یہ ہے وعدہ اللہ تعالیٰ کا۔اللہ تعالیٰ

کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔[۱۹-۲۰]

تشریح : جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہیں، وہ آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے ہیں یعنی کافر انکے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔ وہ خود اور انکے اہل وعیال قیامت کے دِن نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ انکے اوپر بھی آگ ہوگی اور نیچے بھی آگ۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ انکو بشارت دیتا ہے جنت کے بڑے بڑے محلات کی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ ''**وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ○**'' (النساء۴، آیت ۸۷) ترجمہ ''اور کون اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بات میں سچا ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے تمام اُمتی جنتی ہیں سوائے ان کے جنہوں نے میرا انکار کیا''۔ پوچھا گیا کہ ''انکار کا کیا مطلب ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے میری نافرمانی کی''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۳۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو اُمت میں نافرمان لوگوں کیساتھ اپنے ہاتھوں سے جہاد کرے، وہ مومن ہے اور جو زبان سے جہاد کرے، وہ بھی مومن ہے اور جو دِل سے جہاد کرے (یعنی انہیں بُرا سمجھے) وہ بھی مومن ہے اور اسکے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے'' ([مسلم] مشکوٰۃ شریف جلد اوّل حدیث ۱۴۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے کسی کو نیکی کی طرف بلایا تو اسکو اتنا ہی اَجر ملے گا جتنا نیکی کرنے والے کو اور نیکی کرنے والے کے اَجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی لیکن اگر کسی شخص نے کسی کو بُرائی کی طرف بلایا تو اسکو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا گناہ بُرائی کرنے والے کو ہوگا اور گناہ کرنے والے کی سزا سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک انسان کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو نقل کر دے''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۴۸) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ

(۱) ''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرنے کی

(۲) میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اپنے حاکم کی سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی اگرچہ تمہارا حاکم حبشی بندہ ہی کیوں نہ ہو۔ میرے بعد بہت اختلافات دیکھو گے۔ تم پر لازم ہے کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ (حضرات) خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی سنت پر عمل کرو اور ان طریقوں کو اپنے دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔

(۳) میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ دِین میں کوئی نئی چیز ایجاد نہ کرو۔ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔

([احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ تم اپنی خواہشات ان حکموں کے تابع نہ کرلو جو میں لے کر آیا ہوں''۔([شرح السنہ، نووی کی اربعین] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میری اُمت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک جنتی ہوگا باقی سب جہنمی ہوں گے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنتی وہ ہوگا جس پر مَیں اور میرے صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) ہیں''۔([ترمذی] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۶۲)

ے نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب ونظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

.....

ے محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دِل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

[اقبال، بالِ جبریل]

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ
يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا
اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ
حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ
ع ۝۲۱ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى
نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ
اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۲ اَللّٰهُ نَزَّلَ
اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ

ترجمہ◄ (آیات ۲۱ سے ۲۴) کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر اسکو چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین میں جاری کیا پھر اسکے ذریعے مختلف رنگوں کی کھیتیاں نکالتا ہے پھر وہ کھیتیاں پک کر سوکھ جاتی ہیں پھر تم اسکو زرد دیکھتے ہو۔ پھر آخر کار انکا بھس بنا دیا جاتا ہے۔ اس میں سبق ہے عقل رکھنے والوں کیلئے۔[۲۱] (انسان بھی ان حالات سے گزر کر خشک ہو جاتا ہے یعنی مر جاتا ہے۔ اس کائنات میں ہر ایک کے لیے موت لازمی ہے)

کیا وہ شخص جسکا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے کھول دیا اور وہ اپنے رَبِّ کریم کے نور سے چل رہا ہے، اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کے لیے ہلاکت ہے ان جیسے لوگوں کی طرح جن کے دِل اللہ تعالیٰ کی نصیحت حاصل کرنے سے سخت ہو گئے ہیں۔ وہ تو واضح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی وہ اندھیرے میں چل رہے ہیں)[۲۲]

اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام عطا فرمایا۔ ایک ایسی کتاب جسکے تمام اجزاء ہمرنگ ہیں اور جس میں بار بار مضامین دہرائے گئے ہیں۔ اسے سن کر ان لوگوں کے

مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ج ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝۲۳ اَفَمَنْ يَّتَّقِىْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۲۴

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رَبِّ کریم سے ڈَرتے ہیں پھر انکے جسم اور انکے دِل نرم ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذِکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے، اسکے لیے پھر کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔[۲۳] (یہ قرآن کریم کے متعلق فرمایا گیا ہے)

ایسا گمراہ شخص قیامت کے دِن عذاب کو اپنے منہ پر لے گا اور ایسے ظالموں سے کہا جائیگا کہ اب چکھو مزہ اس کمائی کا جو تم کیا کرتے تھے۔[۲۴] (دُنیا میں)

تشریح: اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ:

اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں زراعت کو مثال کے طور پر بیان کیا ہے کہ جیسے زراعت اُگتی ہے پھر پکتی ہے پھر آخر میں اسکا بھوسہ بن جاتا ہے، اسی طرح انسان ہے کہ پیدا ہوتا ہے، جوانی آتی ہے پھر آخر میں وہ فوت ہو جاتا ہے اور اس نے فوت تو ہونا ہی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ فوت ہونے تک وہ کیسے کام کرتا ہے۔

ایک شخص ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے زندہ رہتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اور دوسرا شخص ہے جو کہ شیطان کی فرمانبرداری سے اندھیرے میں رہتا ہے اور اپنے دِل کو سخت کر لیتا ہے۔ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا نور قرآن حکیم کی شکل میں بھیجا ہے۔ جو اس پر عمل کرتا ہے، وہ

اللہ تعالیٰ کی روشنی میں چل رہا ہے۔ جو اس پر عمل نہیں کر رہا، وہ شیطان کے قدموں پر چل رہا ہے۔ شیطان کے قدم جہنم کو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا نور جو کہ قرآن حکیم ہے، جنت کو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ان دو راستوں میں سے ایک کا اختیار کرنا اسکی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔

جو قرآن کریم پر عمل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے اسکی مدد کرتے ہیں۔ جو قرآن کریم کی ہدایت کے برخلاف عمل کرتے ہیں، اسکی مدد کیلئے ابلیس موجود ہے۔ وہ ابلیس کے راستے پر چل کر اپنے آپکو ہمیشہ ہمیشہ کی تباہی میں لے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ** ○''۔ (المائدۃ ۵، آیت ۱۵) ترجمہ ''جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور اور ایک واضح کتاب آ چکی ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو پہلے خود قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور پھر دوسروں کو تعلیم دیتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۰۷) **حضرت عمر بن خطاب** رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قرآن کریم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بعض قوموں کو عروج عطا فرماتا ہے اور بعض قوموں کو زوال پذیر کرتا ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۱۳) **حضرت ابو امامہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنا کہ ''قرآن کریم کی تلاوت کیا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دِن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کریگا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۱۸) **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''قرآن کریم کی سب سے عظمت والی آیت ''آیۃ الکرسی'' ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۲۰) ایک طویل حدیث شریف میں **حضرت ابو ہریرۃ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذِکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب تم رات کو بستر پر جاؤ تو ''آیۃ الکرسی'' پڑھ لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں ایک محافظ مل جائے گا اور صبح تک تم پر شیطان کا غلبہ نہ ہوگا''۔ (ماخذ از مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۲۱)

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ
حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ
كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا
الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا
عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ
مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا

ترجمہ◄ (آیات ۲۵ سے ۳۱) ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح جھٹلایا اپنے نبیوں کو، اللہ تعالیٰ کی کتابوں کو، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تو ان پر اس طرح عذاب آیا جسکا ان کو کبھی خیال بھی نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دُنیا کی زندگی میں بھی رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی بڑا ہوگا۔ کاش! یہ لوگ اس بات کا علم رَکھتے [۲۵-۲۶] (اے میری قوم کے عوام الناس اور علماء اور حکمرانو! کیا ہمیں اس بات کا علم ہے)

ہم نے انسان کیلئے اس قرآن حکیم میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ یہ قرآن حکیم عربی زبان میں ہے جس میں کوئی بات حق سے ہٹی ہوئی نہیں ہے تا کہ وہ لوگ (جو قرآن کریم سے غافل نہیں ہیں) بُرے انجام سے بچیں۔ [۲۷-۲۸] (کیا ہم نے اور ہماری حکومتوں نے عربی زبان سکھانے کا کوئی نظام بنایا تا کہ ہم قرآن کریم سمجھ سکیں)

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ ایک مثال ہے کہ ایک شخص ہے اور وہ ملکیت ہے بہت سے بُرے اخلاق والے شرکاء کی اور دوسرا ایک شخص ہے جو مکمل ایک ہی آقا کا غلام ہے۔ کیا یہ دونوں شخص یکساں ہو سکتے ہیں؟ الحمد للہ..... (ہرگز نہیں!) مگر اکثر

لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

لوگ اس بات کا علم نہیں رکھتے۔[۲۹] (ایک شخص کئی شیاطین [انسانوں اور جنوں] کا غلام ہے اور دوسرا شخص صرف اللہ تعالیٰ کا غلام ہے۔ اس پر غور کرو کہ دونوں میں کتنا فرق ہے)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! تمہیں بھی مرنا ہے اور انہوں (یعنی کافروں) نے بھی مرنا ہے۔ پھر قیامت کے روز تم سب اپنے رَبِّ کریم کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔[۳۰-۳۱]

تشریح: پہلے شخص کی مثال اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ کیساتھ بہت سے دوسرے خدا رکھتا ہے۔ بت ہیں، سورج، چاند اور ستارے ہیں، ولی ہیں اور دوسری مخلوقات جیسے انسانی تاریخ میں انسان نے سانپ کو بھی پوجا وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے شخص کی مثال یہ ہے کہ وہ ایک ہی اللہ تعالیٰ کا غلام ہے اور اسی کی وہ بندگی کر رہا ہے۔

جو ایک اللہ تعالیٰ کا غلام ہے، وہ کامیاب ہونے والا ہے اور جو بہت سے آقاؤں کا غلام ہے، وہ ناکام رہنے والا ہے۔

یہ یاد رہے کہ کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پڑھ لینے کے بعد بھی انسان بہت سی جگہ شرک کر بیٹھتا ہے۔ جب اپنی غلطی کا اسکو احساس ہو تو اللہ تعالیٰ سے اسکو توبہ کرنی چاہیے مثلاً بزرگوں کے مزاروں پر وہ بزرگوں سے دُعائیں مانگتا ہے حالانکہ دُعا اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے۔ وہ بزرگوں کے مزار پر بکرے ذبح کرتا ہے اور بزرگ کے نام پر ذبح کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کر کے وہاں غریبوں کو کھلا دیا جائے اور اسکا ثواب بزرگ کے نام منتقل کر دیا جائے تو یہ شرک نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''رِیا شرک ہے''۔(ترمذی)

بہت سے لوگ گاڑی کے پیچھے کالا کپڑا باندھ دیتے ہیں اور مکان بناتے وقت بنیادوں میں بکرے کا خون پہلے ڈالتے ہیں۔ یہ شرک کی باتیں ہیں۔ان سے بچنا چاہیے

سب سے بڑا شرک انسان کا اپنا نفس ہے اور جانتے ہیں کہ فلاں بات اللہ تعالیٰ نے منع فرمائی ہے اور حرام ہے لیکن آپ سود دَر سود کھاتے جا رہے ہیں۔اس کے بہت سے نقصانات کے علاوہ ایک یہ بھی نقصان ہے کہ یہ فعل شرک میں آتا ہے کیونکہ اپنے نفس کو خوش کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی پرواہ نہیں کر رہے۔

ایسی شرک کی باتوں سے توبہ کرنی چاہیے۔اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے۔

ے کیا سناتا ہے مجھے ترک وعرب کی داستاں مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز وساز
ہو گئی رُسوا زمانے میں کلاہِ لا الہ رنگ جو سراپا ناز تھے، ہیں آج مجبورِ نیاز
حکمت مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو مضطرب ہے تو کہ تیرا دِل نہیں دانائے راز

ے ربط و ضبط ملت بیضا ہے مشرق کی نجات ایشیا والے ہیں اس نقطے سے اب تک بے خبر
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر
جو کرے گا امتیازِ رنگ وخون مٹ جائے گا ترکِ خرگاہی ہو یا اعرابی والا گوہر
نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی اُڑ گیا دُنیا سے تو مانند خاکِ راہ گزر
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

ے کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں آنے والے دَور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

[اقبال، بانگ درا]

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم سمجھدار نوجوان تھے۔ہم نے قرآن کریم سیکھنے سے پہلے **ایمان** سیکھا پھر ہم نے قرآن کریم سیکھا تو اس کی وجہ سے ہم ایمان میں بڑھتے چلے گئے''۔[ابن ماجہ] **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جو شخص دِن میں دوسو (۲۰۰) مرتبہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتا ہے تو اس کے پچاس (۵۰) سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے قرض کے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۵۴)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ
بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ
بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ

ترجمہ◄ (آیات ۳۲ سے ۴۲) اس سے بڑا ظالم اور کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے اور جب سچ اسکے سامنے آ جائے (یعنی قرآن حکیم اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تو اسے جھٹلا دے۔ کیا ایسے کافروں کیلئے جہنم ہی ٹھکانہ نہیں ہونا چاہیے؟[۳۲]

جو شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) **سچائی** لے کر آیا ہے اور جنہوں نے اس کو سچ مانا، وہی لوگ **متقی** ہیں۔ (یعنی جہنم سے بچنے والے) انکے لیے ان کے رَبِّ کریم کے پاس ہر وہ چیز موجود ہے جو وہ چاہیں گے (جنت میں)۔ یہ ہے بدلہ ان لوگوں کیلئے جو اچھے کام کرتے ہیں۔[۳۳-۳۴]

اور جو بُرائیاں ان سے سرزد ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ انکو مٹا دیگا اور جو بہترین اعمال انہوں نے کیے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بہترین اَجر عطا فرمائے گا۔[۳۵] (دُنیا اور جنت میں)

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے (اس کی حاجات پوری کرنے کیلئے) کافی

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى
انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ
كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِىْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ
مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ
يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى
مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ

نہیں ہے؟ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم کو دوسروں سے ڈراتے ہیں (یعنی بتوں سے) حالانکہ اللہ تعالیٰ جسے بے راہ کر دے، اسکو کوئی راہ دکھانے والا نہیں ہوتا۔[۳۶]

اور جسکو اللہ تعالیٰ راہ دکھا دے، اسکو بھٹکانے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔ کیا اللہ تعالیٰ زبردست نہیں ہے اور انتقام لینے والا نہیں ہے۔[۳۷]

اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ کہو اگر تم یہ بات جانتے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو کیوں پکارتے ہو؟ (مدد کیلئے) اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ تمہاری دیویاں مجھے نقصان سے بچالیں گی؟ اور اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکیں گی؟ بس اعلان کر دیجئے کہ میرے لیے تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں۔[۳۸]

ان سے کہو کہ اے میری قوم! تم اپنے طریقے پر عمل کرتے رہو۔ میں اپنے طریقے پر عمل کرتا رہوں گا۔ عنقریب (یعنی قیامت کے روز یا دُنیا میں ہی) تمہیں

يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾
اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ
اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ
وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ
حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ
فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ
الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

معلوم ہو جائیگا کہ کس پر رُسوا کن عذاب آتا ہے اور کسے وہ سزا ملتی ہے جو کبھی ٹلنے والی نہیں ہے۔ (یعنی جہنم کی سزا) [۳۹-۴۰]

ہم نے یہ کتاب (یعنی قرآن حکیم) تم پر نازل کی ہے حق کیساتھ تمام دُنیا کے انسانوں کیلئے تو جو اس سے ہدایت حاصل کرتا ہے، وہ اپنے ہی فائدے کیلئے کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو اسکی گمراہی کا عذاب بھی اسی پر ہوگا۔ تم انکے وکیل نہیں ہو [۴۱]

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو موت کے وقت روح قبض کرتا ہے اور جسکا مرنے کا وقت ابھی نہیں آیا، اسکی روح نیند میں قبض کرتا ہے اور جس پر موت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے، اسکی روح کو (قبض کرنے کے بعد) روک لیتا ہے اور دوسروں کی روحوں کو واپس ایک وقتِ مقرر تک جسم میں بھیج دیتا ہے۔ اس میں بڑی نشانیاں (یعنی بڑے سبق) ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ [۴۲] (اسی طرح اللہ تعالیٰ روحوں کو مُردوں کے جسم میں واپس لوٹا دے گا اور وہ دوبارہ زندہ ہو کر قیامت کے روز قبروں سے نکل آئیں گے)

تشریح : جولوگ قرآن حکیم پر ایمان نہیں رَکھتے، انکا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو قرآن حکیم پر ایمان رَکھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں، انکا اَجر اللہ تعالیٰ کے پاس یہ ہے کہ انکی بُرائیوں کو اللہ تعالیٰ مٹادے گا اور اللہ تعالیٰ انکو بہترین اَجر عطا فرمائیگا یعنی جنت۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر ہی توکل رَکھو اور کسی دوسری دوسری چیز پر توکل مت رَکھو۔ اگر دوسروں پر توکل رکھو گے تو یہ شرک تصور ہوگا جس کی معافی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے قرآن حکیم کو نازل فرمایا اور جو اس سے ہدایت حاصل کرتا ہے، اسکا فائدہ اسکی ذات کو ہی ہے اور جو اس سے غفلت کرتا ہے اور ہدایت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا یا اسکی آیات خاص طور پر آیاتِ متشابہات سے تاویلات اپنی مرضی سے کرتا ہے، وہ گمراہ ہوجاتا ہے اور اسکی گمراہی کا وبال اسی پر ہوگا کسی دوسرے پر نہیں

موت اور نیند میں بہت مشابہت ہے۔ اسکا نظام اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جسکی موت کا وقت آجاتا ہے، اسکی روح ہمیشہ کیلئے قبض کرلی جاتی ہے اور جس پر موت ابھی واقع نہیں ہونی تو اسکی روح نیند کے وقت قبض کرلی جاتی ہے لیکن پھر اسکو واپس لوٹا دیا جاتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ زندگی اور موت مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جب کوئی انسان یا جاندار مرتا ہے، اسی کے حکم سے مرتا ہے اور جو زندہ رہتا ہے، اسکے حکم سے زندہ رہتا ہے۔ اسلئے نہ تو زندگی آپکو بتوں سے مل سکتی ہے، نہ ڈاکٹروں اور حکیموں سے مل سکتی ہے اور نہ ہی یہ انگلینڈ، امریکہ اور روس سے مل سکتی ہے، یہ صرف اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ ہی سے مل سکتی ہے لہٰذا قدرتی حوادثات سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کیا کریں۔ بیماری سے بچنے اور بیماری سے شفا کیلئے بھی اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رَکھیں نہ کہ حکیموں اور ڈاکٹرں پر۔ تدبیر کا کرنا اللہ تعالیٰ نے لازم ٹھہرایا ہے لیکن ساتھ ہی فرمادیا کہ توکل تدبیر پر نہیں، اللہ تعالیٰ پر رَکھو۔ قرآن حکیم میں ہے کہ ''**وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○**'' (ابراہیم ۱۴، آیت ۱۲) ترجمہ ''اور بھروسہ رَکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رَکھنا چاہیے''۔

دُعا کی قبولیت کے دو وقتوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ ایک وہ وقت ہے جب فرض اَدا کرتے ہیں۔ نماز میں دُعا مانگیں جو کہ الفاظ قرآن حکیم سے ہونے چاہیں اور فرض نماز ختم ہونے کے فوراً بعد دُعا مانگیں، وہ آپ کسی زبان میں مانگ سکتے ہیں۔

دوسرا وقت رات کا تیسرا حصہ یعنی فجر کی نماز سے پہلے کے اوقات جب اللہ تعالیٰ آسمانِ دُنیا پر آ جاتے ہیں اور ندا لگاتے ہیں کہ ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا کہ میں اسکو دوں۔ ہے کوئی مجھ سے بخشش چاہنے والا کہ میں اسکو بخش دوں۔ (مشکوٰۃ)

اسکے علاوہ اَور بھی دُعا کی قبولیت کے وقت حدیثوں میں آتے ہیں۔ آپ کوئی اچھی کتاب دُعاؤں کی لے کر اس سے تلاش کر لیں۔

دُعا کا ایک وقت جمعہ کے روز عصر اور مغرب کے درمیانی وقفے میں ہے۔ **حضرت عبداللہ بن سلام** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی بتایا کہ ''اس وقت کا ذِکر تورات میں بھی ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تورات کے بھی مشہور عالم تھے اسلام قبول کرنے سے پہلے''۔ (مشکوٰۃ)

(۱) مندرجہ بالا آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام دُنیا کے انسانوں کو شرک سے باز رہنے کی تلقین کی ہے۔ اسکا انجام بالآخر دُنیا میں بے شمار مصیبتیں اور آخرت میں جہنم کا ٹھکانہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ بات سیدھی سادی ہے کہ اس کائنات کی تخلیق اور انتظام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جو وسائل ہم استعمال کرتے ہیں، ان کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے بعض دفعہ ان وسائل میں برکت ڈال دیتا ہے تو آپ کا کام ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ اپنی حکمت سے ان وسائل کو قبول نہیں کرتا تو آپ کا کام بھی نہیں ہوتا۔

(۲) جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آتے ہیں، وہ غائب پر بھی ایمان لاتے ہیں مثلاً آخرت، فرشتے، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، قرآن حکیم کے علاوہ پہلے نازل شدہ کتابیں اور تقدیر۔

(۳) آخرت کو ہمیشہ ذہن میں رَکھنا چاہیے کیونکہ ہمارے یہاں کے اعمال آخرت میں تولے جائیں گے۔ جن کا پلڑا بھاری نکلے گا، وہ جنت میں جائیں گے۔ جن کا پلڑہ ہلکا نکلے گا، وہ جہنم میں جائیں گے۔

(۴) آخرت کو ذہن میں رَکھنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اسکے حساب سے خوف پیدا ہوتا ہے جو انسان کو بُرائی سے بچاتا ہے۔

(۵) جو لوگ دُنیا میں نیک عمل کرتے رہے، وہ آخرت میں جنت میں جائیں گے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ
كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ
الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ
اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ
وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ
﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ

ترجمہ◄ (آیات ۴۳ سے ۶۶) کیا لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو براہِ راست چھوڑ کر اسکے سفارشی مقرر کر لیئے ہیں۔ لوگوں سے کہو کہ کیا وہ سفارش کر سکتے ہیں جبکہ کوئی چیز انکے اختیار میں نہیں ہے اور نہ ہی وہ عقل رَکھتے ہیں۔[۴۳]

کہہ دو کہ سفارش تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کا مالک وہی ہے اور پھر تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہو۔[۴۴]

جب اکیلے اللہ تعالیٰ کا ذِکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رَکھتے انکے دِل تنگ ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری چیزوں (جن کو وہ پوجتے ہیں) کا ذِکر کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ کہو کہ اے ہمارے رَبِّ کریم! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! غائب اور حاضر کے جاننے والے! تو ہی بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔[۴۵-۴۶] (توحید اور شرک میں)

مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ
سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا
كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾
فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۚ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ
نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ
فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا

اگر ظالموں (یعنی مشرکین) کے پاس زمین کی ساری دولت ہی ہو اور پھر اتنی ہی اَور بھی اور یہ روزِ قیامت میں سخت حساب سے بچنے کیلئے فدیے کے طور پر دیں تو قبول نہیں کی جائیگی۔ اس دِن اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ ظاہر ہوگا جسکا انہوں نے کبھی اندازہ بھی نہیں لگایا ہوگا۔[۴۷] (ایسے عذاب ان کو نظر آئیں گے جو کبھی دُنیا میں انہوں نے سوچے بھی نہیں ہوں گے، دیکھے بھی نہیں ہوں گے)

وہاں اپنی پوری کمائی کے سارے نتائج ان پر ظاہر ہو جائینگے اور وہی چیز جن پر یہ ہنسا کرتے تھے، اس میں گرفتار ہو جائینگے۔[۴۸] (مشرکین ہنسا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی توحید پر، نبیوں کی نصیحتوں پر، نبیوں کی طرزِ زندگی پر اور قیامت کے دِن پر جسکا ڈَر اوا انکو نبی دیا کرتے تھے)

جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم سے دُعا کرتا ہے پھر جب ہم اپنی طرف سے اسکو نعمت عطا فرما دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ نعمت تو میرے علم کی وجہ سے دی گئی ہے۔ نہیں بلکہ یہ تو اسکے لیے ایک امتحان ہے مگر اکثر لوگ ان باتوں کا علم نہیں رَکھتے۔[۴۹] (نعمت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور تکلیف انسان کے اپنے اعمال کی

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ۝۵۰ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ
وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۵۱ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۵۲ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ
اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ

وجہ سے ہوتی ہے)

ایسی ہی باتیں پہلے لوگ بھی کیا کرتے تھے (اور آج بھی کرتے ہیں) مگر جو (بُرے) کام انہوں نے کیے، وہ انکے کام نہیں آئے۔ پھر انہوں نے اپنی بُرائی کے بُرے ہی نتائج بھگتے اور جو لوگ ان لوگوں میں سے ظالم ہیں (یعنی مشرکین) وہ عنقریب اپنی بُری کمائی کے نتائج بھگتیں گے۔ یہ ہمیں بے بس کر دینے والے نہیں ہیں۔[۵۰-۵۱]

کیا یہ لوگ جانتے نہیں ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو جسکا رزق چاہتا ہے، وسیع کر دیتا ہے اور جسکا چاہتا ہے، تنگ کر دیتا ہے۔ اس میں نصیحتیں ہیں ان لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں۔[۵۲] (کہ رزق اللہ تعالیٰ کے ہی ہاتھ میں ہے، وسائل میں نہیں ہے گو وسائل کا اختیار کرنا ضروری ہے)

اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں (یعنی بُرے کام کیے ہیں) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جانا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف فرما سکتا ہے۔ وہ تو دَرگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[۵۳]

اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ
الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا
لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ
﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ
لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا
فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ
السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ
لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى
الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ

(اے دُنیا کے تمام لوگو!) آ جاؤ اپنے رَبِّ کریم کی طرف اور اسکی اطاعت کرو پیشتر اسکے کہ تم پر ایسا عذاب آ جائے کہ پھر تمہیں مدد نہ مل سکے۔[۵۴]

اور عمل کرو اس پر جو بہترین تمہارے رَبِّ کریم نے تمہاری طرف بھیجا ہے (یعنی قرآن حکیم) پیشتر اس کے کہ اچانک تم پر عذاب آ جائے اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔[۵۵]

کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں غافل رہا اور میں اُلٹا مذاق بناتا رہا یا یہ کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتا تو میں بھی متقی بن جاتا۔[۵۶-۵۷]

یا عذاب دیکھ کر کہے کہ کاش! مجھے ایک موقع اَور مل جاتا تو میں بھی نیک عمل کرتا۔[۵۸]

﴿۵۸﴾ بَلٰى قَد جَآءَتْكَ اٰيٰتِىْ فَكَذَّبْتَ بِهَا
وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ
الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ
مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ
﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ز
لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ
كُلِّ شَىْءٍ ز وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ
مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ

کیوں نہیں! قیامت کے وقت ہم یہ کہیں گے کہ میری آیات تمہارے پاس آ چکی تھیں لیکن تو نے انکو جھٹلایا اور تکبر کیا اور انکار کرنے والوں میں سے ہو گیا۔[۵۹]
اور قیامت کے روز تو دیکھے گا کہ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے تھے، انکے چہرے سیاہ ہو جائینگے۔ کیا تکبر کرنے والوں کا صحیح ٹھکانہ جہنم نہیں ہونا چاہیے؟[۶۰]
اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہے، اللہ تعالیٰ انکو کامیابی کیساتھ (عذاب سے) بچالے گا اور انکو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہونگے۔[۶۱]
اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کو پیدا فرمانے والا ہے اور ہر چیز پر نگہبان ہے۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ جو لوگ ہماری نصیحتوں کا انکار کرتے ہیں (یعنی جو مانتے نہیں یا جو عمل نہیں کرتے) تو وہ لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔[۶۲-۶۳]
تو پھر اے جاہلو! کیا میں اس اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جیسا تم مجھے کہتے ہو، کسی اَور

اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

کی عبادت کروں۔[۶۴]

میری طرف تو وحی کی گئی ہے اور مجھ سے پہلے (حضرات) انبیاء (کرام علیہم السلام) کی طرف بھی کہ اگر تم شرک کرو گے تو تمہارا عمل ضائع ہو جائیگا اور تم خسارے میں رہو گے لہٰذا تم بس اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ۔[۶۵-۶۶]

تشریح : مشرکین کے بارے میں بات ہو رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے براہِ راست دُعا مانگنے کی بجائے اپنے بنائے ہوئے شریکوں کے ذریعے دُعا مانگتے ہیں اور بعض دفعہ براہِ راست ان سے دُعا مانگتے ہیں کیونکہ اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے بھی انکو بڑا کر دیتے ہیں۔

وسیلہ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض لوگ نبیوں اور بزرگوں کے وسیلہ سے دُعا مانگتے ہیں لیکن اکثریت علماء کی رائے یہ ہے کہ جو شخص فوت ہو چکا ہے، اسکا وسیلہ دینا شرک ہو جاتا ہے البتہ نیک عمل کا آپ وسیلہ دے سکتے ہیں یا کسی نیک زندہ انسان سے دُعا کی درخواست کر سکتے ہیں۔

اس کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن انسان اکثر کہتا ہے کہ یہ میری محنت سے ہوا، یہ میرے علم سے ہوا، یہ میری تدبیر سے ہوا، یہ سب باتیں شرک میں آتی ہیں کیونکہ انسان کی کوشش، انسان کا علم، انسان کی تدبیر، سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ انجام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے گو علم سے کام کرنا اللہ تعالیٰ نے ہی حکم دیا ہے لیکن علم پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے کیونکہ علم کے باوجود نتائج وہی نکلیں گے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے نہ کہ وہ جو انسان نے علم کی بنا پر یہ کام کیا ہو۔

اسی لیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو نصیحت فرمائی تھی کہ مصر کے

شہر میں داخل ہوتے ہوئے اکٹھے داخل نہ ہونا (تاکہ شہر والے اس کو حملہ نہ سمجھیں) بلکہ علیحدہ علیحدہ ہوکر چلنا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ یہ تو میں نے اپنی تدبیر کی ہے لیکن انجام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

تو اگر آپ اپنی صلاحیتوں پر توکل کرنے کی بجائے ان صلاحیتوں کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردیں تو اللہ تعالیٰ ان صلاحیتوں سے اچھا انجام پیدا کریگا اور اگر تمہارا توکل اپنی صلاحیتوں پر ہوگیا تو وہ صلاحیتیں اللہ تعالیٰ غارت بھی کرسکتا ہے اور پھر تم ناکام ہوجاؤ گے

بہترین طریقہ یہ ہے کہ جو کام بھی انسان کرے، اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگے اور اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھے تو انسان اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیگا اور آخرت میں بھی اس طرزِ عمل کا اللہ تعالیٰ اَجر دے گا۔

؎ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

.....

؎ بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اَور کافری کیا ہے

.....

؎ فلک نے انکو عطا کی خواجگی کہ جنہیں
خبر نہیں روشِ بندۂ پروری کیا ہے

.....

؎ نشاں راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لیے

.....

؎ نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

۝.....۝.....۝

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا
قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ
بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَنُفِخَ
فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي
الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى
فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا

ترجمہ◄ (آیات ۶۷ سے ۷۵) لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق تھا۔ (وہ تو ایسی عظیم ہستی ہے کہ) قیامت کے روز زمین اسکی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اسکے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ ہر کمزوری سے اور بہت ہی بلند و بالا ہے ان باتوں سے جو (مشرک) لوگ کرتے ہیں۔[۶۷] (وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسری چیزوں کو اسکے کام کاج میں یا سفارش میں شریک بناتے ہیں حالانکہ وہ اتنی بڑی ذات ہے کہ نہ اس کو کسی مدد کی ضرورت ہے، نہ کسی سفارش کی ضرورت ہے)

اور جس روز (پہلا) صور پھونکا جائیگا تو سب (زندہ) مخلوق جو آسمانوں اور زمین میں ہوگی بے ہوش ہو جائیں گے سوائے انکے جنہیں اللہ تعالیٰ (بے ہوش ہونے سے) زندہ رکھنا چاہے۔ پھر اس کے بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا تو سب (مُردہ مخلوق) زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے۔[۶۸]

اور زمین اسکے رَبّ تعالیٰ کے نور سے چمک اُٹھے گی۔ کتابِ اعمال لا کر سامنے رکھ دی جائیگی۔ انبیاء (علیہم السلام) اور تمام گواہ حاضر کر دیئے جائینگے۔

يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ
اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى
جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا
وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ
هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى

لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔[۶۹]

اور ہر شخص کو جو کچھ بھی اس نے عمل کیا، اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ جو کچھ لوگ عمل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا علم رکھتا ہے۔[۷۰]

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا، وہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ در گروہ۔ جب وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اس کے اہلکار ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم میں سے کوئی تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے جو کہ تمہارے رَبِّ کریم کی نصیحتیں تمہیں پڑھ کر سناتے اور جو تمہیں اس دِن کی ملاقات کے متعلق ڈَراتے۔ وہ کہیں گے کہ کیوں نہیں! (آئے تو تھے لیکن ہم نے ان کو جھٹلایا) اور کافروں پر عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے۔[۷۱]

ان سے کہا جائے گا کہ اب داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں سے ہمیشہ رہنے کیلئے۔ پس یہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے تکبر کرنے والوں کیلئے۔[۷۲] (وہ تکبر کی وجہ سے نبی کی بات کو نہیں مانتے تھے۔ خود بڑے بنتے تھے)

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى
الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ
اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ
فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ
حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى
الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع

رہے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والے تھے، وہ جنت کی طرف گروہ دَر گروہ لے جائے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اسکے پاس پہنچیں گے تو اسکے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسکے اہلکار کہیں گے کہ سلام ہو تم پر، بہت اچھے رہے۔ داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ رہنے کیلئے۔[۷۳]

اور وہ جنتی کہیں گے کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو اس زمین (یعنی جنت) کا وارث بنا دیا ہے جس میں ہم جہاں چاہیں، رہیں۔ کیسا بہترین اَجر ہے نیک عمل کرنے والوں کیلئے۔[۷۴]

اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد اپنے رَبِّ کریم کی حمد بیان کر رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان عدل کیساتھ فیصلہ کر دیا جائیگا اور (کائنات) پکار اُٹھے گی کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رَبِّ کریم ہے۔[۷۵]

تشریح: فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ:

تکبر ایک ایسی اخلاقی بُرائی ہے جو انسان کے تمام نیک اعمال کو نیست و نابود کر دینے والی ہے۔ **رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جسکے دِل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائیگا''۔ (ابن ماجہ)

ہمارے معاشرے میں چار قسم کے لوگ ایسے ہیں جنکا تکبر بالکل واضح ہے:

(۱) اہلِ اقتدار (۲) اعلیٰ افسران

(۳) علماءِ دین (۴) دولتمند

ان چاروں گروہوں میں بہت قلیل تعداد ان لوگوں کی ہے جن میں تکبر نہیں ہے۔ کم از کم ظاہراً نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ ''**يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ**''۔ (المومن ۴۰، آیت ۳۵) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ ہر **متکبر** اور **ظالم** کے دِل پر مہر لگا دیتے ہیں''۔ پھر وہ نہ تو اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور نہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا کلام راس آتا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''کبریائی میری چادر ہے۔ عظمت میرا تہبند ہے۔ جو شخص ان میں سے میری ایک شے بھی چھینے گا، میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا''۔ (ابن ماجہ جلد دوم حدیث ۱۹۷۷) **حضرت ابوسعید خدری** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دَرجہ تواضع (عاجزی) اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ ایک دَرجہ اس کا بلند کرے گا اور جو ایک دَرجہ تکبر کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کا ایک دَرجہ گرائے گا۔ حتیٰ کہ اسے اسفل السافلین میں پہنچا دے گا''۔ (ابن ماجہ جلد دوم حدیث ۱۹۷۹) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی کہ آپس میں **تواضع** کیا کرو۔ ایک دوسرے پر فخر مت کرو''۔ (ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱۹۸۲)

۝.....۝.....۝

اَلْمُؤْمِن ۴۰

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۸۵ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ﴿۲﴾
غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ
ذِى الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴿۳﴾
مَا يُجَادِلُ فِىْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا
يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِى الْبِلَادِ﴿۴﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۲۰) حا-میم۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو زبردست ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ وہ گناہوں کو معاف فرمانے والا اور توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا اور بڑا ہی صاحبِ فضل ہے۔ کوئی دوسرا اسکے سوا رَبّ نہیں۔ اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔[۱-۳] (قیامت کے دِن)

جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑتے ہیں، وہ کافر ہیں۔ انکا ملک میں دندنانا تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈال دے۔[۴]

نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ص وَهَمَّتْ كُلُّ
اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ
لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ قف فَكَيْفَ كَانَ
عِقَابِ ۝۵ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۶ اَلَّذِيْنَ
يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ
رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج
رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ
لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ

اسی طرح (جیسے مکہ والے تمہیں جھٹلاتے ہیں) ان سے پہلے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی قوم نے (اپنے نبی کو) جھٹلایا اور اسکے بعد بہت سی دوسری قوموں نے بھی۔ ہر قوم نے اپنے رسول کو اذیت دی کہ اسکو پکڑا اور ناحق جھگڑا کیا تا کہ سچ کو جھوٹے جھگڑوں سے دبا دیں پھر میں نے انکو پکڑ لیا تو (دیکھو) میری سزا کیسی سخت ہوئی۔[۵]

اور اس طرح تیرے رَبِّ کریم کا یہ فیصلہ ان لوگوں پر نافذ ہو کر رہا (جنہوں نے نبیوں کو جھٹلایا) کہ وہ اہل جہنم ہیں۔[۶]

جو فرشتے عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو اسکے گرد موجود رہتے ہیں، وہ اپنے رَبِّ کریم کی تسبیح بیان کرتے ہیں، وہ اس پر ایمان رَکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کیلئے مغفرت کی دُعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رَبِّ کریم! تو اپنی رحمت

الْجَحِيْمِ ۝۷ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۨ الَّتِيْ
وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ
وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۸ وَقِهِمُ
السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ
رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ
اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰
قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ

اور علم کیساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔ پس ان لوگوں کو معاف کر دے جو توبہ کر لیتے ہیں اور تیرا راستہ اختیار کر لیتے ہیں اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔[۷]

اے ہمارے رَبِّ کریم! انکو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل فرما جسکا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور انکے والدین اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیک ہوں (جنت میں داخل فرما)۔ بیشک تو زبردست طاقت والا ہے اور حکمت والا ہے اور بچا لے انکو بُرائیوں سے (دُنیا کی زندگی میں)۔ جسکو تو نے قیامت کے دِن بُرائیوں کی سزا (ان کی توبہ کی وجہ سے اور اپنی رحمت کی وجہ) سے بچا لیا، اس پر تو نے (بڑا) رحم فرمایا اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔[۸-۹]

جن لوگوں نے کفر کیا قیامت کے دِن ان سے کہا جائیگا کہ آج تمہیں جتنا غصہ اپنے آپ پر آ رہا ہے، اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ غضب ناک ہوا کرتا تھا جب تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم انکار کر دیتے تھے۔[۱۰]

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾
ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ
يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾
هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ

وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رَبّ تعالیٰ! تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ زندہ کیا۔ اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں تو کیا اب یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے۔[۱۱] (اس وقت کسی کو جہنم سے نکلنے کا راستہ نہیں ملے گا)

یہ حالت جس میں تم اب مبتلا ہو، اسلئے ہوئی ہے کہ جب تمہیں ایک اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے اور جب اسکے ساتھ دوسروں کو ملا کر مجھے پکارتے تھے (یعنی شرک کرتے تھے) تو تم مان لیتے تھے۔ پس اب فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جو بہت بلند و برتر اور بہت بڑا ہے۔[۱۲] (اب تمہارے شریک غائب ہو گئے ہیں)

(اب اس دُنیا میں تمہارے پاس موقع ہے کہ شرک نہ کرو اور مان لو کہ) اکیلا وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں (جو تمہارے ماحول میں بیشمار موجود ہیں۔ اس کی وحدانیت کا ثبوت دیتی ہیں) دکھاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لیے رزق نازل فرماتا ہے مگر نصیحت وہی لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔[۱۳]

(اے مومنین!) پس تمہیں چاہیے کہ ایک اللہ تعالیٰ ہی کو مخلص ہو کر پکارو خواہ کافروں (یعنی مشرکین) کو یہ بات بُری ہی لگے۔[۱۴]

الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ
عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۙ﴿۱۵﴾
يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ
شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ
﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ
الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ
يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ
ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾

وہ بلند دَرجوں والا ہے، عرش کا مالک ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے، وہ اپنے حکم سے روح (یعنی فرشتہ حضرت جبریل علیہ السلام) کو بھیج دے تا کہ ہمارا وہ بندہ (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) لوگوں کو (آخرت میں اللہ تعالیٰ کے حساب کے لیے) ملاقات کی خبر کردے۔[۱۵]

جس دِن سب لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونگے اور اللہ تعالیٰ سے انکی کوئی بات چھپی ہوئی نہ ہوگی۔ (تو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ) آج بادشاہت کس کی ہے؟ (اب دیکھ لو اپنی آنکھوں سے کہ) اکیلے اللہ تعالیٰ زبردست کی (بادشاہت ہے)[۱۶]

آج (قیامت کے دِن) ہر شخص کو اسکی کمائی کا بدلہ دیا جائیگا۔ آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔[۱۷]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! ڈَراؤ ان لوگوں کو اس دِن سے جو قریب آ گیا ہے جبکہ کلیجے منہ کو آ لگیں گے اور لوگ غمزدہ ہونگے۔ اس دِن ظالموں کا نہ کوئی جگری دوست ہوگا۔ نہ کوئی سفارش کرنے والا کہ اسکی سفارش قبول ہو۔[۱۸]

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾

وہ آنکھوں کی خیانت تک سے واقف ہے اور وہ سینوں کے مخفی راز جانتا ہے۔[۱۹]
اللہ تعالیٰ حق (یعنی عدل) کیساتھ فیصلہ فرماتا ہے۔ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کو پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔ (بت جو اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے جاتے ہیں، نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں)[۲۰]

تشریح: فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ : جب اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو تو خالص اسی کو پکارو، زبان سے بھی اور دِل سے بھی۔ درمیان میں کوئی واسطہ سوائے نیک عمل کے نہیں ہونا چاہیے۔ نبیوں بزرگوں کا واسطہ دینا جبکہ وہ موجود نہیں ہیں، درست نہیں ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سمندر میں سفر کر رہے تھے تو طوفان آ گیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی لات ومنات اور عزیٰ کا نام لیا۔ چند ایک لوگوں نے کہا کہ صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی کام آتا ہے تو اسی سے دُعا کرو۔ طوفان تھم گیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس جا کر ایمان لے آئے۔ (مشکوٰۃ شریف)

؎ خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائی گی فراغت تعلیم کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

حضرت مرساد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''نیک لوگ چلے جائیں گے اور پہلے تو پہلے ہی ہیں۔ باقی بھوسی رہ جائے گی جیسے جَو یا کھجور کی بھوسی۔ ان کی اللہ تعالیٰ کو مطلقاً پرواہ نہیں ہوگی''۔ ([بخاری] مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۵۱۲۸) **حضرت حذیفہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ **تمہارے حکام دولتمند** اور **شریر لوگ** نہ ہو جائیں''۔ (ماخذ از

مشکوٰۃ شریف [ترمذی] جلد دوم حدیث ۵۱۳۰) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دُنیا کا کامیاب ترین شخص خبیث بن خبیث نہ ہو''۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۵۱۳۱) یعنی دُنیا کے حاکم اور سردار وہ لوگ بنیں گے جو خاندانی خبیث ہوں گے اور جنہیں دِین سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جب میری **اُمت اکڑ کر چلے** گی تو اللہ تعالیٰ ان کے بُرے لوگوں کو اچھے لوگوں پر غالب کر دے گا''۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۵۱۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں غربت بہت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس غربت کے پس منظر میں فرمایا کہ ''تم پر ایک وقت ایسا آئیگا کہ تم ایک جوڑا صبح کو پہنو گے اور ایک جوڑا شام کو پہنو گے۔ تمہارے سامنے ایک تھالی رَکھی جائیگی اور ایک دوسری اُٹھالی جائیگی''۔(ماخذ از مشکوٰۃ شریف جلد دوم، حدیث ۵۱۳۲) **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** نے فرمایا کہ ''جب تمہارے حکام نیک ہوں، تمہارے مالدار سخی ہوں، تمہارے کام آپس کے مشورے سے ہوں تو زندہ رہنا مر جانے سے بہتر ہے۔ اگر تمہارے حکمران شریر ہوں، تمہارے دولتمند بخیل ہوں، تمہارے کام عورتوں کے اختیار میں ہوں تو پھر مر جانا زندہ رہنے سے بہتر ہے''۔(مشکوٰۃ شریف جلد حدیث ۵۱۳۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک وقت آئیگا کہ غیر مسلم اُمتیں تم پر چڑھ آئینگی''۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ ''کیا ہم کم ہونگے؟'' فرمایا کہ ''نہیں! تم تعداد میں بہت ہوگے لیکن تم جھاگ کی طرح ہوگے۔ تمہارا رُعب جاتا رہے گا۔ تمہارے دِلوں میں وَہن آجائیگا یعنی دُنیا کی محبت اور موت سے نفرت''۔(مشکوٰۃ جلد دوم حدیث ۵۱۳۵) **حضرت ابن عباس** رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''[۱] جس قوم میں خیانت ظاہر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ انکے دِلوں میں دوسروں کا رُعب ڈال دیتا ہے [۲] جس قوم میں زِنا کی کثرت ہو جائے اس میں موت کی کثرت ہو جاتی ہے [۳] جس قوم میں ناپ تول کی کمی ہو اسکا رزق کم کر دیا جاتا ہے [۴] جس قوم میں عدل کیخلاف فیصلے ہوں اس میں خونریزی پھیل جاتی ہے اور [۵] جو قوم معاہدہ توڑ دیتی ہے اس پر دُشمن مسلط ہو جاتا ہے''۔([مالک] مشکوٰۃ جلد دوم حدیث ۵۱۳۶)

۝.....۝.....۝

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ

ترجمہ◄ (آیات ۲۱ سے ۵۲) کیا انہوں نے زمین میں سفر کر کے نہیں دیکھا کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ وہ ان سے زیادہ طاقتور اور زمین کے وسائل زیادہ رکھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو پکڑ لیا انکے گناہوں کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ سے انکو بچانے والا کوئی نہ تھا۔[۲۱]

انکو سزا اسلئے ہوئی کہ انکے پاس جو رسول (علیہ السلام) واضح نشانیاں لے کر آئے، انکا انہوں نے انکار کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے انکو پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑی طاقت والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔[۲۲]

ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو واضح نشانیاں اور اختیارات دے کر بھیجا فرعون، ہامان اور قارون کے پاس لیکن انہوں نے کہا کہ یہ تو جادوگر ہے، جھوٹا ہے۔[۲۳-۲۴]

عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ
وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ
ضَلٰلٍ ۝۲۵ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى
وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ
اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝۲۶ وَقَالَ مُوْسٰٓى
اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا
يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝۲۷ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ
مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ

جب وہ ہمارے پاس سے انکے سامنے حق لے کر آیا تو انہوں نے کہا کہ جو لوگ اس پر ایمان لائے ہیں اور اسکے ساتھ شامل ہوئے ہیں، انکے لڑکوں کو قتل کر دو اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دو مگر کافروں کی چال ہمیشہ ناکام رہتی ہے۔[۲۵]

ایک روز فرعون نے کہا کہ چھوڑ دو مجھے۔ میں اس (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کیے دیتا ہوں اور یہ بلا لے اپنے رَبِّ کریم کو۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہارے دِین کو نہ بدل ڈالے یا ملک میں فساد برپا نہ کر دے۔[۲۶]

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ میں پناہ لیتا ہوں اپنے رَبِّ کریم کی اور جو تم سب کا بھی رَبِّ کریم ہے ہر اس متکبر سے جو کہ یومِ حساب پر یقین نہیں رکھتا[۲۷]

اس وقت ایک مومن شخص نے کہا جو کہ آلِ فرعون سے تھا اور اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کر دو گے جو کہتا ہے کہ میرا رَبِّ کریم اللہ تعالیٰ ہے حالانکہ وہ تمہارے رَبّ تعالیٰ کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آیا

يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ
رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ
صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ
الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ز فَمَنْ
يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ
مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ
الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ

ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اسکا جھوٹ خود اسی پر آئیگا اور اگر وہ سچا ہے تو جن نتائج سے تمہیں ڈرا رہا ہے، وہ ضرور آ کر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اسکو جو حد سے نکل جانے والا ہو اور نہ ہی اسکو جو جھوٹا ہو۔[۲۸]

اے میری قوم! آج تمہیں بادشاہت حاصل ہے اور زمین میں تم سپر پاور ہو لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم پر آ گیا تو ہماری مدد کون کریگا۔ فرعون نے کہا کہ میں تو تم لوگوں کو وہی رائے دیتا ہوں جو مجھے نظر آتی ہے۔ میں اسی راستے کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہوں جو مجھے ٹھیک نظر آتا ہے[۲۹] (فرعون کی رائے اور اسکا راستہ گمراہ کن تھے)

اس ایمان لانے والے شخص نے کہا کہ اے میری قوم! میں ڈرتا ہوں اس دِن سے جیسا بہت سے پہلے لوگوں پر آ چکا ہے مثلاً قوم نوح، عاد اور ثمود اور بہت سے بعد کے لوگوں پر اور اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔[۳۰-۳۱] (لوگ خود

نُوحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا
اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا
لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا
لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ
بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ
حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ
رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ
مُّرْتَابُ ۟ۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ

اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں کیونکہ انکے گناہوں کی وجہ سے انکے جرم ثابت ہو جاتے ہیں)

اور اے میری قوم! میں ڈرتا ہوں تمہارے لیے چیخ و پکار کے دِن سے۔ وہ دِن جبکہ تم پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی کوشش کرو گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا تمہیں کوئی بچانے والا نہیں ہوگا اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسکو کوئی ہدایت نہیں مل سکتی [۳۲-۳۳]

[اس مومن کا وعظ جاری ہے] اس سے پہلے (حضرت) یوسف (علیہ السلام) واضح نشانیاں لے کر آئے مگر تم اسکی لائی ہوئی تعلیم سے شک میں ہی پڑے رہے حتیٰ کہ جب انکا انتقال ہو گیا تو تم نے کہا کہ انکے بعد اللہ تعالیٰ اب کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو حد سے گزر جاتے ہیں اور شکی ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر اسکے کہ انکے پاس کوئی سند آئی ہو۔

بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ
لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ
السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ
كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ
عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾
وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ
الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ

یہ رویہ اللہ تعالیٰ اور ایمان لانے والوں کے نزدیک بہت بُرا ہے۔ اسی طرح ہم ہر متکبر اور ظالم کے دِل پر مہر لگا دیتے ہیں۔[۳۴-۳۵]

فرعون نے کہا کہ اے ہامان! میرے لیے ایک بلند عمارت بناؤ تا کہ میں آسمان کے راستوں تک پہنچ سکوں اور (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے خدا تعالیٰ کی اطلاع لاؤں۔ میرا تو خیال ہے کہ وہ جھوٹا آدمی ہے۔ اس طرح ہم نے فرعون کے بُرے عملوں کو اسکے لیے خوشنما بنا دیا اور وہ سیدھے راستے سے روک دیا گیا۔ فرعون کی ساری منصوبہ بندی اسکی تباہی کا سبب بنی۔[۳۶-۳۷]

ایمان لانے والے شخص نے کہا کہ اے میری قوم! میری بات مانو، میں تمہیں صحیح راستہ دکھاتا ہوں۔ اے میری قوم! یہ دُنیا کی زندگی فنا ہونے والی ہے اور ہمیشہ رہنے کی جگہ تو آخرت ہی ہے۔[۳۸-۳۹]

ز وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ
سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ج وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَالِيْٓ
اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾
تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ
عِلْمٌ ز وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ
اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا
وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ

جو بھی بُرے عمل کریگا، اسکو اتنی ہی سزا ملے گی جتنا اس نے بُرا کام کیا اور جو نیک عمل کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن تو ایسے لوگ ہونگے جو کہ جنت میں داخل ہوں گے اور انہیں وہاں بے حد وحساب رزق دیا جائے گا۔[۴۰]

اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تو تم کو نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو۔ تم مجھے اس بات کی دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے کفر کروں اور اسکے ساتھ شریک ٹھہراؤں (بتوں اور دوسری چیزوں کو) جسکے متعلق میرے پاس کوئی علم نہیں ہے اور میں تمہیں اس زبردست خدا تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہوں جو معاف فرمانے والا ہے۔ سچ یہ ہے کہ دَراصل جن چیزوں کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو، وہ نہ دُنیا میں پکارے جانے کے قابل ہیں اور نہ ہی آخرت میں اور یہ کہ ہم سب نے اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ کر جانا ہے اور یہ کہ جو (حق کی) حدود سے تجاوز

الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ
اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا
وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ
يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ ۟ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾
وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا
لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ
مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ

کرنے والے ہیں، وہ اہلِ جہنم ہیں۔[۴۱-۴۳]

آج جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، تم اسکو عنقریب یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ اپنے بندوں کا نگہبان ہے۔[۴۴]

آخر کار ان لوگوں نے جو بھی بُری چالیں اسکے خلاف چلیں، اللہ تعالیٰ نے اسکو ان سے بچالیا اور آلِ فرعون بدترین عذاب میں ڈال دیئے گئے۔[۴۵]

ایسی آگ جسکے سامنے صبح و شام وہ پیش کیے جائینگے اور جب قیامت کی گھڑی قائم ہوگی تو حکم ہوگا کہ آلِ فرعون کو بدترین عذاب میں داخل کرو۔[۴۶]

پھر جب یہ لوگ آگ میں ہونگے تو آپس میں جھگڑیں گے۔ دُنیا میں جو لوگ کمزور تھے، وہ بڑوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے پیچھے چلتے تھے تو کیا تم آگ سے ہمیں کچھ بچالو گے؟[۴۷]

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ
الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ
ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾
قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا
بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا
فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ
لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ
سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾

بڑے بننے والے جواب دینگے کہ ہم سب یہاں ایک ہی حال میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔[۴۸]

جولوگ آگ میں ہونگے، وہ جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے رَبّ سے دُعا کرو کہ ہمارے عذاب کو ایک دِن کیلئے ہلکا کردے۔[۴۹]

جہنم کے داروغے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے۔ وہ کہیں گے، کیوں نہیں! آئے تو تھے لیکن جہنم کے داروغے کہیں گے کہ پھر تم خود ہی دُعا کرو۔ کافروں کی دُعا بیکار جایا کرتی ہے۔[۵۰]

یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور **مومنین** کی دُنیا کی زندگی میں اور شہادت (یعنی قیامت) کے دِن مدد کرنے والے ہیں۔ جس دِن کسی ظالم کو اسکی معذرت فائدہ نہیں دیگی اور ان پر لعنت ہی لعنت ہوگی اور ان کیلئے بدترین گھر ہوگا (یعنی جہنم)[۵۱-۵۲]

تشریح: اللہ تعالیٰ شروع کی آیات مبارکہ میں فرمارہے ہیں مشرکینِ مکہ کوخطاب کرتے ہوئے کہ ہم نے تم سے پہلی قوموں کو جوتم سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں، جب انہوں نے ہمارے نبیوں کی بات نہیں مانی اور صراطِ مستقیم کی طرف نہیں آئے تو انکو ہم نے آناً فاناً ختم کردیا۔

پھر اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتے ہیں فرعون کے دربار میں۔فرعون اپنے زمانے کا طاقتورترین حکمران تھا لیکن پرلے دَرجے کا متکبر۔

ایک دِن فرعون کی قوم کا آدمی فرعون کے دربار میں آ گیا اور فرعون اور اسکے درباریوں کو اور انکے ذریعے تمام قوم کو خطاب کیا اور جو پیغام حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا، وہی پیغام اس نے فرعون اور اپنی قوم کو دیا لیکن اسکے باوجود اسکی قوم نے ایک بات نہ سنی بلکہ اسکو مارنے کی تدبیریں کرنے لگے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو بچالیا اور فرعون اور اسکی قوم کو جہنم میں ڈال دیا اور اب روزانہ فرعون اور اسکی قوم کے لوگوں کے سامنے صبح وشام جہنم دکھائی جاتی ہے۔(دیکھیں مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۱۱۹)

اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں کیونکہ اس نے اپنے وقت کے نبی کی بھرپور حمایت کی۔جوشخص بھی نبی کا دستِ راست بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکی بہت قدر کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے رسولوں کی اور مومنین کی مدد کرنا ہمارا ذِمہ ہے۔

آج اللہ تعالیٰ بھی موجود ہے، اسکا کلام بھی موجود ہے اور اسکا نبی بھی موجود ہے۔ کسی نبی کی قبر یقین سے نہیں کہا جاسکتا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارکہ کے کہ یہ آیا کسی نبی کی قبر ہے یا نہیں ہے۔لگتا یوں ہے کہ ایک لاکھ پچیس ہزار نبیوں میں سے کسی کی قبر یقینی طور پر محفوظ نہیں ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارکہ کی زیارت کرنے سے ایمان تازہ ہوجاتا ہے اور انسان کی توجہ قرآن حکیم اور سیرتِ رسول کی طرف ہوجاتی ہے۔انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

خود **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''قبروں کی زیارت کیا کرو، اس سے آخرت (یعنی موت) یاد آئیگی''۔(مشکوٰۃ شریف)

باوجود کلام اللہ اور کلامِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم موجود ہونے کے ہم ان سے بالکل غافل ہوچکے ہیں۔اسکا نتیجہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیات مبارکہ میں بتایا ہے۔پیشتر اسکے کہ وہ وقت آئے، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اعمال کو درست

کریں اور سیدھے سادے ٹھیک راستے پر اللہ تعالیٰ اور اسکے بندوں کے حقوق اَدا کریں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز ایک جہنمی کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ اگر تیرے پاس زمین کی ساری دولت ہوتی تو جہنم سے آزاد ہونے کے لیے کیا تو اس کا فدیہ دے دیتا۔ وہ کہے گا جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ دُنیا میں مَیں نے اس سے بہت ہی آسان بات کے لیے تجھے کہا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا لیکن تو نے انکار کیا اور میرے شریک ٹھہرائے''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۴۲۵) آج کل ہمارے اندر بہت بڑا شرک اپنا نفس ہے کہ ہر کام میں ہمارے اہل اقتدار سے لے کر زمین پر رینگنے والوں تک ہر کوئی اپنی مرضی کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت کو ایسے بھلایا ہوا ہے گویا کہ ان کا وجود ہی تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ کیا ہم جہنم کی آگ جو دُنیا کی آگ سے ستر (۷۰) گنا زیادہ ہے، برداشت کر لیں گے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اس پر غور کرے کیونکہ ہر شخص سے اسی کے اعمال کے متعلق پوچھا جائے گا، دوسرے سے نہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**اللہ تعالیٰ** فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے جنت میں وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی بشر کے دِل میں انکا خیال گزرا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۷۰)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اہل جنت اپنے اوپر بالا خانے والوں کو یوں دیکھیں گے جیسے تم مشرق یا مغرب میں چمکتے ہوئے ستارے دیکھتے ہو''۔ لوگوں نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! کیا یہ انبیاء کرام ہونگے''۔ فرمایا ''نہیں! قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے یہ وہ لوگ ہونگے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد سوم حدیث ۵۳۸۱) ایمان لانا اور رسولوں کی تصدیق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں سے روکا ہے، انکو انسان ہاتھ نہ لگائے اور جن باتوں پر عمل کرنے کا کہا ہے، انکو رسولوں کی طرز پر سرانجام دیا جائے۔

○.....○.....○

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝۵۳ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي
الْاَلْبَابِ ۝۵۴ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ
لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ
۝۵۵ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ
سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا
هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ
الْبَصِيْرُ ۝۵۶ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ

ترجمہ◄ (آیات ۵۳ سے ۶۰) ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو سیدھا راستہ دکھایا اور بنی اسرائیل کو کتاب (یعنی تورات) کا وارث بنایا جو کہ سراسر ہدایت اور نصیحت ہے ان لوگوں کیلئے جو عقل رکھتے ہیں۔ پس آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) صبر کریں (لوگوں کی مخالفت پر) اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ (وہ اپنے رسولوں کی مدد فرماتا ہے) اور اپنے قصور کی معافی مانگتے رہیں اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے رہیں (یعنی استغفار اور اللہ تعالیٰ کے ذِکر [یعنی نفل نماز] کا معمول رکھیں) [۵۳-۵۵]

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر کسی دلائل کے، انکے دِلوں میں تکبر بھرا ہوا ہے لیکن وہ اس بڑائی کو (جو انکے دِل میں ہے) پانے والے نہیں ہیں۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اللہ تعالیٰ کی پناہ (یعنی حفاظت) مانگتے رہیے۔ وہ سب کچھ سنتا ہے اور سب کچھ دیکھتا ہے۔ [۵۶]

آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسان کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے

خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾
وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا
تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ
ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ
عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔[۵۷]

اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔ (اسی طرح) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جو بدکار ہیں، وہ (بھی) برابر نہیں ہو سکتے۔ تم کم ہی غور و فکر کرتے ہو[۵۸]

قیامت کی گھڑی لازماً آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ مانتے نہیں۔[۵۹]

تمہارے رَبِّ کریم نے کہا کہ مجھ ہی سے دُعا مانگو، میں تمہاری دُعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری عبادت کرنے سے (یعنی دُعا مانگنے سے) تو وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہونگے۔[۶۰]

تشریح: ایک کامیاب لیڈر کیلئے تین بہت بڑی صفات یہ ہیں کہ

(۱) لوگوں کی مخالفت میں وہ صبر کرنے والا ہو۔ نہ تو وہ انتقام کا سوچے اور نہ وہ ظلم کرنے کا سوچے بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہر تکلیف کو برداشت کرتا رہے۔

(۲) استغفار کرتا رہے جس سے اسکو بڑا حوصلہ ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکی چھوٹی بڑی کوتاہیوں کو معاف فرما کے اسکی مدد فرماتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتا رہے۔ نماز میں اور بغیر نماز کے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''**يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا** ○''۔ (الاحزاب ۳۳، آیت ۴۱) ترجمہ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو (یعنی ہر قدم پر تمہیں اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں، حق اور باطل میں تمیز اور حق پر عمل کرنا اور باطل کو چھوڑنے کی یاددہانی رہے) اور مزید فرمایا کہ ''**وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ**''۔ (العنکبوت ۲۹، آیت ۴۵) ترجمہ ''اور اللہ تعالیٰ کا ذِکر بہت بڑی قوت ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''**وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ**''۔ (البقرۃ ۲، آیت ۴۵) ترجمہ ''صبر اور نماز سے مدد لو''۔ (ناسازگار حالات کو برداشت کرنے میں)

حضرت ربیع بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاس وضو کا پانی لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مجھ سے فرمانے لگے کہ ''مانگ جو کچھ تو نے مانگنا ہے''۔ میں نے کہا کہ ''میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ساتھ مانگتا ہوں''۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اچھا! زیادہ سجدے کر کے میری مدد کرو'' (یعنی زیادہ نوافل اَدا کیا کرو تو تمہاری مراد پوری ہو جائیگی) ([اختصار شدہ] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۸۳۶)

اللہ تعالیٰ نے ایک اَور جگہ فرمایا کہ ''**وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَايَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا**'' (آلِ عمران ۳ آیت ۱۲۰) ترجمہ ''تم صبر کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے (اسکی نافرمانی کرنے سے) ڈَرتے رہو۔ انکی چالیں تمہیں ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکیں گی'' دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ''**وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ**'' (آلِ عمران ۳ آیت ۱۴۶) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے''۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''**اَلصَّبْرُ ضِيَآءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ**''۔ (ماخذ از حدیث شریف صحیح مسلم، کتابُ الطّہارہ) ترجمہ ''صبر روشنی ہے اور (قیامت میں) قرآن حکیم تیرے حق میں گواہ ہے یا تیرے خلاف گواہ ہے''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''**وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا**

اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ ''۔(ھود۱۱، آیت۵۲) ترجمہ ''اے میری قوم! اپنے رَبّ تعالیٰ سے معافی مانگو پھر اسکی طرف پلٹ آؤ (یعنی اسی کی ہی بندگی کرو اور اپنے بتوں کو چھوڑ دو) تو اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہیں قوت پر قوت عطا فرماتا جائیگا''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم شمار کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایک مجلس میں سو (۱۰۰) مرتبہ یہ دُعا پڑھتے تھے کہ **''رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَ تُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْم''**۔ترجمہ ''اے میرے رَبِّ کریم! مجھے معاف فرمادے اور میری توبہ قبول فرمالے۔ بیشک تو ہی توبہ قبول فرمانے والا اور مہربان ہے''۔(سنن داؤد، کتاب الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں دِن میں ستر (۷۰) مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں''۔(صحیح بخاری)

ے پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی — تو صاحب منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی
کافر ہے مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری — مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ — مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
کافر ہے تو تابع تقدیر مسلماں — مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الٰہی
میں نے تو کیا پردۂ اسرار کو بھی چاک — دیرینہ ہے ترا مرض کور نگاہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کوئی شخص ایسا نہیں ہے جسکا ٹھکانہ جنت یا دوزخ میں نہ لکھ دیا گیا ہو''۔ایک شخص نے پوچھا کہ ''کیا ہم لکھے ہوئے پر بھروسہ کر کے عمل کرنا چھوڑ دیں''۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''عمل کرتے جاؤ کیونکہ جس بات کیلئے تم کو پیدا کیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے آسان کر دی گئی ہے۔اگر تو خوش قسمت ہے تو نیک اعمال تیرے لیے آسان ہیں۔اگر تو بدقسمت ہے تو بُرائی تیرے لیے آسان ہے''۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت شریفہ پڑھی ''جس نے بھلائی کو سچ مانا تو ہم اسکے لیے نیکی کا راستہ آسان کر دیتے ہیں اور جس نے اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کیلئے سخت تکلیف دہ راستہ آسان کر دیتے ہیں''(الیل۹۲، آیات ۶-۷-۹-۱۰)(مشکوٰۃ، جلد اوّل، حدیث ۷۸)

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ
مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ
خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۫ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى
تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ
اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ
الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ
صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ◄ (آیات ۶۱ سے ۶۸) وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات آرام کیلئے بنائی اور دِن کو روشن بنایا (کہ اپنی روزی کماؤ) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر تو بڑا ہی فضل فرماتا ہے لیکن اکثر لوگ اسکا شکر اَدا نہیں کرتے۔[۶۱]

یہ ہے تمہارا رَبّ کریم جو ہر چیز کو پیدا فرماتا ہے۔ اسکے سوا کوئی دوسرا تمہارا رَبّ نہیں ہے۔ تو پھر کیونکر تم دھوکہ کھاتے ہو۔ (کہ دوسری چیزوں کو بھی رَبّ کا دَرجہ دے دیتے ہو) اسی طرح وہ لوگ بھی دھوکہ کھاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑتے ہیں۔[۶۲-۶۳] (ان کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے جھوٹی دلیلیں دیتے ہیں)

اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے بسنے کے قابل بنایا اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت ہی خوبصورت صورتیں بنائیں اور تمہیں پاکیزہ رزق عطا فرمایا۔ یہ ہے تمہارا رَبّ کریم (جو تمہیں یہ نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ دوسرا کوئی جھوٹا رَبّ تمہیں عطا نہیں کرتا) بڑا ہی بابرکت ہے وہ رَبّ تعالیٰ جو سارے

رَبُّكُمْ ۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ
الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ
الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّيْ
نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
لَمَّا جَاۗءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ
لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ
ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا
ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا

عالموں کا رَبّ تعالیٰ ہے۔[۶۴]

وہ ہمیشہ زندہ ہے۔اسکے سوا کوئی دوسرا رَبِّ کریم نہیں۔خالص اسی سے دُعا مانگا کرو۔تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔[۶۵]

ان لوگوں سے کہہ دو کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن (جھوٹے خداؤں) کی تم عبادت کرتے ہو انکے متعلق میرے پاس میرے رَبِّ کریم کی واضح ہدایت آ چکی ہے کہ مجھے (ان جھوٹے خداؤں کی) عبادت کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔مجھے تو حکم کیا گیا ہے کہ میں تو تمام جہانوں کے رَبِّ کریم کو ہی اپنا رَبّ کریم تسلیم کروں۔[۶۶]

(یہ رَبُّ العالمین ہی تو ہے) جس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا پھر ایک قطرہ پانی سے تمہاری پیدائش شروع کی اور پھر اسکو زنانہ پانی کے قطرے سے ملا کر ایک بچہ پیدا کر دیا پھر ہم نے اسکو پوری جوانی تک پہنچایا پھر وہ بوڑھا ہو گیا۔تم میں

مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾

سے کوئی تو بڑھاپے سے پہلے ہی فوت ہو جاتا ہے اور تم میں ہر کوئی اپنی مقرر عمر تک پہنچتا ہے تاکہ تم حقیقت کو سمجھو۔[۶۷]

وہی رَبُّ العالمین تو ہے جو تمہیں زندگی دیتا ہے اور تمہیں موت دیتا ہے۔ وہ جس بات کا ارادہ کر لے، بس ایک حکم دیتا ہے کہ ''ہو جا'' تو وہ بات ہو جاتی ہے۔[۶۸]

تشریح : یہاں مشرکین کو بتایا جا رہا ہے کہ کائنات میں سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ رات اور دِن کا نظام اور سورج، چاند، ستارے اس نے بنائے۔ رات کو تم آرام کرتے ہو، دِن کو روزی کماتے ہو لیکن انسان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہی تمہاری خوبصورت صورتیں بنائیں۔ کیا کوئی تمہارے جھوٹے خداؤں میں ایسا ہے جو یہ سب کچھ کر سکتا ہے؟ ذرا غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماحول میں تمہارے فائدے کی کیا کیا چیزیں بنائی ہیں اور شکر اَدا کرو۔

کیا کوئی ایک چیز بھی ایسی ہے جو تمہارے جھوٹے خداؤں نے بنائی ہو۔ تم خود اپنی ذات پر غور کرو کہ تمہاری پیدائش کا نظام کس نے بنایا اور بچے سے لے کر بوڑھے ہونے تک کس نے پالا؟ یہ سب رَبُّ العالمین ہی ہے جو یہ کام کر سکتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کرنے پر قدرت رَکھتا ہے۔ اسکا کرنا تو بس ایک لفظ ہے جو وہ بولتا ہے کہ ''ہو جا'' اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔ اس نے کہا آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کو اور سورج، چاند اور ستاروں کو کہ ''ہو جاؤ'' اور وہ سب وجود میں آ گئے۔

تو کیا آپکی عقل کام نہیں کرتی کہ سب کچھ کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور آپ شکر اَدا کرتے ہیں ولیوں کا جو قبر میں مُردہ پڑے ہیں۔ بزرگوں کا جو ایک تنکا پیدا نہیں کر سکتے۔ عقل سے کام لو اور صرف اپنے رَبِّ کریم کو ہی دُعا میں پکارو۔ مزاروں پر جانا چھوڑ دو۔ پیروں فقیروں کے چنگل سے باہر نکل کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ
اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ
اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ
الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾
فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ قِيْلَ
لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ
قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ
شَيْئًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا

ترجمہ◀ (آیات ۶۹ سے ۸۵) کیا تو نے ان لوگوں کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑتے ہیں (کہ انکو جھوٹے دلائل سے جھوٹا ثابت کردیں)۔ وہ کدھر بہکائے جاتے ہیں (جنات اور انسان شیاطین سے)۔ جو اس کتاب (یعنی القرآن الکریم) اور جو پہلی کتابیں ہم نے اپنے رسولوں پر نازل کیں، ان کو جھٹلاتے ہیں۔ عنقریب یہ لوگ اپنا انجام دیکھ لیں گے۔[۶۹-۷۰]

جب انکی گردنوں میں لوہے کے پٹے ہونگے اور یہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے کھولتے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے پھر آگ میں جھونک دیئے جائینگے۔[۷۱-۷۲]

پھر ان سے پوچھا جائیگا کہ وہ (جھوٹے) خدا تمہارے کہاں گئے جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے تھے؟[۷۳]

وہ کہیں گے کہ گم ہوگئے ہم سے بلکہ ہم تو پہلے کسی (جھوٹے خدا) کو نہیں پکارا کرتے تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کافروں کو (جھوٹ کی وجہ سے) گمراہ کرتا ہے[۷۴]

كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا
كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝۷۵ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۷۶
فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ
الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝۷۷
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا
عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ
لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ

اسی طرح تم زمین میں بھی ناحق (جھوٹا) تکبر کرتے تھے اور اِتراتے تھے۔ اب داخل ہو جاؤ جہنم میں اسکے دروازوں میں سے۔ تکبر کرنے والوں کا یہی بُرا ٹھکانہ ہے۔[۷۵-۷۶]

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)! صبر کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (کہ کافرین جہنم میں جائیں گے) اگر ہم تمہیں بعض بُرے نتائج (انکے اعمال کے) دکھا بھی دیں جن سے ہم انہیں ڈراتے ہیں یا تمہیں دُنیا سے اُٹھا لینے کے بعد (انہیں دکھائیں تو ایمان وہ پھر بھی نہیں لائیں گے)۔ بالآخر انہیں آنا تو ہماری ہی طرف ہے۔[۷۷] (پھر وہ جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے)

تم سے پہلے بھی ہم نے کئی رسول بھیجے۔ بعض کا تو ہم نے تم سے ذِکر کر دیا اور بعض کا ذِکر نہیں کیا اور کسی رسول کیلئے یہ مناسب نہیں رہا کہ وہ خود کوئی معجزہ لے آئے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے بغیر۔ (اللہ تعالیٰ ہی جب چاہتا ہے، اپنی حکمت سے معجزہ بھیجتا ہے۔ کسی کے کہنے پر اللہ تعالیٰ معجزہ نہیں بھیجتا) پھر جب اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائیگا

اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ
الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ
لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ
وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا
وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ
اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ

(یعنی قیامت آ جائیگی) تو عدل کیساتھ فیصلہ کر دیا جائیگا تو پھر وہاں اہلِ باطل (یعنی جھوٹے لوگ) ہی نقصان اُٹھائینگے۔[۷۸]

یہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے جانور پیدا فرمائے جن پر تم سواری کرتے ہو اور جن کو تم کھاتے ہو اور ان میں تمہارے لیے اَور بھی بہت سے فائدے ہیں اور وہ، وہ کام بھی کرتے ہیں جسکی تمہارے دِلوں میں چاہت ہوتی ہے، وہ تم کو وہاں تک پہنچاتے ہیں اور تم ان پر بھی اور کشتیوں پر بھی سواری کرتے ہو۔[۷۹-۸۰]

یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں (جن سے تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو پہچان سکتے ہو) جو تمہیں دکھائی جا رہی ہیں تو کن کن اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا تم انکار کر سکتے ہو؟ (جو تمہیں راہِ راست کی طرف ہدایت دیں)[۸۱]

کیا یہ زمین میں سفر نہیں کرتے اور نہیں دیکھتے کہ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں، انکا کیا انجام ہوا۔ اکثر ان میں سے ان سے زیادہ قوت والے اور زمین کے زیادہ وسائل رَکھنے والے تھے لیکن جو کچھ انہوں نے (بُری) کمائی کی، وہ انکے کچھ کام نہ

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا
جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ
مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾
فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا
بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ
لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ
عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع

آئی۔[۸۲](آخر میں وہ کمائی ان کو جہنم میں لے گئی)

جب کبھی انکے پاس ہمارے رسول آئے، واضح نشانیاں لے کر تو انہوں نے گھمنڈ کیا اپنے اس علم پر جو انکے پاس تھا (اور وہ علم باطل علم تھا۔ٹھیک علم نہیں تھا) اور جس چیز کا وہ مذاق اُڑاتے تھے (یعنی عذاب کا جس سے رسول انکو ڈراتا تھا) اسی نے ان کو ایک دِن آ پکڑا۔[۸۳]

جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور ہم جن جھوٹے خداؤں کو مانتے تھے، ان سے باز آئے۔[۸۴]

مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد انکے ایمان نے انکو کوئی فائدہ نہ دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مستقل طریقہ ہے جو اپنے بندوں میں جاری ہے اور اُس وقت کافر لوگ ہی نقصان اُٹھانے والے ہوئے۔[۸۵](فرعون نے بھی جب عذاب دیکھا تو کہنے لگا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے رَبّ پر ایمان لایا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کو قبول نہیں کیا)

تشریح: یہ آیات مبارکہ مشرکین مکہ کیلئے تھیں اور اب ساری دُنیا کے مشرکین کیلئے ہیں۔
سب سے اہم چیز یہ ہے کہ انسان دِل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرے

اور اپنی کوشش کی حد تک اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر انسان گناہگار ہے لیکن بہترین گناہگار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہے۔[بخاری]

سب سے بڑی بُرائی شرک ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا کر شیطان کے راستے پر ڈالتی ہے۔ اسکا دوسرا نام **اَنا** ہے یا **نفس پرستی** ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ ''**اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ○**'' (الفرقان ۲۵، آیت ۴۳) ترجمہ ''کیا تم نے (اے نبی!) اس شخص کی حالت دیکھی ہے جس نے اپنی **خواہشات** کو اپنا خدا بنا رکھا ہے؟ کیا تم ایسے شخص کے وکیل ہو سکتے ہو''۔ (ہرگز نہیں! کوئی شخص دوسرے کا ذِمہ دار نہیں ہو سکتا) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ''کوئی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا (قیامت کے دِن)''

ہمارے ہاں **تکبر** کی بُرائی بہت پھیلی ہوئی ہے۔ اسکی جڑیں ہندو کی ذات پات سسٹم سے جا ملتی ہیں۔ اب اسکا نام ہمارے ہاں وی آئی پی (VIP) ہے یا **اَنا** ہے اور اس نے ملک کو بہت نقصان پہنچایا ہے کیونکہ جو حکمران طبقہ ہے، وہ اس سے خالی نہیں ہے بلکہ اتنا بھرا ہوا ہے کہ ان میں سے بعض لوگ خود بخود ایسے پھٹ جاتے ہیں جیسے غبارے میں زیادہ ہوا بھر دی جائے تو وہ پھٹ جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریائی میری چادر ہے۔ عظمت میرا تہہ بند ہے۔ جو شخص ان میں سے میری ایک شے بھی چھین لے گا، میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا''۔ (ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱۹۷۷)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے ایک دَرجہ تواضع (یعنی عجز وانکساری) اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکا ایک دَرجہ بلند فرماتا ہے اور جو ایک دَرجہ تکبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکا ایک دَرجہ گرا دیتا ہے حتیٰ کہ اسے اسفل السافلین میں پہنچا دیتا ہے''۔ (ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱۹۷۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عجز وانکساری کا یہ عالم تھا کہ اگر مدینہ طیبہ کی کوئی لونڈی (یعنی آزاد عورت نہیں بلکہ غلام عورت) آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا راہ چلتے ہاتھ پکڑ لیتی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے بلکہ وہ جہاں چاہتی، آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو لے جاتی اور حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہاں جا کر اسکا کام کر دیتے۔ (ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱۹۸۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تواضع کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مریض کی عیادت فرماتے، جنازے کیساتھ چلتے، غلام کی دعوت قبول فرماتے، گدھے کی سواری فرماتے۔ (ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱۹۸۱)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی ہے کہ **تواضع کیا کرو** یہاں تک کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے''۔ (ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱۹۸۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عبدقیس قبیلے کے کچھ لوگ آئے۔ ان میں سے ایک شخص اشج عصری جو سب کے بعد آیا اور اپنی اونٹنی کو ایک جگہ بٹھایا۔ کپڑے ایک جانب رکھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اے اشج! تم میں دو باتیں ایسی ہیں جنہیں خدا تعالیٰ پسند فرماتا ہے، ایک حلم (صبر، برداشت، بُردباری، دَرگزر) اور دوسرا اَلتودَۃ (نرم مزاجی، وقار، ملنساری، شفقت)'' تو اشج نے پوچھا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! یہ صفات مجھ میں ابھی پیدا ہوئی ہیں یا پیدائشی ہیں؟'' حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ پیدائشی ہیں''۔ (ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱۹۹۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اشج عصری سے فرمایا کہ ''تم میں دو عادتیں ہیں جنہیں خدا تعالیٰ پسند فرماتا ہے، الحلم والحیاء (یعنی بُردباری اور شرم وحیا)''۔ (ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱۹۹۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''کسی چیز کے گھونٹ میں اتنا ثواب نہیں جتنا غصے کا ایک گھونٹ پی لینے میں ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے پیا گیا ہو''۔(ابن ماجہ، جلد دوم، حدیث ۱۹۹۲)

اے میری قوم کے وہ لوگو! جو اپنے آپکو **وی آئی پی** (VIP) بناتے ہیں جیسے دولتمند، علماءِ دِین، وڈیرے، سیاسی لوگ اور بیوروکریٹس۔ ان حدیثوں کو پڑھو اور ان پر عمل کرو تا کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے اور جہنم کی آگ سے محفوظ رَکھے۔

ے اگرچہ زر بھی جہاں میں قاضی الحاجات — جو فقر سے ہے میسر تونگری سے نہیں
اگر جواں ہوں میری قوم کے جسور وغیور — قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں
سبب کچھ اَور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے — زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں
اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا — قلندری سے ہوا تونگری سے نہیں

[اقبال]

ے ملک میں حکمت دِین کوئی کہاں سے سیکھے — نہ کہیں لذتِ کردار، نہ افکار عمیق
حلقہ شوق میں وہ جرات اندیشہ کہاں — آہ! محکومی و تقلید و زوال تحقیق!
خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں — ہوئے کس دَرجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

[اقبال]

عجز وانکساری اور نرم طبیعت کی فضیلت:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو کسی مسلمان بھائی کے سودے منسوخ کرنے پر راضی ہوا (یعنی نرمی دکھائی) اللہ تعالیٰ اسکے گناہ معاف کر دیتا ہے''[ابو داؤد] **حضرت جابر بن عبداللہ** رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرماتا ہے جو خرید وفروخت کرنے اور قرض وصول کرنے پر آسانی اور نرمی سے کام لیتا ہے''۔[صحیح بخاری]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک آدمی قرض کا لین دین کرنے میں نرمی برتنے کی وجہ سے جنتی بن گیا''۔[مسند احمد]

○.....○.....○

حٰمٓ السَّجْدَةِ ۴۱

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی.....اسکی ۵۴ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ﴿۲﴾ كِتٰبٌ
فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ بَشِيْرًا
وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾
وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ

ترجمہ◄ (آیات ۱ سے ۱۲) حا-میم۔ یہ کتاب خدائے رحمٰن اور رحیم کی طرف سے نازل کی گئی ہے جسکی آیات مبارکہ تفصیل سے بیان کر دی گئی ہیں عربی زبان میں اس قوم کیلئے جو عربی زبان کا علم رکھتی ہے۔[۱-۳]

یہ کتاب (نیک لوگوں کو) بشارت سنانے والی اور (بُرے لوگوں کو) خبردار کر دینے والی ہے لیکن اکثر لوگ اس سے رُوگردانی کرتے ہیں اور وہ غور سے سنتے نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دِلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور ہمارے کان بوجھل ہو گئے ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ آ گیا ہے۔تو اپنا کام کر ہم

اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ
اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝۵ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى
اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ
وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ
غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۸ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ
خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ
اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۹ وَجَعَلَ فِيْهَا

اپنا کام کرتے ہیں۔[۴-۵]

ان سے کہو کہ میں ایک انسان ہوں تم جیسا۔ میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے تو اسی کی طرف اپنا رُخ سیدھا کرو اور اسی سے گناہوں کی معافی مانگو اور مشرکین کیلئے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔[۶-۷]

وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے، ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اَجر ہے۔(یعنی جنت)[۸]

ان سے پوچھو کہ تم (صرف) اس خدا تعالیٰ (جو یکتا، واحد اور اکیلا ہے) کو کیوں (واحد) خدا نہیں مانتے جس نے (اکیلے) زمین کو دو دِن میں پیدا کر دیا اور تم نے اسکے ساتھ جھوٹے خدا بنا لیے حالانکہ وہی اکیلا تمام جہانوں کا رَبّ تعالیٰ ہے[۹]

رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ
اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ⑩ ثُمَّ
اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا
وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا
طَآئِعِيْنَ ⑪ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ
وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ
الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ
الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ⑫

اسی نے اس (زمین) کے اوپر پہاڑ جما دیئے اور اس زمین میں برکتیں رکھ دیں اور اسکے اندر سب مانگنے والوں کیلئے ہر ایک کی حاجت کے مطابق ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ سب چار دِن میں مکمل ہوا۔[۱۰]

پھر اس نے آسمان کو درست کیا اور وہ محض ایک دھواں تھا پھر اس نے آسمان سے اور زمین سے کہا کہ اطاعت قبول کرو خوشی سے یا مجبوری سے۔ دونوں نے کہا کہ ہم آتے ہیں خوشی سے فرمانبردار بن کر۔[۱۱]

پھر دو دِن کے اندر سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اپنا قانون نافذ فرما دیا اور ہم نے آسمانِ دُنیا کو چراغوں سے روشن کیا اور اسے خوب محفوظ کیا۔ یہ سب کچھ ایک ایسی ہستی کا منصوبہ ہے جو زبردست اور علم رکھتی ہے۔[۱۲]

تشریح: یہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل کیا گیا حالانکہ اس وقت دُنیا میں سب سے زیادہ شرک جس زمین پر ہو رہا تھا، وہ ہندوستان تھا لیکن اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے، اسکے علم میں اور حکمت میں بھی یہی تھا کہ میرے پیغام کو ساری دُنیا تک پہنچانے کیلئے عرب قوم ہی ایسی

ہے جواس کام کیلئے موزوں ہے، اسی لیے سورۃ القریش میں بھی یہی پیغام ہے۔

''لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ○ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ○ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ○ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ○''۔(القریش ۱۰۶، مکمل سورت) ترجمہ ''قبیلہ قریش کے لوگ مانوس ہو چکے ہیں سردی اور گرمی کے سفرِ تجارت سے تو انہیں چاہیے کہ اس گھر کے رَبِّ کریم کی بندگی کریں (تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جو انکو ان سفروں میں نفع دار تجارت کی صورت میں ملتی ہے، اسکا شکر اَدا کر سکیں) جس نے انکو تنگدستی میں کھانے کو دیا اور خوف سے اَمن نصیب کیا''۔ اس سورت کا مزید مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قریش کو یہ عظمت دے رہا ہے کہ میرے گھر کی برکت سے تم اَمن سے مشرق و مغرب میں سفر کرتے ہو اور تمہیں کوئی لوٹتا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان سفروں کی بنا پر تمہیں مالدار کر دیا ہے جبکہ اس شہر کے اردگرد کے قبیلے بھوکے مر رہے ہیں، اسلئے اے قریش! اس قرآن حکیم کو پکڑو اور سمجھو اور اسکو دُنیا تک پہنچانا تمہارا ذِمہ ہے۔ یہ عربی زبان میں ہے جو کہ تمہاری اپنی زبان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''خلافت قریش میں رہے گی جب تک قریش ٹھیک رہیں گے''۔ یعنی حکمرانی کے ذریعے تم اس کتاب کو دُنیا تک پہنچاؤ گے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک لوگ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں اور جب لا الہ الا اللہ کہہ لیں گے اور نماز اور زکوٰۃ اَدا کرنے لگیں گے تو پھر انہوں نے اپنی جانوں کو مجھ سے محفوظ کر لیا''۔ [مسلم] گویا کہ یہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سرکردگی میں عربوں کو سونپی گئی تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام دُنیا تک پہنچائیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ساری دُنیا کیلئے نبی بن کر آئے تھے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ ''**قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا**''۔(سورۃ الاعراف ۷، آیت ۱۵۸) ترجمہ ''(اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے فرمایا) تم اعلان فرما دو کہ اے ''تمام دُنیا کے'' انسانو! میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وصال کے بعد یہ حضرات صحابہ کرام رضی

اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ذِمہ تھا اور انہوں نے اس ذِمہ کو سمجھا اور صحیح طور پر اَدا کیا کہ انہوں نے مشرق و مغرب میں فتوحات کر کے اس قرآن حکیم کی تعلیم کو عام کیا۔

امیر المومنین **حضرت ابو بکر صدیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قرآن کریم جمع فرمایا، وہ سات قرأت والا قرآن حکیم تھا۔ جب امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن حکیم کو میں دوبارہ لکھواتا ہوں اور صرف قریش کی زبان میں ہی لکھا جائیگا اور پڑھا جائیگا۔

گویا کہ آپکا فرمان یہ تھا کہ جب قرآن حکیم قریش پر ہی اُترا ہے اور قریش کو ہی ذِمہ دار ٹھہرایا ہے اسکو دُنیا تک پہنچانے کا تو پھر یہ قریش کی زبان میں ہی ہونا مناسب لگتا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ عزوجل نے میرے لیے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا حتیٰ کہ میں نے اسکے تمام مشارق اور تمام مغارب کو دیکھ لیا اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے دیئے گئے۔ پس میری اُمت کی حکومت اس جگہ تک پہنچے گی جو مجھے دکھائی گئی''۔ (امام بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تین [۳] باتوں کے باعث اہلِ عرب سے محبت رکھو:

(۱) میں عربی ہوں۔ (۲) قرآن حکیم عربی میں ہے۔

(۳) اہل جنت کی زبان عربی ہوگی''۔ [مشکوٰۃ شریف، جلد سوم، حدیث ۵۷۵۱]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''یہ قرآن کریم جو ہم نے نازل کیا مومنوں کیلئے تو سراسر شفاء ہے (روحانی بیماریوں سے) اور رحمت ہے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ یہ سیدھا راستہ دکھاتا ہے)''۔ [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۸۲] **حضرت جندب بن عبداللہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کیساتھ رہے اور نوجوان تھے۔ ہم نے قرآن حکیم سیکھنے سے پہلے **ایمان سیکھا** پھر ہم نے قرآن حکیم سیکھا تو اسکی وجہ سے ہم ایمان میں بڑھتے چلے گئے۔ [سنن ابن ماجہ]

؎ خداوندا! یہ تیرے سادہ دِل بندے کدھر جائیں — کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری
مجھے تہذیب حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی — کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری
تو اے مولائے یثرب آپ مری چارہ سازی کر — مری دانش ہے افرنگی مرا ایماں ہے زناری

[اقبال، بالِ جبریل]

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ
عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ
اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا
لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ
كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ
اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا

ترجمہ◄ (آیات ۱۳ سے ۲۵) اگر وہ اس قرآن حکیم سے منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تمہیں اس جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں جو قومِ عاد اور ثمود پر آیا تھا۔[۱۳]

عاد اور ثمود کے پاس جب ہمارے رسول آگے اور پیچھے سے انکے پاس پہنچے اور انہوں نے انہیں سمجھایا کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا رَبّ چاہتا تو ہمارے پاس فرشتے بھیج دیتا لہٰذا ہم اس بات کو نہیں مانتے جس کو دے کر تم بھیجے گئے ہو۔ (یعنی تم تو رسول ہو ہی نہیں۔ کوئی فرشتہ رسول ہونا چاہیے تھا)[۱۴]

جہاں تک قومِ عاد کا تعلق ہے، انہوں نے زمین میں بلاوجہ بہت تکبر کیا اور کہنے لگے کہ ہم سے بڑھ کر کون زیادہ طاقتور ہے۔ کیا انکو یہ معلوم نہیں تھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے انکو پیدا فرمایا ہے، وہ ان سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہ ہماری آیات (یعنی نصیحتوں) کا انکار ہی کرتے رہے تو پھر ہم نے ان پر چند منحوس دِنوں میں سخت طوفانی

صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ
الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ
صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾
وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَيَوْمَ
يُحْشَرُ اَعْدَاۗءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾
حَتّٰٓى اِذَا مَا جَاۗءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ
وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾

ہوا بھیجی تا کہ ہم دُنیا میں ان کو ذِلت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے زیادہ رُسوا کن ہے اور وہاں انکو کوئی مدد بھی نہیں ملے گی۔[۱۵-۱۶]

جہاں تک ثمود کا تعلق ہے، ہم نے انکو سیدھا راستہ دکھانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے راستہ دیکھنے کی بجائے اندھے رہنا ہی پسند کیا۔ آخر انکے کرتوتوں کی وجہ سے ذِلت کے عذاب نے ان کو آ لیا اور ہم نے ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والے تھے اور وہ ایمان لائے تھے، ان کو بچا لیا۔[۱۷-۱۸]

یومِ حشر اللہ تعالیٰ کے یہ دُشمن آگ کے سامنے لائے جائینگے اور وہ روکے جائیں گے حتیٰ کہ جب سب آ جائیں گے تو انکے کان، انکی آنکھیں اور انکی جلدیں گواہی دیں گی جو وہ دُنیا میں (کرتوت) کیا کرتے تھے۔[۱۹-۲۰]

وہ اپنی کھالوں سے پوچھیں گے کہ تم ہمارے خلاف کیوں گواہی دے رہے

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا

ہو؟ جلدیں جواب دیں گی کہ ہمیں اسی خدا تعالیٰ نے بولنے کی طاقت دی ہے جس نے ہر چیز کو بولنے کی صلاحیت دی اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اور اسی نے اب تم کو دوسری بار پیدا کیا ہے) اور اسی کی طرف تم واپس لائے گئے ہو۔[۲۱]

دُنیا میں جو کچھ تم چھپ کر کرتے تھے تو تمہارا خیال تھا کہ کبھی تمہارے کان، تمہاری آنکھیں، تمہاری جلدیں گواہی نہیں دیں گی بلکہ تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ تمہارے بہت سے اعمال کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے ہی نہیں۔[۲۲]

تمہارا یہی (غلط) گمان جو تم نے اپنے رَبّ تعالیٰ کیساتھ کیا تھا، تمہیں لے ڈوبا اور تم نقصان اُٹھانے والے ہو گئے۔[۲۳]

(آخرت میں) وہ اب صبر کریں یا نہ کریں، آگ ہی لازماً ان کا ٹھکانہ ہے اور اگر وہ معافی مانگیں گے تو انکو معافی نہیں ملے گی۔[۲۴]

لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

ہم نے انکے (یعنی مشرکین مکہ کے اور اب تمام دُنیا کے مشرکین کے) ایسے ساتھی بنا دیئے (انسانی اور جناتی شیاطین) جنہوں نے انکے آگے پیچھے کی (غلط) چیزوں کو خوشنما بنا دیا پھر انکے حق میں ہمارا وہی فیصلہ ہوگا جو جنوں اور انسانوں کی پہلی (گمراہ) اُمتوں کے بارے میں ہوا تھا اور وہ سب نقصان اُٹھانے والے تھے۔[۲۵]

تشریح : جو فرد اور قوم اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف زندگی بسر کرے گی، وہ کسی نہ کسی دِن اللہ تعالیٰ کے عتاب میں پکڑے جائینگے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیاب زندگی کا راستہ قرآن حکیم کے ذریعے اور احادیثِ صحیحہ کے ذریعے بتا دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو نہ ماننے کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ قومِ ثمود اور قومِ عاد جو اپنے زمانے کی بہت طاقتور قومیں تھیں، اللہ تعالیٰ نے انکو آسمانی عذاب سے یکدم نیست و نابود کر دیا لیکن ان میں سے جو ایمان والے لوگ تھے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اسکے احکامات پر عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انکو ان عذابوں سے بچا لیا۔

قیامت کے دِن ہمارے خلاف یا ہمارے حق میں بہت سی چیزیں گواہی دیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہماری زبان کو بند کر دیگا۔ کتابِ اعمال ہمارے سامنے ہوگی اور ہمارے ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ حتیٰ کہ کھال بھی ہمارے خلاف یا ہمارے حق میں گواہی دیں گے۔

اسی طرح کائنات کی دوسری چیزیں جانور، پرندے، زمین، نباتات اور بہت سی بیشمار چیزیں جن کے ساتھ ہم نے بُرائی کی یا اچھائی کی، وہ سب اللہ تعالیٰ حاضر فرما دیگا اور ان سے گواہی لے گا جیسی بھی گواہی ہوگی اور اس گواہی پر اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیگا۔

ہماری دولت، ہمارے رشتہ دار، سب گواہی کیلئے حاضر کیے جائینگے۔ یہ چند ایک

مثالیں دی ہیں اشارہ کرنے کیلئے ورنہ ہمیں نہیں معلوم کہ کون کون سی چیزیں وہاں گواہی کیلئے کھڑی ہوں گی۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بھی موجود ہونگے گواہی کیلئے اور دوست جن کے ساتھ ہم اپنا وقت گزارتے تھے اور وہ علم جو ہم حاصل کرتے تھے اور وہ ڈرامے جو ہم دیکھا کرتے تھے اور وہ ناول جو ہم پڑھا کرتے تھے، سب حاضر ہو جائینگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے روز قرآن حکیم یا تو تمہارے حق میں گواہی دے گا یا تمہارے خلاف گواہی دے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

اے انسان! اپنے وقت کو ضائع نہ کر، عربی زبان سیکھ۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو قرآن حکیم سے اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے سمجھنے کی کوشش کر اور اپنے اعمال کو سیدھے راستے پر لا۔ یہ زندگی چند روزہ زندگی ہے جبکہ آخرت کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے۔

کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جو اپنی انگلی تیز جلتی آگ میں پانچ منٹ کیلئے اس لیے رکھے کہ اسکو کروڑوں روپے دیئے جائینگے۔ جہنم کی آگ دُنیا کی تیز ترین آگ سے ستر گنا زیادہ تیز ہے اور دُنیا کی تیز ترین آگ پتھر کے کوئلے کی آگ ہے جو کہ لوہے کو بھی پگھلا دیتی ہے۔

اپنا دوست اور ساتھی سوچ سمجھ کر بنایا کریں۔ کچھ ساتھی آپکے جنات میں سے ہوتے ہیں اور کچھ انسانوں میں سے اور کچھ فرشتوں میں سے۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کے ذِکر میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپکے ساتھی ہوتے ہیں۔

انسانوں میں سے وہ ساتھی جو اللہ تعالیٰ سے ڈَرنے والے ہوتے ہیں اور انکی طبیعت میں تقویٰ کا پہلو زیادہ ہوتا ہے، وہ آپکے بہتر ساتھی ہیں بہ نسبت انکے جو شیطان نما انسان نظر آتے ہیں کیونکہ شیطان انسانوں میں بھی ہیں اور جنات میں بھی۔

شیخ سعدی نے فرمایا کہ ''نیک لوگوں کی صحبت تمہیں نیک بنا دے گی اور بُرے لوگوں کی صحبت تمہیں بُرا بنا دے گی لہٰذا نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو''۔

جنوں میں سے ایک شیطان ہر وقت آپکے ساتھ موجود رہتا ہے اور وہ موقع کی تلاش میں ہوتا ہے کہ آپ کوئی بُرا خیال کریں اور بُرا کام کرنے لگیں تو وہ فوراً آپکی مدد

کیلئے آ جاتا ہے۔ اسی طرح ہر انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آگے پیچھے فرشتے لگائے ہوئے ہیں تا کہ وہ انسان کو شیطان کے حملے سے بچاتے رہیں لیکن وہ فرشتے اس انسان کو شیطان سے اس وقت بچاتے ہیں جب وہ نیک کام کی ابتدا کرنے لگتا ہے۔ جو بُرے کام کی ابتداء کرتا ہے، فرشتے اس کی مدد نہیں کرتے بلکہ شیطان اس کی پھر مدد کرتا ہے۔

اچھا ساتھی تلاش کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کا **ذِکرِ کثیر** کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ ''**اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا**''۔(الاحزاب ۳۳، آیت ۴۱) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذِکر کیا کرو''۔ یہ اسلئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرنے سے جناتی شیطان اور انسانی شیطان تم سے دُور رہیں گے اور فرشتے تمہاری ان شیطانوں سے حفاظت کرینگے اور تمہیں نیکی کرنے میں مدد کرینگے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جب موذن اذان دیتا ہے تو شیطان اللہ تعالیٰ کا نام سن کر بھاگ جاتا ہے اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر آ جاتا ہے۔(مشکوٰۃ شریف)

اسی طرح ایک اَور حدیث مبارکہ ہے کہ **آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''جب کوئی شیطانی وسوسہ تمہارے دِل میں آئے تو ''**اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم**'' پڑھ کر ''**اَللّٰهُ اَكْبَر**'' کا ذِکر کرو تو شیطان بھاگ جائے گا۔(مشکوٰۃ شریف) حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ نے بالِ جبریل میں فرمایا کہ

ے زمانے کے انداز بدل گئے نیا راگ ہے ساز بدل گئے
ے دِل طورِ سینا و فاران دو نیم تجلی کا پھر منتظر ہے کلیم
ے مسلماں ہے توحید میں گرم جوش مگر دِل ابھی تک ہے زنار پوش
ے حقیقت خرافات میں کھو گئی یہ اُمت روایات میں کھو گئی
ے بجھی عشق کی آگ، اندھیر ہے مسلماں نہیں، راکھ کا ڈھیر ہے
ے مجھے عشق کے پَر لگا کر اُڑا مری خاک جگنو بنا کر اُڑا
ے خرد کو غلامی سے آزاد کر جوانوں کو پیروں کا اُستاد کر
ے تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے دِل مرتضیٰؓ، سوزِ صدیقؓ دے
ے بتا مجھ کو اسرارِ مرگ و حیات کہ تری نگاہوں میں ہے کائنات
ے تیرے آسمانوں کے تاروں کی خیر زمینوں کے شب زندہ داروں کی خیر
ے جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے مرا عشق، میری نظر بخش دے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ
وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ
لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا
يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا
الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا
تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ

ترجمہ◄ (آیات ۲۶ سے ۳۶) اور کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن حکیم کو ہرگز نہ سنو اور بیہودہ شور مچاؤ تا کہ تم غالب رہو۔[۲۶]

ہم اسکے بدلے ان کافروں کو سخت ترین عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور جو بدترین حرکتیں یہ کرتے ہیں، ہم انکا بدلہ ضرور لیں گے۔[۲۷]

یہ بدلہ اللہ تعالیٰ کے دُشمنوں کا ایسی آگ ہوگی جو کہ ہمیشہ کیلئے ان کا گھر ہو گا۔ایسا بدلہ ہے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کرنے کا۔[۲۸]

قیامت میں یہ کافر کہیں گے کہ اے ہمارے رَبّ تعالیٰ! ہمیں دکھا دے ان جنوں اور انسانوں کو جنہوں نے ہمیں دُنیا میں گمراہ کیا تھا۔ہم انکو پاؤں تلے روند ڈالیں گے تا کہ وہ خوب ذلیل وخوار ہو کر رہیں۔[۲۹]

(اسکے برعکس) جن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رَبّ کریم ہے (یعنی

عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا
بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا
تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا
مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ
اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ

انہوں نے شرک نہیں کیا) پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو یقیناً ان کے پاس فرشتے آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ڈرو نہیں، نہ ہی غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی خبر سن کر جسکا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔[۳۰]

ہم تمہارے دوست تھے دُنیا کی زندگی میں بھی اور ہیں آخرت کی زندگی میں بھی۔ جنت میں جو کچھ تمہارا دِل چاہے گا، وہ تمہارے لیے موجود ہو گا اور جسکی تم درخواست کرو گے، وہ چیز تمہیں مل جایا کرے گی۔ یہ ہے سامانِ ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو معاف فرمانے والی اور رحم فرمانے والی ہے۔[۳۱-۳۲]

اس شخص سے بہتر قول کس کا ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور خود نیک عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو اللہ تعالیٰ واحد کی بندگی کرنے والوں میں سے ہوں۔[۳۳] (**نیکی** کی **دعوت** دینا اور **بُرائی** سے **روکنا** بہت بڑے ثواب کا کام ہے)

نیکی اور بدی کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ بُرائی کا بدلہ اگر نیکی سے دو تو پھر تم خود دیکھو گے کہ تمہارے اور دوسرے کے درمیان جو دُشمنی تھی (وہ ایسی دُور ہو جائے گی)

وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾

کہ وہ تمہارا گہرا دوست بن جائے گا۔[۳۴]

یہ توفیق نصیب ان کو ہی ہوتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں اور یہ مقام حاصل ہوتا ہی ہے ان کو جو بڑے قسمت والے ہیں۔[۳۵]

اگر تم کو شیطان کسی بُرائی پر اُکسائے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ (یعنی حفاظت) مانگ لیا کرو۔ وہ خوب سننے والا اور خوب علم رکھنے والا ہے۔[۳۶] (اللہ تعالیٰ کا نام سن کر وہ بھاگ جاتا ہے)

تشریح : جو لوگ قرآن حکیم کو چھوڑ کر دوسری لغو مصروفیات میں اپنا وقت گزارتے ہیں، وہ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ قرآن حکیم سے بہتر کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو آپکی اس زندگی کو بھی خوشنما بنادے اور آخرت کی زندگی کو بھی۔ اس بات پر ذرا غور کریں۔

کھیل تماشے، ٹیلی ویژن کے ڈرامے اور بے مقصد مناظرے، لیپ ٹاپ یا کمپیوٹر کے انٹرنیٹ کے ذریعے بے فائدہ معلومات حاصل کرنا، تاش، جوا، سادہ گپ شپ، یہ سب جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے''۔ اسکا مطلب ہر قسم کا علم نہیں ہے بلکہ وہ علم ہے جو آپکے لیے اس زندگی میں مفید ہو اور آخرت میں فائدہ مند ہو۔

سب سے بہترین مفید علم قرآن حکیم اور احادیث شریف کا ہے۔ اسکے ساتھ ہی امورِ دُنیا کا وہ علم جس سے آپ حلال روزی کما سکیں۔ **حضرت ابو درداء** رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے سنا کہ ''جس نے

طلبِ علم کیلئے کسی راہ کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اسکو جنت کے راستوں میں سے ایک راہ پر گامزن کر دیتا ہے اور فرشتے طالبعلم کی رضامندی کیلئے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں۔ آسمان و زمین کی تمام چیزیں حتیٰ کہ پانی میں مچھلیاں بھی عالم کیلئے مغفرت طلب کرتی ہیں۔ بلاشبہ علماء (حضرات) انبیاء (کرام علیہم السلام) کے وارث ہیں۔ (حضرات) انبیاء (کرام علیہم السلام) سونا چاندی ترکہ میں نہیں چھوڑتے بلکہ انکا ترکہ علم ہے۔ جس نے اس علم سے حصہ حاصل کیا، اس نے پورا فائدہ اُٹھایا''۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، ماخذ از حدیث نمبر ۲۰۱) دوسرے کو معاف کر دینا اور دوسرے کی بُرائی کے بدلے اس سے حسن سلوک سے پیش آنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اس سے معاشرے میں اَمن پیدا ہوتا ہے کیونکہ جسکو تم نے معاف کر دیا، وہ تمہارا دوست بن جاتا ہے لیکن معاف وہی کر سکتے ہیں جو غصے کو قابو میں رَکھیں اور صبر کریں اور شیطان کی اُکساہٹ سے خبردار رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝**''۔ (آلِ عمران ۳، آیت ۱۳۴) ترجمہ ''یہ ہیں وہ لوگ جو خوشحالی اور تنگدستی میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ کو پی جانے والے ہیں، لوگوں سے دَرگزر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے اچھے لوگوں سے محبت کرتا ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''تم ان سے دَرگزر کرو اور انہیں معاف کر دیا کرو (یعنی صبر اختیار کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ احسان (یعنی صبر) کرنے والے لوگوں کو پسند فرماتا ہے''۔ (دیکھیں سورۃ المائدۃ ۵، آیت ۱۳) اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرعد میں فرمایا کہ ''جو اللہ تعالیٰ کی رَضا کے لیے صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور بُرائی کا بھلائی سے بدلہ دیتے ہیں، ان کے لیے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے والے باغات ان کے لیے اور ان کے باپ دادا اور اولاد میں سے جو نیکوکار ہوں گے ان کے لیے۔ ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے اور کہیں گے کہ سلامتی ہو تم پر **تمہارے صبر کے بدلے**۔ کیا ہی اچھا بدلہ ہے آخرت کے گھر کا''۔ (الرعد ۱۳، آیات ۲۲-۲۳-۲۴)

۝.....۝.....۝

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ
لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ
الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ
اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ
وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ
تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ
الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ

ترجمہ◄ (آیات ۳۷ سے ۴۶) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی رات اور دِن ہیں اور سورج اور چاند ہیں۔ سورج اور چاند کو سجدہ مت کرو۔ سجدے کا حقدار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسی نے ان چیزوں کو پیدا فرمایا ہے۔ اگر تم واقعتاً اس (یعنی اللہ تعالیٰ) کی ہی بندگی کرنے والے ہو تو ان (یعنی سورج اور چاند) کو سجدہ مت کرو۔ [۳۷] (یہ واضح شرک ہے)

اور اگر لوگ تکبر کریں (یعنی اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کریں تکبر کی وجہ سے) تو (اسے کسی کی) پرواہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس تو جو مخلوق ہے (یعنی فرشتے) وہ تیرے رَبِّ کریم کی صبح و شام (یعنی ہر وقت لگاتار اس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں اور وہ کبھی نہیں اُکتاتے۔ [۳۸]

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ تو زمین خشک پڑی ہوئی دیکھتا ہے۔ جب اس پر پانی برستا ہے، وہ شاداب ہو جاتی ہے۔ یقیناً جس نے اس خشک زمین کو زندہ کیا، وہی مردوں کو زندہ کریگا۔ یقیناً وہ ہر چیز کرنے کی طاقت رَکھتا

الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ
اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا
يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا
جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ
مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ
حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ
لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ

ہے۔[۳۹]

جولوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں، وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ کیا وہ شخص بہتر ہے جو آگ میں پھینکا جائے گا یا وہ جو قیامت کے روز اَمن میں رہے گا۔ اے انسان! کرتے رہو (بُرے) اعمال جو تم چاہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو (بُرے اعمال) تم کر رہے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن حکیم کو ماننے سے انکار کیا جبکہ انکے پاس آ گیا اور حقیقت یہ ہے کہ **یہ ایک زبردست کتاب ہے**۔[۴۰-۴۱]

یہ کتاب نہ تو باطل کو سامنے سے قبول کرتی ہے اور نہ پیچھے سے۔ یہ نازل کی ہوئی ہے اس ہستی کی جو دانا ہے اور ہر تعریف کے لائق ہے۔[۴۲] (یعنی کسی مخلوق کی یہ طاقت نہیں ہے کہ اس میں جھوٹ شامل کر دے اعلانیہ طور پر یا چھپ چھپا کر۔ اس میں ہر بات جیسے سچی بتائی گئی ہے، ہمیشہ کیلئے سچی رہے گی۔ اس میں کوئی کبھی بھی جھوٹ شامل نہیں کر سکتا)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم)! تم سے وہی کچھ کہا جا رہا ہے جو تجھ

عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا
لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ
اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ

سے پہلے رسولوں سے کہا گیا ہے۔ یقیناً تمہارا رَبِّ کریم معاف فرمانے والا بھی ہے لیکن بڑی دَردناک سزا دینے والا بھی ہے۔[۴۳]

اگر ہم اس قرآن حکیم کو عجمی (عربی کے علاوہ باقی تمام زبانیں عجمی کہلاتی ہیں) زبان میں بھیجتے تو یہی لوگ کہتے کہ کیوں نہ اس کتاب کو (ہماری عربی زبان میں) ہمارے لیے کھول کر بیان کر دیا گیا ہوتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ کلام تو عجمی ہو اور سننے والا عربی ہو۔ ان سے کہو کہ یہ قرآن کریم سیدھا راستہ دکھانے والا ہے اور شفا دینے والا ہے ان لوگوں کو جو اس پر ایمان لے آئیں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے گویا کہ انکے کانوں میں بوجھ (یعنی بہرا پن) ہے اور اسکے لیے انکی آنکھیں اندھی ہیں۔ وہ ایسے ہیں گویا کہ انکو بہت دُور سے پکارا جا رہا ہے۔[۴۴] (یعنی سنی اَن سنی کر دیتے ہیں)

ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب عطا فرمائی (یعنی تورات) اور اس میں بھی (قومِ موسیٰ نے) اختلاف کیا۔ اگر تیرے رَبِّ کریم نے پہلے سے ہی ایک بات طے نہ کر دی ہوتی (کہ حساب قیامت کے دِن لیں گے) تو ان اختلاف کرنے والوں کے درمیان (ہم آج ہی عذاب کا) فیصلہ کر دیتے اور حقیقت یہ ہے کہ

شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

یہ لوگ (یعنی مشرکینِ مکہ یا کافرین) سخت شک میں ہیں۔ (کہ آیا یہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بھی یا نہیں)[۴۵]

جو بھی نیک عمل کرے گا، اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جو بُرا عمل کرے گا، اس کا عذاب بھی اسی پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے۔[۴۶] (وہ حق کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر عادل کون ہوسکتا ہے)

تشریح: رات اور دِن اور سورج اور چاند تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ انکو سجدہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دینا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انکو ایسے ہی پیدا کیا جیسے تم کو۔ اگر یہ کافر لوگ تکبر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انکے سجدوں کا محتاج نہیں ہے۔ انکو سجدہ کرنے والے تو ان سے بہترین مخلوق یعنی فرشتے ہر وقت سجدہ کرتے رہتے ہیں اور وہ کبھی تھکتے نہیں۔

حیاۃ بعد الموت پر یقین کرنے کیلئے ذرا اپنے ماحول میں غور کرو کہ خشک زمین کیسے زندہ ہوتی ہے جب اس پر پانی برستا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ فرمائیگا

هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ:

جو لوگ قرآن حکیم پر ایمان لائے، انکے لیے قرآن حکیم ہدایت کی کتاب ہے۔ انکو سیدھا راستہ دکھاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور وہ روحانی بیماریوں کی کتابِ شفاء ہے۔

ایک کتابِ شفاء ڈاکٹری ہے۔ ڈاکٹر اپنے جسمانی مریض کو ایک تحریر لکھ کر دیتا ہے یعنی نسخہ۔ اگر مریض اس نسخے پر عمل نہیں کرتا تو وہ جسمانی بیماری سے صحت یاب نہیں ہو گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا نسخہ جیسے حالی نے کہا کہ ''اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا''۔ انسان کی بیمار روح کا علاج کیسے کرسکتا ہے اگر اس نسخے پر عمل نہ کیا جائے۔ اے انسان! کیا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں.....؟ یاد رکھ کہ اگر تو اس نسخہ پر عمل کریگا تو اسکا فائدہ تمہارے ہی لیے ہے اور وہ عظیم اَجر جسکی وسعت کا تم اندازہ نہیں لگا سکتے، وہ تمہیں ہی ملے گا اور اگر تو اس نسخے پر عمل نہیں کرے گا تو اسکا نتیجہ بھی پھر ایسا ہی بُرا ہوگا جس کی شدت کا تم اندازہ نہیں لگا

سکتے۔ وہ سزا جہنم کی آگ ہے جس کی شدت دُنیا کی گرم ترین آگ سے ستر (۷۰) گنا زیادہ ہے جس میں تو ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

پہلی کتابیں ایک محدود انسانی آبادی کے لیے آیا کرتی تھیں لیکن قرآن حکیم زمین پر بسنے والی تمام قوموں کیلئے نازل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''**قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا**'' (سورۃ الاعراف ۷، آیت ۱۵۸) ترجمہ ''(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) اعلان کر دو کہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں'' اور اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب ہدایت مجھے عطا کی ہے۔ **اللہ تعالیٰ** نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا کہ ''**اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○**'' (القدر ۹۷ آیت ۱) ترجمہ ''ہم نے اس کتاب کو لیلۃ القدر کی رات اُتارنا شروع کیا''۔ قرآن کریم کو یکدم نہیں اُتارا گیا بلکہ اسکو آہستہ آہستہ موقع اور محل کے مطابق حضرت جبریل علیہ السلام لے کر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر اُتارا۔

پہلی کتابوں کی انسان اپنی مرضی سے تحریف کرتا رہا ہے لیکن قرآن کریم کی تحریف کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذِمہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''**اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○**''۔ (الحجر ۱۵، آیت ۹) ترجمہ ''اس ذِکر (یعنی کتابِ نصیحت، قرآن حکیم) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور خود ہم ہی اسکی حفاظت کرینگے''۔ **اللہ تعالیٰ** نے فرمایا کہ ''یہ عالی شان کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف اُتاری ہے تا کہ تُو لوگوں کو (جہالت کے) اندھیروں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی کی طرف لائے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو کہ زبردست ہے اور قابل تعریف ہے''۔ (ابراہیم ۱۴، آیت ۱) **اللہ تعالیٰ** نے فرمایا کہ ''یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا جو بڑی برکت والی ہے۔ پس (اے لوگو!) **اس پر عمل کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے** رہو تا کہ تم **اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حقدار** بن جاؤ''۔ (الانعام ۶) **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''قرآن کریم ایک رسّی ہے۔ اسکا ایک سرا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تم اپنے سرے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔ پھر تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے''۔ (فضائل اعمال از ابوعبداللہ مغربی حدیث ۹۲۱)

فہم القرآن الحکیم کی جلد چہارم مکمل ہوئی ..... وما توفیقی الا باللہ

.....O.....

؎ اَثر کرے نہ کرے، سن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد!

قرآن کریم کیا چیز ہے؟

یہ ایسی کتاب ہے جس میں زندگی گزارنے کے اصول بتائے گئے ہیں اور یہ ایک ایسی ہستی کی طرف سے ہے جو کبھی کوئی غلطی/ خطا نہیں کرتی۔ اس کے اصول اٹل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بات کبھی بدلتی نہیں۔

ایک لڑکا سکول جاتا ہے اور میٹرک کر لیتا ہے۔ پھر اس کا باپ اس کو اپنے کاروبار میں شریک کر لیتا ہے۔ ایک دِن اس کا باپ جان بوجھ کر غیر حاضر ہو جاتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ آج دکان خود کھولو۔ اس کا باپ شام کو آتا ہے اور اس سے حساب کتاب لیتا ہے۔ آخر میں اس کا باپ کہتا ہے کہ جو کچھ تو نے مجھے حساب کتاب دیا ہے، اس سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تمہیں حساب آتا ہی نہیں۔ تم سکول میں دس سال کیا کرتے رہے ہو۔ باپ کہتا ہے کہ اب وقت گزر چکا۔ جاؤ مزدوری کرو اور تپتی ہوئی مئی جون کے مہینے کی گرمی میں کھیتوں پر کام کرو۔

یہی حالت اس بچے کی ہے جو قرآن کریم شروع کرتا ہے اور اس کو بغیر ترجمے کے، بغیر عربی کے پڑھایا جاتا ہے۔ جب دس سال کے بعد اس کا باپ اس کا

ٹیسٹ لیتا ہے تو اس کو پتہ چلتا ہے کہ یہ جو پڑھ رہا ہے، یہ سمجھ تو رہا نہیں تو اس پر عمل کیسے کرے گا؟ یہ حال ہے ہمارے قرآن کریم کو سیکھنے کا۔ ہم اسکو سیکھنا کہتے ہیں لیکن حقیقتاً یہ سیکھنا نہیں بلکہ یہ صرف طوطے کی طرح رَٹ لینا ہے تو اس نے دس سال اپنی زندگی کے جو انتہائی قیمتی تھے، ضائع کر دیئے۔ باوجود اسکے کہ وہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ قرآن کریم کا قاری ہے لیکن اس کی حالت تو یہ ہے کہ کھانے کے آداب کا اس کو علم نہیں۔ صحیح وضو کرنے کا اس کو علم نہیں۔ صحیح نماز پڑھنے کا اس کو علم نہیں۔ حقوق اللہ کا اسکو شعور نہیں اور حقوق العباد کا بھی اس کو شعور نہیں۔ کیا ایسے بچے کو ہم مومن کہہ سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اس کی قوم کے لوگ (ظاہراً) بہترین قرآن کریم پڑھیں گے۔ بہترین (ظاہراً) روزے رَکھیں گے۔ بہترین (ظاہراً) نمازیں پڑھیں گے لیکن وہ دِین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے''۔ (ابن ماجہ)

؎ جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست
باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک گڈریا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ایک بکری کو اُٹھا کر بھاگنے لگا تو گڈریے نے بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا۔ بھیڑیا کہنے لگا کہ اب تو تُو نے بکری کو مجھ سے چھڑا لیا لیکن اس وقت تم کیا کرو گے جب بکریوں کو چرانے والا خود بھیڑیا ہوگا''۔ (بخاری شریف)

حکمران کا انصاف اور ظلم انسانی معاشرے سے گزر کر جانوروں تک اَثر کرتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ''فلاں بادشاہ کے دورانِ حکومت شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے'' (کیونکہ وہ عدل وانصاف سے حکومت کرتا تھا)

حکمران کے چار بنیادی فرائض

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''**اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی**

الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾''۔(الحج ۲۲، آیت ۴۱)

ترجمہ''(اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے) یہ وہ لوگ ہیں جن کو زمین میں اگر ہم اقتدار دیں تو

۱) وہ **نظامِ صلوٰۃ** نافذ کرتے ہیں

۲) **نظامِ زکوٰۃ** قائم کرتے ہیں

۳) اور **نظامِ اَمر و نہی** (تبلیغ) کا دستور بناتے ہیں (یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر [نیکی کا حکم کرنا اور بُرائی سے روکنا])

اور تمام کاموں کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے''۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میرے بعد تم بہت اختلاف دیکھو گے۔ اس وقت (حکمرانی کے معاملہ میں) میری سنت اور میرے حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت پر عمل کرنا''۔(ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہارا سب سے افضل جہاد سرحدوں کی نگرانی ہے''۔(امام طبرانی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس کا کوئی والی نہیں، اس کا والی سلطان ہوتا ہے''۔(ترمذی، دارمی، احمد)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس شخص کو اپنے حکمران کی کوئی بات ناگوار گزرے، وہ صبر کرے کیونکہ جو شخص اپنے حکمران کی اطاعت سے ایک بالشت بھی باہر نکلا، وہ جہالت کی موت مرے گا''۔(بخاری، مسلم)

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس نے اللہ تعالیٰ کے سلطان (حکمران)

کی دُنیا میں عزت کی، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دِن عزت دے گا اور جس نے اس کی دُنیا میں توہین کی، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دِن رُسوا کرے گا''۔(حافظ الہیثمی)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ ''میرے بعد حکمران ہوں گے، ان کو ذلیل نہ کرنا۔ جس شخص نے حکمران کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا، اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اُتار دیا''۔(احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس شخص نے سلطان کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا، اس نے اسلام کی سرحد میں رخنہ ڈال دیا۔ اسکی توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک وہ اسکی تلافی نہ کرلے اور وہ قیامت تک اس کی تلافی نہیں کر سکے گا''۔(تاریخ کبیر از بخاری)

نوٹ: ہمارے ملک میں حکمران کی ٹانگ کھینچنا ایک رواج بن چکا ہے۔ احتجاج کرنا، دھرنے دینا، توڑ پھوڑ کرنا، حکمران پر بغیر ثبوت کے الزام لگانا، جھوٹ بول کر اس کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنا ایک ایسی قوم کے لیے مناسب نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وجود میں آئی ہو۔ اس کے نتائج آپ کے سامنے ہیں۔

حضرت علامہ اقبال نے بہت عرصہ پہلے کہا تھا کہ:

؎ گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا کہ ''تم میں سے ہر شخص نگران (حاکم) ہے۔ ملک کا حکمران ملک کی رعایا کا نگران ہے۔ قیامت کے دِن اس سے سوال کیا جائے گا۔ امیر

(چند) لوگوں پر نگران (حاکم) ہے۔اس سے ان کے متعلق سوال ہوگا۔مرد اپنے اہل خانہ پر نگران ہے۔اس سے انکے متعلق سوال ہوگا۔عورت اپنے شوہر کے گھر اور اسکے بچوں پر نگران ہے۔اس سے ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔نوکر اپنے مالک کے مال پر نگران ہے۔اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔سنو! تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر شخص سے اسکے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔(مسلم، کتاب الامارۃ)

نوٹ: عدل یا ظلم گھر سے شروع ہوتا ہے۔گلی کوچوں سے ہوتے ہوئے اداروں تک پہنچتا ہے۔اداروں سے ہوتے ہوئے اقتدار کے بالاترین ایوانوں تک پہنچتا ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انکے والد محترم نے اپنے ایک بیٹے کو ایک غلام دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ بنانے کیلئے حاضر ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، ''کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اسی طرح ایک غلام دیا ہے؟'' تو عرض کیا ''جی نہیں''۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''پھر اسکو بھی واپس کرو۔میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا'' (ترمذی جلد اوّل حدیث ۱۲۲۹)

حضرت موکل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حکمران بنایا اور وہ اپنی رعایا کے ساتھ خیانت کرتا ہوا مرا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیں گے''۔(مسلم)

؎ جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی — روحِ اُمم کی حیات کشمکش انقلاب
صورتِ شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم — کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب
نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر — نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

○.....○.....○

اے نوجوانانِ مِلّت

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میں ایسے ہر مسلمان سے بری الذمہ ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہتا ہے''۔ پوچھا گیا کہ ''کیوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ایسا کیوں ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ مشرک سے اتنی دُور رہے کہ دونوں کو ایک دوسرے کی آگ دکھائی نہ دے''۔ (جامع ترمذی، جلد اوّل، حدیث ۱۴۶۳)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مشرکوں کے ساتھ مت رہو اور نہ ان کے ساتھ اکٹھے ہوا کرو کیونکہ جو ان کے ساتھ رہے گا یا ان کے ساتھ اُٹھے بیٹھے گا، وہ انہی کی طرح ہو جائے گا''۔ (جامع ترمذی، جلد اوّل)

پاکستان کی تخلیق کا مقصد یہ تھا کہ انگریز کی حکومت ختم ہونے کے بعد جو آگے جمہوریت کی بنا پر حکومت آنے والی ہے، وہ براعظم ہندوستان میں ہمیشہ ہندو کی حکومت ہوگی اور ہندو بلا شک وشبہ اسی طرح کا مشرک ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں مکہ مکرمہ کے مشرکین تھے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا جبکہ مشرکین مکہ کو ہر طرح سے توحید کا پیغام پہنچانے کے باوجود دیکھ لیا کہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ ''**وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ○** ''۔ (بنی اسرائیل ۱۷، آیت ۸۰) ترجمہ ''اور دُعا

کرو کہ پروردگار! مجھ کو جہاں بھی تو لے جائے، سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکالے، سچائی کے ساتھ نکال اور مجھے ایسا اقتدار عطا فرما جس میں تیری مدد میرے ساتھ رہے''۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ سے لندن میں ملاقات کریں اور ان کو ہندوستان کے مسلمانوں کو ہندو مشرکین سے آزاد کرانے کے لیے ہندوستان جائیں اور مسلمانوں کی رہنمائی کریں۔ یہ ملاقات حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ کے لندن کے فلیٹ میں رات کے وقت ہوئی۔ اس وقت حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات چیت نہیں کر رہے تھے بلکہ پورے ہوش وحواس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے تھے اور دونوں کی گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ہندوستان سے انگریز (اہل کتاب) کے نکل جانے کے بعد یہاں کی حکومت ہمیشہ کے لیے مشرک کے ہاتھ ہی میں رہے گی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان آہستہ آہستہ مشرک بن جائیں گے اور ایک وقت آئے گا کہ ہندوستان میں اسی طرح مسلمان ختم ہو جائیں گے جیسے سپین (Spain) میں ختم ہو چکے ہیں جہاں انہوں نے تقریباً سات سو (700) سال حکومت کی تھی۔ یہ تھا مقصد پاکستان کی تخلیق کا کہ مسلمان ایک آزاد ملک میں رہ کر اپنا نظامِ زندگی قرآن وسنت کے مطابق استوار کریں۔ (دیکھیں حوالہ تلخیص مشکوٰۃ شریف از ڈاکٹر عبدالحمید سلیمان وحافظ محمد ناصر رشید، جلد اوّل، صفحہ نمبر ۲۲۵ اور ۲۲۶)

پاکستان کی تخلیق کے بعد حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ تقریباً ایک سال اور چند دِن زندہ رہے۔ حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جو کچھ ہوا اور اب تک جو کچھ ہو رہا ہے، اے نوجوانانِ ملت! آپ سب

کے سامنے ہے۔

ہماری اس حالت کی وجہ یہ ہے کہ حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ کے بعد ایک پُرخلوص بے لاگ علم و دانش کی قیادت سے ابھی تک محروم ہیں۔

؎ قافلہ حجاز میں اک حسین بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

[اقبال، بال جبریل]

ایک زمانہ گزر چکا۔ حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ کے بعد جو قوم کے نوجوان تھے، انہوں نے اپنا وقت سستی اور کاہلی سے گزار دیا۔ اب وہ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ جو انہوں نے کمایا، اس کی جزا و سزا ان کے لیے۔ جو تم کماؤ گے، اس کی جزا و سزا تمہارے لیے۔

؎ نہیں ہے نا اُمید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس کتابِ ہدایت قرآن کریم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بعض قوموں کو عروج عطا فرماتا ہے اور بعض قومیں اس کی وجہ سے زوال پذیر ہوتی ہیں''۔ ([مسلم] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۱۳)

حجۃ الوداع کے موقع پر **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے فرمایا کہ ''اگر تم قرآن کریم کو سختی سے پکڑ لو گے اور میری سنت پر عمل کرو گے تو گمراہ نہیں ہو گے'' [مشکوٰۃ]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مسجد میں بیٹھ کر بیکار باتیں کر رہے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ایسا فتنہ واقعہ ہوگا۔ اس وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم کیا کہ اس سے بچاؤ کی کیا صورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا کہ

۱- جس نے قرآن کریم کو چھوڑا، اس کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرے۔

۲- جس نے قرآن کریم کے علاوہ کسی اَور سے ہدایت طلب کی، اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کرے۔

۳- قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسّی ہے۔

۴- قرآن کریم ذِکرِ حکیم ہے۔

۵- قرآن کریم سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

۶- وہ ایسی کتاب ہے جس کی وجہ سے خواہشات باطل کی طرف رجوع نہیں کرتیں

۷- اس کی بار بار تلاوت کرنے سے ذائقہ پُرانا نہیں ہوتا۔

۸- اس کو بار بار پڑھنے سے اس کے عجائبات کم نہیں ہوتے۔

۹- جب جنّوں نے قرآن کریم کی تلاوت سنی (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تلاوت فرما رہے تھے) تو بے ساختہ کہہ اُٹھے کہ ہم نے بہت ہی دل پسند قرآن کریم سنا ہے جو ہدایت کی طرف بلاتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے۔

۱۱- جس نے اس کے مطابق بات کی، اس نے درست کہا۔

۱۲- اور جس نے اس پر عمل کیا، وہ اَجر وثواب کا حق دار بنا۔

۱۳- اور جس نے اس کے مطابق فیصلہ دیا، اس نے پورا انصاف کیا

۱۴- اور جس نے اس کی طرف دعوت دی، وہ سیدھے راستے کی طرف آ گیا''۔

([دارمی] مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۳۵)

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے قرآن کریم پڑھ کر اس پر عمل کیا، قیامت کے دِن اس کے والد کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک سورج کی اس روشنی سے زیادہ ہوگی جو دُنیا میں تمہارے گھروں کو منور کرتی تھی تو اب تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس

نے خود قرآن کریم پر عمل کیا ہوگا''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۰۳۶)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میری سنت اور میرے حضرات خلفائے راشدین مہدیّین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت پر جو بھی عمل کرے گا، وہ سیدھے راستے پر رہے گا''۔(مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میری حیات کے بعد تم میں سے زندہ رہنے والا بہت سے اختلافات دیکھے گا۔تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت پر چلنا لازم ہے۔ اسکو مضبوطی کے ساتھ تھام لو گویا کہ اسکو دانتوں میں پکڑا ہوا ہے۔تم نے دِین میں ایجاد کردہ نئی نئی باتوں سے لازماً بچنا ہے کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔(مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، حدیث ۲۶/ ۱۵۷)

اے نوجوانو! اب ملک کی باگ ڈور آپکے ہاتھ میں ہے۔صدر، وزیر تم ہی میں سے ہونگے۔اگر آپکو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت ہے، اہل بیت سے محبت ہے، خلفائے راشدین سے محبت ہے تو قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سنت خلفائے راشدین کو مضبوطی سے پکڑ لیں تو آخرت میں آپکا اَجر بے حساب ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ''جس نے نیکی کی بنیاد ڈالی، اسکے نامہ اعمال میں ان تمام لوگوں کے ثواب میں سے ایک حصہ نیکی کا لکھا جاتا رہے گا جو اس نیکی پر عمل کرتے رہیں گے۔[مشکوٰۃ] اور یہ قیامت تک سلسلہ چلتا رہے گا لہٰذا آپکا اَجر بے حساب ہوگا

ے خودی کے ساز میں ہے عمر جاوداں کا سراغ — خودی کے سوز سے روشن ہے اُمتوں کے چراغ
ے عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے — نگاہِ مسلماں کو تلوار کر دے
ے دِلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے — وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لا تذر میں
کیوں خس وخاشاک سے دَب جائے مسلماں — مانا وہ تب و تاب نہیں اس کے شرر میں

[اقبال]